۳۶ نبیوں کے واقعات

قصص الانبیاء

حصہ اول

فہرست

دیباچہ
امام الانبیاء خاتم النبین رحمت اللعلمین
حضرت محمد مُصطفیٰ ﷺ کا ذکر جمیل
طلوع صبح سعادت
نبّوت سے پہلے
نبوت کے بعد
اسوۂ حَسَنہ
''سیرت رسول بزبان رسول''
سیرت طیبہ
حجۃ الوداع
خطبہ حجّۃ الوداع
آخری لمحات
حضرت آدم علیہ السلام
پیدائش آدم علیہٗ السّلام
میثاق
تعلیم الاسماء
سجدہ کا حکم
شیطان کا سجدہ سے انکار اور مناظرہ
حضرت حوّاؑ کی پیدائش
جنت میں داخلہ

دیباچہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامَ عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ط

ہر قسم کی حمد وثناو ہر قسم کی تعریف اور شکر وسپاس پر مکان و ہر جگہ و ہر زمان میں پروردگار عالم جل جلالہ، کیلئے ہے جو خالق مخلوقات کون ومکان کا مالک ہے، ہر انسان وحیوان، جن وبشر، چرند پرند حور وملک زمین وآسمان، عرش وفرش، لوح وقلم، کرسی اور تمام ذی روح اور بے روح کا وہی خالق اور ربّ کائنات کے لئے ہر ذرّہ حجر وشجر، خشکی وتری میں جملہ موجودات اس کی حمد ثنا میں ہر صبح وشام مدام مشغول ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ط اور نہیں کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف اس کی کے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

اور درود وسلام فخر دو عالم سید الموجودات سرور کائنات شفیع المذنبین خاتم النبین صاحب لولاک والمعجز ات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس ناچیز کمترین ناکارہ خاکپائے علماء کرام عبدالعزیز کی طرف سے علی الدوام ہو۔

اَمَّا بَعْدُ۔ احقر نے دو سال کی محنت سے یہ نایاب کتاب تذکرہ النبیین تیار کی ہے جو معتبر تفاسیروں سے اور حدیثوں کی کتابوں سے تیار کی ہے۔ اس کتاب میں میرے نواسے مولانا قاری محمد طاہر صاحب نے بھی میرے ساتھ امداد کی ہے۔ پیغمبروں کے واقعات کی یہ بہترین اور نایاب کتاب ہے جس میں ۳۶ نبیوں کے واقعات ہیں۔ اور جناب سرور کائنات ﷺ کے واقعات کیلئے ہماری کتاب سیرت مصطفی بہترین کتاب ہے دو جلدوں میں اور تصوف کی کتاب سفینۃ العارفین جو صوفیائے کرام کیلئے بہترین رہنما ہے جس میں چاروں خلفاء کے واقعات اور شہدائے کربلا اور چیدہ چیدہ نیک بادشاہوں اور آئمہ اربع کے حالات کا ذکر اور چار سلسلوں کا ذکر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ قادری کے چیدہ چیدہ بزرگوں کے واقعات کا ذکر اور شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے چیدہ چیدہ بزرگوں کے واقعات کا ذکر اور شیخ شہاب الدین اور سہروردیؒ کے مشہور بزرگوں کا ذکر اور شیخ احمد مجددؒ اور سلسلہ نقشبند کے بزرگوں کے واقعات پر مشتمل ہے، نیز آخر میں بارہ مہینوں کے نوافل اور ورد وظائف پر مشتمل بہترین کتاب ہے۔ نیز وعظ ونصیحت کے واسطے ہماری کتاب سَفِینَۃُ الوَاعِظِین بہترین کتاب ہے جس میں ۳۲ مدلل وعظ وتقریریں ہیں، اس کتاب میں مترجم خطبات جمعہ وعیدین اور نکاح ہیں۔ یہ کتاب واعظوں اور خطیبوں کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

امام الانبیاء خاتم النبین رحمت اللعلمین

حضرت محمد مُصطفیٰؐ کا ذکرِ جمیل

حبیب کبریا رحمت ہر دوسرا رحمتِ عالمیان صفوت آدمیون، تتمہّ دورزمان حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکرِ جمیل تمام روحانی ترقی وعروج کی بنیاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمۂ فیضان رحمت سے تمام کائنات اور اس کا ذرّہ ذرّہ سیراب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی تشریف آوری نہ ہوتی تو آفتاب وماہتاب اور یہ حسین وجمیل کائنات عالم وجود میں جلوہ گر نہ ہوتا۔ حضور ﷺ کے حسن وجمال اور بے مثال کمالات نے نہ صرف عالمِ انسانیت، بلکہ ہر نوع عالم کو جمال کمال سے نوازا۔

مرکز رشد وہدایت آپؐ ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔ جس سے بنی نوع انسان کو امن وسلامتی فلاح دارین اور اطمینان ومسّرت کے صراط مستقیم مل سکتی ہے۔ وہ صراط مستقیم جس کے بغیر نہ تو مسلمان منزلِ مقصور کو پہنچ سکتے ہیں اور نہ غیر مسلم اقوام امن وسلامتی اور فلاح وکامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

حقا که بے متابعت سیّدٌ رسل

ہرگز کسے بمنزل مقصور راہ نیافت

طلوع صبح سعادت

مفجر موجودات سیّدا الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ربیع الاوّل عام الفیل، مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ئ، مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی، مکہّ معظّمہ میں بروز پیر بوقت صبح پہلوئے آمنہؓ سے جلوہ نما ہوئے۔ بروایت دیگر بارہ ۱۲ ربیع الاوّل تھی) ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا

دعائے خلیل اور نوید مسیحاؑ

داداعبدا ✻ نے محمدؐ اور والدہ ماجدہ نے احمدؐ نام رکھا۔ آپ کی مبارک زندگی میں روز دوشنبہ کو یہ خصوصیت حاصل رہی ہے کہ ولادت، بعث، ہجرت، رحلت۔ سب اسی دن واقعہ ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبداللہ ہے۔ گویا عبودیت، بندگی آپ کے خون میں شامل تھی۔ اور آپ کی والدہ مکرّمہ کا نام جناب آمنہ ہے۔ گویا امن وسلامتی کے شکم میں آپ نے پرورش پائی۔ آپ کی دایہ کا نام حلیمہ ہے گویا حلم وبردباری کا آپ نے دودھ پیا۔ آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں خوب خوب حمد وستائش کیا ہوا۔ ہر زمانہ

میں، دنیاوآخرت بلکہ اَبدالا بارتک آپ کی تعریف وتوصیف وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ کے مطابق ہوتی رہے گی۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ فَذُو العرشِ محمودٌ وَّھٰذَا مُحَمَّد

(ترجمہ) اور نکال لیا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنے نام سے نام، تاکہ انھیں بزرگی بخشیں، پس عرش والا تو محمود ہے اور یہ محمد ہے۔

والد ماجد جناب عبداللہ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے اثنائے سفر بیمار ہوکر اپنے سسرال کے ہاں انتقال کر گئے اور مدینہ طیبہ میں پیوند خاک ہوئے۔ جب آپکی عمر مبارک چھ برس ہوئی تو والدہ ماجدہ بھی اثنائے سفر میں مدینہ طیبہ سے مکّہ معظّمہ آتے ہوئے ایک منزل پر بمقام ابوا راہی عالم بقا ہوئیں، اور آپ اپنی مملوکہ حضرت امّ ایمنؓ کی ہمراہی میں اپنے دادا جان خواجہ عبدا ✲ کی آغوش محبت میں پہنچے۔ ۹ سال کی عمر میں دادا بھی جل بسے، تو ان کی وصیت وخواہش کے مطابق آپ کی دیکھ بھال شفیق چچا ابوطالب کرنے لگے۔

نبوّت سے پہلے

بارہ ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا کی معیّت میں ملک شام کا پہلا سفر کیا اور اپنی معاش کے لئے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ ۵۸۰ء اور ۵۹۰ء کے درمیان جنگ فجّار کا واقعہ پیش آیا۔ چونکہ قریش اس میں حق پر تھے اس لئے آپؐ نے اس جنگ میں اپنی قوم کا ساتھ دیا۔ انجام کار اس کا خاتمہ ایک معائدہ بنام ’’حلف الفضول‘‘ پر ہوا۔ اس معائدے میں بھی آپؐ شریک رہے کیونکہ اس معائدے میں مظلوم کی حمایت اور اس کو حق دلانے کی دفعہ شامل تھی۔

پچیس سال کی عمر میں بحیثیت نگران حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے واپسی پر حضرت خدیجہؓ کی خواہش پر ان کا نکاح آنحضرت ﷺ سے طے ہوا خطبۂ نکاح آپؐ کے چچا ابوطالب نے پڑھا۔

حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے دو صاحبزادے قاسم اور عبداللہ پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ بڑے صاحب زادے کے نام سے آپ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہے۔ اور چار صاحب زادیاں سیّدہ زینبؓ، سیّدہ رقیہؓ، سیّدہ ام کلثومؓ اور سیّدہ فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ جن میں سے پہلی حضرت ابوالعاصؓ سے اور دوسری وتیسری سیّدنا عثمان غنیؓ سے بیاہی گئیں اور حضور ﷺ کی حیات ہی میں رحلت فرما گئیں جبکہ چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحب زادی خاتون جنت

کا نکاح سیّدنا علی المرتضیٰؓ سے ہوا۔ اور آپ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ خاندانِ سعادت انہی سے چلتا ہے۔ اوّل الذکر صاحب زادیوں کی اولاد زندہ نہیں رہی۔

نبوت کے بعد

جب آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ مکہ معظّمہ کے قریب غارِ حرا میں مصروف عبادت تھے کہ ستائیس یا چوبیس رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں ۶۱۰ء حضرت جبرائیل امین وحی الٰہی قرآن پاک کا پہلا حصّہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ط لیکر تشریف لائے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاجِ نبوّت سے سرفراز تھے اور سارے جہاں کو کفر و شرک اور ظلم معصیت سے بچانا آپ کے فرائض منصبی میں شامل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ ۱۳ سال مکہ معظّمہ میں فرائض رسالت انجام دیئے، اور اس راہ میں سخت جانگسل شدائد اور مصائب برداشت کئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیّبہ کو ہجرت فرمائی اور وہاں دس سال اشاعت وتبلیغ اسلام کی ذمہ داریاں کماحقہٗ پایہ تکمیل پہنچائیں۔

اسوۂ حسنہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (الآیۃ) یقینا تمہارے لئے رسول اللہؐ کی حیات طیبہ میں اچھا نمونہ ہے۔

انبیاءِ کرام صلوات اللہ علیہم کی زندگیوں میں ہر طرح کے نمونے موجود ہیں۔ مگر مثالی اور قابل تقلید زندگی جو تمام شعبۂ زندگی پر محیط ہو وہ صرف نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاکیزہ زندگی ہے جس میں صلح، جنگ وفقر و سلطنت و دولت حشمت و جہانبانی حکمرانی واز دواج وتجرّ د خدا اور بندوں کے تعلقات و حاکمیت محکومیّت وسکون وغضب جلوت و خلوت وجلال و جمال یعنی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق عملی مثال مل سکتی ہے۔ اسی لئے آپ کی زندگی کو نمونہ زندگی بنایا گیا۔ اگر اس مثالی زندگی کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں دیکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

''سیرت رسول بزبان رسول''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضور کی سنّت (یعنی طریقہ) کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا معرفت خداوندی میرا رائس المال ہے۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔ محبت میری بنیاد ہے۔ شوق میری سواری ہے۔ ذکر الٰہی میرا انیس ہے۔ اعتماد میرا خزانہ ہے۔ حزن میرا رفیق ہے۔ علم میرا

ہتھیار ہے۔صبر میرا لباس ہے۔رضا میری غنیمت ہے۔عجز میرا فخر ہے۔زہد میرا پیشہ ہے۔یقین میری خوراک ہے۔صدق میرا ساتھ ہے۔طاعت میرا بچاؤ ہے۔جہاد میرا خلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔اس مبارک ارشاد سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ دینی اور دینوی خوبیوں، محاسن، کمالات، مکارم اخلاق کی جامعیت کا مجموعہ ہے۔یعنی

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور بقول حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں بجز دو چار

یا بقول کسے کہ

جدا جدا جو کمالات انبیا میں تھے
وہ مجتمع تھے تو حبیب کبریا ؐ میں تھے

سیرت طیبہ

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف الشفا فی حقوق المصطفیٰ میں رقمطراز ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے بکثرت ذکر کرنے والے۔لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفرت کرنے والے۔بہترین رائے اور اعلیٰ ترین عقل والے تھے۔انصاف کے معاملہ میں قریبی اور اجنبی برابر ہوتا تھا۔مساکین سے محبت فرماتے اور غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے۔اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔اپنے پاس بیٹھنے والوں کی دِل جوئی فرماتے۔زمین پر بغیر کسی فرش ومسند کے نشست فرماتے۔اپنے جوتے خود ٹانک لیتے اور اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے۔کافر سے بھی خندہ پیشانی سے ملتے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ اپنی معروف تصنیف کیمائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشوں کو چارہ خود ڈالتے۔اونٹون کو باندھتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔خادم کے کام کاج میں اس کی مدد فرماتے۔بازار سے خود جا کر سودا خریدتے اور خود ہی اسے اٹھالاتے۔ہر ادنیٰ واعلیٰ خورد و بزرگ کو سلام کرنے

میں پہل کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہوتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے۔ آقا و غلام حبشی و ترکی میں بالکل فرق نہ کرتے۔ کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کرتا قبول فرمالیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھالیتے۔ رات کے کھانے سے صبح کے لئے اور صبح کے کھانے سے رات کے لئے اٹھا نہ رکھتے۔ آپؐ نیک خو، کریم الطبع کشادہ رو تھے، چہرے پر مسکراہٹ ہمیشہ کھیلتی رہتی ہر ایک پر رحم فرماتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے اور سر مبارک کو جھکا کر رکھتے۔ ''صلیٰ اللہ علیہ وسلم''

امام بکاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اطاعت گذار کو خوشخبری پہنچاتے۔

گنہگار کو ڈر سناتے، بے کسوں کو پناہ تھے۔ اللہ کے بندہ و رسول جملہ کاروبار اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے والے تھے۔ نہ درشت خو نہ سخت گو، چیخ مار کر نہ بولتے، بدی کا بدلہ بدی سے نہ دیتے۔ گنہگار کو معافی مانگنے سے پہلے معاف فرما دیتے۔ آپؐ کا کام مذاہب کی خامیوں کو دور کرنا تھا۔ آپؐ کی تعلیم اندھوں کو آنکھیںؑ اور بہروں کو کان دیتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ہر خوبی سے آراستہ اور تمام اچھے اخلاق سے متصف تھے۔ سکینہ اطمینان قلبی آپؐ کا لناس، نکوئی آپؐ کا شعار، تقویٰ آپؐ کا ضمیر حکمت آپؐ کا کلام، عدل آپؐ کی سیرت ہے۔ آپؐ کی شریعت سراپا ستی ہے آپؐ کی ملّت اسلام، ہدایت آپؐ کی راہنما ہے۔ آپؐ گمراہی کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو شہرت دینے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے قلّت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے۔

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقول صاحب قصیدہ بُردہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِی مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْ ھَرُالْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

ترجمہ: وہ پاک ہیں کسی بھی شریک سے اپنی خوبیوں میں، پس ان کی ذات میں حسن کا نا قابل تقسیم جوہر ہے۔

اپنے فضائل وکمالات، محامد، محاسن اور مکارم اخلاق میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپؐ کے اخلاق حسنہ کا بیان ایک ناپیدا کنار سمندر ہے ان اوراق میں صرف ایک جھلک ہی دکھائی جاسکتی ہے۔

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو زداماں گلہ دارد

حجۃ الوداع

۲۵/ ذیقعدہ ۱۰ھ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیّبہ سے روانہ ہوئے اور ۴/ ذوالحجہ

معظّمہ میں داخل ہوئے، وہاں سے ۸ تاریخ کو منیٰ اور ۹ رتاریخ کو عرفات تشریف لے گئے ور وہاں قیام فرمایا۔عرفات کے مقام نمرہ میں دوپہر ڈھلنے کے بعد اپنی اونٹنی جس کا نام قصویٰ تھا سوار ہوکر میدان میں آئے اور اونٹنی کی پشت پر ہی خطبہ پڑھا جوخطبہ حجۃ الوادع کے نام سے مشہور ہے یہ خطبہ خدا کے برگزیدہ رسولؐ کا آخری پیغام تھا اور انسانیت کے لئے امن عالم کا آخری منشور تھا۔

خطبہ حجّۃ الوداع

حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔(مسلم،ابوداؤد)

لوگو!بے شک تمہارا ربّ ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ہاں عربی کو عجمی پر،عجمی کو عربی پر،سرخ کو سیاہ پر سیاہ کو سُرخ پر کوئی فضیلت نہیں،مگر تقویٰ کی وجہ سے۔(مسند احمد)

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

تمہارے غلام!تمہارے غلام جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔(ابن سعد)

جاہلیت کے تمام خون،یعنی خون کا انتقام،باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں(ابوداؤد)

عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو،تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔(طبری)

تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔(بخاری،مسلم)

میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہوگے،اور وہ ہے کتاب اللہ۔(صحاح
)

اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو(از روئے وِراثت)اس کا حق دیا ہے اب کسی کو وارثت کے حق میں وصیّت جائز نہیں۔

لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔زانی کیلئے پتھر ہیں اور ان کا حساب خدا کے ذمّہ ہے جو لڑکا اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں ہے۔

قرض ادا کیا جائے۔عاریت واپس کی جائے۔عطیہ لوٹا جائے اور ضامن تاوان کا ذمّہ دار ہے۔یہ فرما کر آپ نے مجمع عام کی طرف خطاب کیا کہ

تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا۔تم کیا جواب دوگے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؐ نے خدا کا پیغا
م پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔تو آپؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا۔اے اللہ تو گواہ رہنا۔اسی
موقعہ پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَ تْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْ ☐ مَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا۔(الایة)

اتمام کرم تو اب ہو چکا اب ختم نبوت ہوتی ہے اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ
اعلان کیا۔

آخری لمحات

مکہ معظّمہ سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے،اور یہی بیماری مرض موت ثابت ہوئی۔اور یہ مرض
بھی عجیب تھی،ایک طرف یہ بیماری تھی اور ایک طرف خیبر میں یہودی عورت نے زہر دی تھی اس کا اثر تھا لہذا موت اور
شہادت کا امتزاج تھا۔ماہ صفر کی آخری تاریخوں میں مرض کا آغاز ہوا۔پھر کبھی افاقہ اور کبھی اضافہ ہوتا رہا۔تاہم گیارہ
دن تک باوجود اس کے مسجد میں تشریف لا کر نمازیں پڑھاتے رہے،آخری نماز جو آپؐ نے پڑھائی وہ نماز مغرب تھی
جس میں سورۂ مرسلات تلاوت فرمائی۔اس کے بعد آپ کی منشاءِ حکم سے آپؐ کی حیات میں سترہ ۱۷ نمازیں سیّدنا ابو
بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائیں۔طبیعت کے سنبھلنے پر خطیبِ کائناتؐ نے ایک اور اہم اور آخری خطبہ
ارشاد فرمایا،جس کے بعد پھر کبھی مسجد نبویؐ میں یہ مجلس نہ جم سکی۔

۹/ربیع الاوّل کو کچھ سکون ہوا تو چہرہ انور کی ایک آخری جھلک دروازہ کا پردہ سرکا کر امت کو دکھائی،اور اشارے سے
حکم دیا کہ نماز پڑھیں۔

آخری تنبیہ زیر لب یہ سنی گئی کہ یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا
لیا۔

آخری کام کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی اور آخری وصیت کے طور پر جو آپ ﷺ کے لب
اقدس کو حرکت ہوئی وہ یہ تھی کہ ''نماز نماز اور ماتحتوں کے حقوق''

پیر کا دن تھا اور سہ پہر کا وقت،نزع کے عالم میں آخری کلمات ارشاد فرمائے۔

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ خدا کے سوا کوئی کارساز نہیں

لَسَکَرَاتٍ۔ بیشک موت کیلئے سختیاں ہیں۔

پھر اچانک ہاتھ اونچا کیا اور انگلی سے اشارہ کیا اور زبان مقدس سے تین دفعہ فرمایا۔

بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی۔بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلیٰ۔بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی۔

اب صرف اسی کی رفاقت چاہیے۔

یہ فرماتے ہوئے تیسری آواز پر روح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مطہر عالم قدس کو ہمیشہ کے لئے پرواز کر گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔وصال کے بعد جس حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اندر حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے حجاب فرما، ہو کر آرام فرما ہیں ان کی رفعت شان کا کیا کہنا کہ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

اور علامہ سیّد سلیمان ندویؒ نے کیا خوب فرمایا۔

پاکیزہ تر از عرش وسما جنّت فروس

آرام گاہ اک رسول عربی ہے

آہستہ قدم نیچی نگاہ پست صدا ہو خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً کثیراً۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

ٹرٹرٹرٹر

حضرت آدم علیہ السلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات پر ہے

۱۔ سورۂ بقرہ، پارہ اوّل رکوع ۴

۲۔ سورہ مائدہ، پارہ ۶، رکوع ۵

۳۔ پارہ ۸، سورۂ اعراف، رکوع ۲

۴۔ پارہ ۹، سورۂ اعراف رکوع ۲۴

۵۔ پارہ ۱۴، سورۂ الحجر، رکوع ۳

۶۔ پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، رکوع ۷

۷۔ پارہ ۱۵، سورۂ کہف، رکوع ۷

۸۔ پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، رکوع ۷

۹۔ پارہ ۲۱، سورۂ سجدہ، رکوع ۱

۱۰۔ پارہ ۲۳، سورۂ صٓ، رکوع ۵

۱۱۔ پارہ ۲۷، سورۂ رحمٰن، رکوع ۱

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پروردگار عالم جل جلالہ، نے اپنے بڑے احسان کے ساتھ فرشتوں کی جماعت میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ — اور جب کہا رب تیرے نے واسطے

جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً — فرشتوں کے بیشک میں پیدا کرنیوالا

پارہ اوّل سورہ بقرہ رکوع ۴ — ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔

جب ملائکہ نے حکم سنا تو معلوم کرلیا کہ آدم علیہ السلام خدا کا بڑا برگزیدہ بندہ ہوگا نمبر ۱ ایک اس کی پیدائش سے پہلے ہی منادی کردی۔ نمبر ۲ یہ کہ وہ خدا کا نائب ہوکر زمین میں حکومت کرے گا۔ مگر جب فرشتوں کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا خمیرہ اور مادہ ایسے اجسام مختلف الطبائع سے ہوگا کہ جن کو قوت شہویہ اور غضبیہ بھی لازم ہے کہ جس سے خواہ مخواہ بدکاری وغیرہ فسادات ظہور میں آئیں گے۔ پھر نہایت عاجزی اور انکساری سے سوال کیا کہ الٰہی پھر ایسے کو خلیفہ بنانے

کی کیا حکمت ہے۔ رہی تیری تسبیح وتقدیس تو اس کے لئے ہم ملائکہ موجود ہیں۔ جن قوّتِ غضبّیہ اور شہوّ یہ کا مادہ ہی نہیں ۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تم کو معلوم نہیں۔ (تفسیر حقانی)

(فرشتوں کا سوال) چنانچہ ارشاد ہے۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ط

سورہ بقرہ رکوع ۴

کہا فرشتوں نے کیا تو کرتا ہے زمین میں اس کسی کو جو فساد کرے زمین میں اور بہائے خون اور ہم تیری تعریف کیساتھ تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

خلیفہ کا یہ مطلب ہے کہ یکے بعد دیگرے تمام انبیاء کرام خلیفہ رہیں گے۔ فرشتوں نے اَتَجْعَلُ اعتراض اور حسد کے طور پر نہ کہا تھا ایک تو پہلے جنّات کے حالات دیکھ کر کہا تھا جن کا ذکر عنقریب آنے والا ہے اور لوگوں میں سب ہی تو نیک نہیں ہوتے بلکہ فسادی بھی ہوتے ہیں اور فرشتے نوری مخلوق ہے اُن میں حسد بخل وغیرہ کا تو مادہ ہی نہیں۔ باقی ہر مخلوق خون بہانے والی اور فسادی ہوتی ہے اس لئے فرشتوں نے اَتَجْعَلُ کہا تھا لیکن پروردگار عالم جلّ جلالہ، نے فرمایا کہ باوجود فسادوں کے بھی جو مصلحتیں ہیں وہ میں جانتا ہوں کہ ان میں، انبیاء اور صدیق اور شہید عابد زاہد اور اولیاء نیکو کار ابرار اور مقرّب بارگاہِ الٰہی ہوں گے اور علماء صلحا متقی پرہیز گار بھی ہوں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے زمین پر جنات کئی ہزار سال حکومت کرتے رہے سب زمین پر قابض تھے حیوانات نباتات سے نفع اٹھاتے اور آسمان پر آتے جاتے تھے۔ پھر جنوں نے فساد مچایا خون ریزی شروع کی پھر پروردگار عالم جل جلالہ، آسمان دنیا کے فرشتوں کو حکم دیا کہ جنوں کو زمین سے دور کرو تا کہ ان کی آلودگی سے زمین پاک ہو جائے پھر فرشتوں نے خدا کے حکم کے موافق جنوں کو مار مار کر پہاڑوں اور جنگلوں جزیروں میں پہنچا دیا۔ ابلیس لعین بھی ان ہی میں سے تھا اس کا نام عزازیل تھا اور علم اور عبادات کے سبب سے جنوں سے ممتاز اور الگ تھا اور فرشتوں میں رہتا تھا اور وہ بھی فرشتوں کے ہمراہ آسمان پر گیا اور عذر بنایا کہ میں اور میری اولاد ان فسادوں میں شریک نہ تھے حق تعالیٰ نے اس کو فرشتوں کی سفارش سے سبب سے مارنے اور نکالنے سے ط رکھا۔ پھر شیطان کو یہ طمع ہوا کہ سب جنوں کو مار کر نکالا گیا ہے بغیر

میرے اب میں ان کی جگہ قابض اور متصرف رہوں گا پھر عبادت میں زیادہ کوشش کرنی شروع کی جب آسمان کی طرف دنیا کے فرشتوں کو کوئی حکم الہیٰ پہنچتا تو یہ لعین فرشتوں سے بھی پہلے اس کام کو پہنچتا اور فرشتوں کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیتا، پھر آسمان میں اس قدر منزلت اور زیادہ ہوگئی اور اپنے دل میں اس بات کا امیدوار ہوگیا کہ اب دنیا کی خلافت مجھے ملے گی۔ جب کدا کا حکم فرشتوں کو پہنچا کہ اِنِیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط اس وقت شیطان نے جانا کہ یہ قدر و منزلت خدا مجھے نہ دیگا سب بندگی اور عبادت ریا کاری کی تھی اس لئے اس کے دل میں حسد جوش کر گیا۔

(تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

جنات کئی ہزار سال آدم علیہٰ السلام کی پیدائش پہلے دنیا پر آباد تھے ارشاد ربّانی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ البتہ پیدا کیا ہے انسان کو ہم نے
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ط بجنے والی مٹی سے جو بنی ہوئی
وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے اور
مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ ط پیدا کیا جنوں کو پہلے اس سے
پ ۱۴ اس الحجر رکوع ۳ آگ لُو والی سے۔

ابلیس عبادت کی وجہ سے جنّات سے جدا ہو کر فرشتوں میں رہتا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

پیدائش آدم علیہٰ السّلام

پروردگار عالم جل جلالہ، نے جب آدم علیہ السّلام کو پیدا کرنا چاہا تو حضرت جبرئیل علیہٰ السلام کو فرمایا کہ روئے زمین سے ہر رنگ کی مٹی سفید سرخ سیاہ شور شیریں نرم سخت میں سے ایک مشت خاک اٹھا کر لا کہ میں ایک مخلوق پیدا کرتا ہوں جب حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین کے پاس گئے اور چاہا کہ ایک مشت خاک اٹھائے تو زمین نے پوچھا کس واسطے اتنی مٹی کم کرتا ہے جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ اس سے ایک مخلوق پیدا کریگا جو زمین پر رہیں گے نیک اور بد بھی ہوں گے عقاب اور ثواب ان کے واسطے ہوگا، پھر زمین نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی عزّت کی پناہ پکڑتی ہوں کہ تو مجھ سے مٹی نہ اٹھا کیونکہ کچھ لوگ نافرمانی کی وجہ سے جہنم میں جلیں گے حضرت جبریل علیہ السلام زمین کی فریاد سن کر واپس چلے گئے اور عرض کی کہ الہیٰ زمین تیری عزت کی پناہ چاہتی ہے میں تیرے نام کی عزت سے مٹی نہ اٹھا سکا ۔پھر حق تعالیٰ جل جلالہ، نے حضرت میکائیلؑ کو بھیجا وہ بھی واپس آ گئے پھر پروردگار عالم نے اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا وہ بھی اسی طرح خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ پھر پروردگار عالم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو عزرائیل علیہ والسلام نے

زمین کی منت وزاری نہ سنی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو تیری منت وزاری پر نہیں چھوڑ سکتا۔ میں خدا تعالیٰ کا تابعدار ہوں ملک الموت فرشتہ مٹی لیکر واپس آ گیا پھر پروردگار عالم نے روحوں کے قبض کرنے کا کام اسی کے سپرد کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس مشت خاک کو جہاں پر اب کعبہ مکرمہ ہے وہاں رکھو۔ پھر چالیس دن اس پر بارش برسائی انتالیس ۳۹ دن غم کی بارش اور ایک دن خوشی کی بارش برسائی گئی۔ اسی واسطے ہر آدمی اکثر رنج وغم جکر و اندیشہ میں مبتلا رہتا ہے اور خوشی بہت کم ہوتی ہے۔ فرشتوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسی خاک کا گارا بنایا پھر وہ کیچڑ کشک کیا گیا جیسا کہ کمہار برتن خشک کرتا ہے پھر وہ برتن آواز کرتا ہے۔ پھر اس گارے کو خدا کے حکم سے وادی نعمان جو مکہ اور طائف کے راستے میں عرفات سے متصل ہے لیجا کر فرشتوں نے ڈالا۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے اس گارے سے حضرت آدم علیہ السلام کا خوبصورت قالب بنایا پھر فرشتے اس قالب کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور اس کے گرداگرد پھرتے رہتے اور ابلیس بھی اس قالب کو دیکھنے کو آیا اور تعجب سے کہا کہ یہ جسم اندر سے خالی ہے اور جگہ جگہ خلل ہیں یہ بغیر سیر ہونے کے پر نہ ہوگا اور اگر سیر ہو جائے تو پھٹ جائے گا اور چلنے پھرنے میں سُست ہوگا اور اس سے کوئی کام نہ ہو سکے گا مگر جب سینہ بائیں طرف سے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ حجرہ بغیر دروازہ کے ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا چیز پوشیدہ ہے شاید یہ وہی لطیفہ ربّانی ہو کہ جس کے سبب سے خلافت کا استحقاق حاصل کرے۔ (تفسیر فتح العزیز) بعض روایت میں ہے کہ وہ قالب چالیس سال تک وہاں ہی بے جان پڑا رہا جب پروردگار عالم جل جلالہ، نے چاہا تو اس قالب میں روح کو داخل ہونے کا حکم دیا کہ اُدْخُلْ اَیُّھَا الرُّوْحُ فِیْ ھٰذِہِ الْجَسَدِ یعنی داخل ہو جاے روح اس بدن میں۔ جب روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے سر کی طرف سے داخل ہوئی تو جہاں جہاں تک روح پہنچی گئی وہ خاکی بدن جو ٹھیکری کی طرح تھا گوشت پوست ہڈی سے بدلتا گیا جب روح سینہ تک پہنچی تو حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو وہ وہیں زمین پر گر گئے حق تعالیٰ جل جلالہ، نے فرمایا وَ کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ط یعنی پیدا کیا گیا انسان جلد باز۔ پھر اسی حالت میں آدم علیہ السلام کو چھینک آئی تو الہام الٰہی سے آدم علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ط یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے جواب میں پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ یعنی تیرے پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس کے بعد حکم الٰہی سے ایک فرشتہ بہشت سے ایک مرصّع جوڑا لایا اور آدم علیہ السّلام کو خلعت الٰہی سے مشرف ومکرم کیا اور عزت سے تخت پر بٹھایا وہ جمعہ المبارک کا دن تھا۔

میثاق

تفسیر عزیزی میں شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے تمام بدن میں روح پھیل گئی تو حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا اور ان کو السلام علیک کر پھر دیکھ کہ کیا جواب دیتے ہیں

پھر آدم علیہ السلام فرشتوں کی طرف گزرے اور کہا السلام علیکم تو فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حکم ہوا کہ یہی کلمات تحیۃ تیرے اور تیری اولاد کے لئے ہم نے مقرر کئے پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری ذریّت کیا ہے فرمایا کہ ذریت تیری میرے دونوں ہاتھوں میں ہے ان دونوں ہاتھوں میں سے جس کو تو چاہے اسی میں سے پہلے تجھ کو دکھلاؤں حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں پہلے دایاں ہاتھ اختیار کرتا ہوں پھر پروردگار عالم جل جلالہ، نے اپنا قدرتی دایاں ہاتھ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جس قدر نیک بخت لوگ قیامت تک پیدا ہونگے ان کی صورتیں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھائیں پھر دوسرا ہاتھ حضرت آدم علیہا السلام کی پشت پر پھیرا تو بدبختوں کو نکالا اور حضرت آدم علیہ السلام کو دکھلائے آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی صورتیں دیکھیں ان میں بڑا فرق نظر آیا خوبصورت اور بدصورت تونگر اور مفلس لمبے قد چھوٹے قد اندھے لُولے وغیرہ وغیرہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا۔ (تفسیر عزیزی) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو بروایت قوی امام احمد ونسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے کہ یہ عہد واقرار جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنّت سے زمین پر اتارا گیا تھا اس وقت لیا گیا اور مقامِ اقرار وادیٔ نعمان ہے جو میدانِ عرفات کے نام سے مشہور ہے۔ (تفسیر مظہری وتفسیر معارف القرآن) واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے سب نیک اور بد کی روحوں کو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر وادیٔ نعمان میں عہد و پیمان لیا۔ ارشاد فرمایا کہ بتاؤ کیا تمہارا رب نہیں سب روحیں کہنے لگیں کیوں نہیں ضرور ہمارا رب ہے جیسا کہ پروردگار عالم جل وجلالہ، نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْۢ بَنِیْٓ اور جب آپکے رب نے آدمؑ کی
اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور
ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ ان سے ان ہی کے متعلق اقرار کر لیا کہ
عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ میں تمہارا رب نہیں ہوں سب
بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی ج شَهِدْنَا ج نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب
ا□نْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ گواہ ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ط روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس
پارہ ۹ / سورہ اعراف رکوع ۲۲ سے بے خبر تھے۔

پروردگار عالم جل جلالہ، نے آدم علیہ السلام کی ذریّت کو ان کی پشت سے روز ازل میں باہر نکالا اور انھوں نے اپنے نفوس پر خود گواہی دے دی کہ اللہ ہمارا رب ہے۔حضرت ضحاکؒ نے فرمایا کہ روز ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے صلب آدم علیہ السلام کو چھوا تو اس سے وہ رحیں نکل پڑیں جو قیامت تک نسل آدمؑ سے ہونے والی ہیں پھر ان سے وعدہ لیا گیا کہ عبادت صرف اللہ کی کریں گے اور کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔جب تک یہ اہل میثاق پیدا ہوتے جائیں گے قیامت نہ آئے گی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم جل جلالہ، نے آدم علیہ السلام سے ذریات نکالی تو اس طرح نکل جیسے کنگھی کرنے سے بال کنگھی کے اندر ہو جاتے ہیں اس میثاق میں فرشتے بھی گواہ تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے ان کی پیٹھ پر جب ہاتھ پھیرا تو ذریّات نکلنا شروع ہو گئیں تو فرمایا کہ فلاں فلاں تو جنتی ہیں کیونکہ اہل جنّت ہی کا سا عمل کریں گے۔اور یہ دوزخی ہیں کیونکہ اہل نار کا سا عمل کریں گے۔کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم جب وہاں طے ہو چکا ہے تو پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے، فرمایا اللہ کا وہی بندہ جنّت کے لئے پیدا کیا گیا جس کے عمل جنتیوں کے ہونگے، اور دوزخی وہی ہے جو دوزخیوں کے کام کرے اور اسی عمل پر قبل از توبہ دم ٹوٹے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روحیں صلب آدمؑ سے ظاہر ہوئیں تو ہر انسان کے ماتھے پر ایک روشنی چمک رہی تھی، تمام نسل کو آدم علی السلام کے سامنے پیش کیا۔آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے رب یہ کون ہیں فرمایا یہ تمہاری نسل ہے ایک شخص کے چہرے پر بہت زیادہ روشنی تھی آدمؑ نے دریافت کیا ان کی عمر کیا ہے فرمایا ساٹھ ۶۰ سال ہے آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میں نے اپنی عمر سے چالیس سال اس کو دے دیئے۔لیکن جب آدم علیہ السلام کی عمر ختم ہوئی ملک الموت فرشتہ آیا تو آدمؑ نے کہا ابھی تو میری عمر سے چالیس سال باقی ہیں جواب دیا یہ چالیس سال تو نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیئے تھے تو آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا۔یہی انکار کی خو ان کی نسل میں پڑ گئی کیوں کہ آدمؑ بھول گئے تھے یہ بھول چوک اب نسل میں بھی ہے۔آدمؑ نے اپنی ذریّت دیکھی اس میں بیمار جزامی برص والے اندھے وغیرہ سب تھے، انبیاء علیہم السلام سراپا نور تھے۔میثاق کے عہد پر آسمان اور زمین بھی گواہ ہوئے تا کہ قیامت کے دن کچھ عذر نہ ہو۔آدمؑ نے اپنی ذریّت میں غنی فقیر خوبصورت بدصورت سب دیکھے۔

(تفسیر ابن کثیر)

میثاق کے وعدے اور قول اقرار اور گواہی کو پروردگار عالم جل جلالہ، نے حجر سود میں امانت کرک رکھ دیا تھا۔حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کرے گا حجر اسود اس کی گواہی دے گا۔حضرت آدمؑ نے جب اپنی اولاد

دیکھی تو عرض کیا اے رب یہ دنیا میں کس طرح سمائیں گے پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا کسی کو زمین میں رکھوں گا یعنی مرجائیں گے اور کسی کو ماؤں کے پیٹوں میں اور کسی کو باپوں کی پشتوں میں رکھوں گا۔ امام مالکؒ ابوداؤد ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے بروایت مسلم بن یسار نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت فاروق اعظمؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے آدمؑ کو پیدا فرمایا پھر اپنا دست قدرت ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جو نیک انسان پیدا ہونے والے تھے وہ نکل آئے تو فرمایا کہ ان کو میں نے جنّت کے لئے پیدا کیا اور یہ جنّت ہی کے کام کریں گے۔ پھر دوسری مرتبہ ان کی پشت پر اپنا دست قدرت پھیرا تو جتنے گناہگار بدکردار انسان ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے ان کو نکالا، پھر فرمایا ان کو میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخ میں

جانے ہی کے کام کریں گے اور امام احمدؒ کی روایت میں یہ مضمون بروایت ابوداؤد منقول ہے کہ پہلی مرتبہ جو لوگ آدمؑ کی پشت سے نکلے تھے وہ سفید رنگ کے تھے اور دوسری مرتبہ سیاہ رنگ کے تھے جن کو اہل دوزخ قرار دیا۔ اور ترمذی میں یہی مضمون بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد آدمؑ سے جو ظہور میں آئی ان میں سے ہر ایک کی پیشانی پر ایک خاص قسم کی چمک تھی اور ارواح کو عقل شعور عطا فرما کر عہد لیا تھا۔ دراصل اسی اقرار نے ہر انسان کے دل میں معرفت حق کا ایک بیج ڈال دیا جو پرورش پا رہا ہے چاہے اس کو خبر ہو یا نہ ہو۔ اور اسی بیج کے پھل پھول ہیں کہ ہر انسان کی فطرت میں حق تعالیٰ کی صحبت وعظمت پائی جاتی ہے۔ اور بعض اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں کہ جن کو اقرار یاد ہے جیسا کہ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ یہ عہد ومیثاق مجھے ایسا یاد ہے گویا کہ اس وقت سن رہا ہوں ۔(تفسیر معارف القرآن)

تعلیم الاسماء

تخلیق آدم کے بعد آپکو تمام کائنات سے روشناس کرایا گیا، کیونکہ جبتک ان کو تمام اشیاء کا اور ان کے خواص کا علم نہ دیا جاتا تو وہ زمین کی نیابت وخلافت کا فریضہ ادا نہیں کرسکتے تھے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جب کسی شخص کو کسی ضلع یا تحصیل کا حکم بنایا جاتا ہے تو اس کو وہاں کے تمام تفصیلی حالات سے آگاہ کیا جاتا ہے ورنہ وہ حکومت کے صحیح فرائض انجام نہیں دے سکتا اسی طرح حق تعالیٰ نے بھی کائنات کی تمام اشیاء اور ان کے خواص حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے

(کشف الرحمٰن)

اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ

علمه کل شئی حتی یعنی سکھلائے ان کو ہر چیز کے نام
القصعة والصّیعه یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کا
نام بھی بتایا۔

اور سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ

حتی البعیر والبقرہ کہ یہاں تک اونٹ اور بیل اور
والشاۃ۔ بکری کے نام بھی آپ کو سکھائے۔

اسی طرح بیان کیا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ اور اللہ نے چیزوں کے نام آدم کو
کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی سکھادیئے ، پھر وہ چیزیں فرشتوں
الْمَلٰئِکَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ کے رو برو رکھ دیں پھر ان سے
بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں
کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ط کے نام بتاؤ۔
سورۃ البقر

اللہ نے اس کے بعد وہ چیزیں فرشتوں کو دکھلا کر ان کے نام ان سے دریافت کئے تو انھوں نے اپنے عجز کا اعتراف کیا کیونکہ نہ وہ اس خدمت کے اہل تھے اور نہ وہ بشری ضروریات سے واقف تھے اور نہ ان کو اس قسم کی چیزیں بتائی گئی تھیں۔ اس لئے ان کو سوائے **لَا عِلْمَ لَنَا** کہنے کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوْا سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ فرشتوں نے کہا کہ آپکی ذات پاک ہے
لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ ہمیں معلوم نہیں مگر اس قدر جتنا آپ
اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ط نے ہمیں سکھایا ہے۔ بلا شبہ آپ بڑے
البقرہ علم والے اور حکمت والے ہیں۔

پھر اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ان کے نام بتاؤ، چنانچہ انھوں نے تمام چیزوں کے نام وخواص بتانا شروع کر دیئے۔ اس سے محض حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیمی قابلیت کا اظہار تھا، ورنہ ظاہر ہے کہ

فرشتوں میں سب باتوں کے سمجھنے کی قابلیت ہی کہاں تھی۔جن میں استعداد خیر وشر نہ ہو اور جو انسانی طبیعت کے خوگر نہ ہوں۔خواہ وہ جنات ہوں یا فرشتے۔نہ وہ نیابت وخلافت کے اہل ہو سکتے ہیں۔فرشتوں میں تو شر کی صلاحیت ہی نہیں البتہ جنات میں خیر کی صلاحیت تو ہے۔مگر ان میں شر کا اس قدر غلبہ ہے کہ ان میں خیر کی صلاحیت بہت کمزور اور ضعیف ہے۔لہذا انسان ہی اس کا اہل تھا اور اسی کو ہر چیز کا علم دیا گیا۔نیز اس واقعہ سے عالم کی عابد پر فضیلت بھی ظاہر ہو گئی

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ ایک عالم کو عابد پر ایسی فضیلت اور بزرگی حاصل ہے جیسے میری بزرگی ایک معمولی درجہ کے مسلمان پر۔(کشف الرحمٰن)

بہر حال جب حضرت آدم علیہ السلام نے تمام نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کرتے ہوئے فرمایا۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ بلا شبہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں، اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو سب مجھے معلوم ہے۔ البقرہ

سجدہ کا حکم

حضرت آدمؑ کی اس فوقیت اور برتری کے بعد فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِیۡنَ ؕ اورجب کہا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو واسطے آدمؑ کے پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر شیطان نے انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا

پ اول، سورہ بقرہ، رکوع ۴ کافروں سے۔

سب سے پہلے حضرت اسرفیل علیہ السلام نے سجدہ کیا (تفسیر عزیزی) اب ابلیس کا تکبر اور غرور ظاہر ہو گیا۔

شیطان کا سجدہ سے انکار اور مناظرہ

پروردگار عالم جل جلالہ، نے کہا اے ابلیس تو نے سجدہ کیوں نہ کیا جب کہ میں حکم دیا تھا جیسا کہ فرمان ہے

مَامَنَعَکَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ کس نے منع کیا تجھ کو جب

اَمَرۡتُکَ ط حکم دیا تھا میں نے۔

قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَ ☐ نِیۡ کہا شیطان نے میں آدمؑ سے

مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ ط بہتر ہوں مجھے پیدا کیا گیا ہے آگ

سورہ اعراف سے اور اس کو پیدا کیا کیچڑ سے۔

اس سے بڑا بھی ہوں اور بڑی عمر والا بھی ہوں اور قوی بھی ہوں اور مضبوط ہوں آگ مٹی سے قوی ہوتی ہے۔ دوسرے مقام پر ہے کہ

کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ تھا شیطان جنوں سے پس

اَمۡرِ رَبِّهٖ ط اس نے باپ رب کی نافرمانی کی۔

اور تیسرے مقام پر ہے۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو

ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اسۡجُدُوۡا پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر کہا

☐ لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِیۡسَ ط ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو واسطے

لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ ط آدمؑ کے پس سجدہ کیا سب فرشتوں نے

سورۃ اعراف رکوع ۲ مگر نہ شیطان نے اور نہ ہوا جھکنے والوں سے۔

اس کے انکار پر پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا

قَالَ یٰٓاِبۡلِیۡسُ مَا لَکَ اَلَّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے ابلیس

تَکُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِیۡنَ ط کیا ہے واسطے تیرے کہ نہ ہوا تو

سورۃ الحجر سجدہ کرنے والوں سے۔

شیطان نے جواب دیا کہ مجھے لائق نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں جو پیدا کیا ہے تو نے بجنے والی مٹی سے جو بنی ہوئی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے اور ایک مقام پر شیطان نے کہا۔

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ کہا شیطان نے میں بہتر ہوں
نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ ط اس سے پیدا کیا ہے تو نے مجھ کو
قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا فَاِنَّکَ آگ سے اور اس کو پیدا کیا مٹی سے
رَجِیۡمٌ وَّ اِنَّ عَلَیۡکَ لَعۡنَتِیۡۤ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ نکل جا اس
اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ جگہ سے بیشک تو راندہ کیا گیا ہے
سورہ ص پارہ ۲۳ اور تیرے پر لعنت ہے قیامت تک ۔

شیطان نے جواب دیا کہ مجھے لائق نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں جو پیدا کیا ہے تو نے بجنے والی مٹی سے جو بنی ہوئی تھی کیچڑ ہوئی سے اور ایک مقام پر شیطان نے کہا۔

رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ اے میرے رب مجھے ڈھیل
یُبۡعَثُوۡنَ ط دے اس دن تک کہ اٹھائے
سورہ حجر جائیں مردے۔

یعنی موت کی سختی مجھے نہ ہو کیونکہ یہ سیاست تھی کہ موت کی تکلیف سے بچا رہوں گا۔لیکن پروردگار عالم نے فرمایا بیشک تو ڈھیل دیئے گیوں سے ہے اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ط ایک وقت معلوم تک۔یعنی جہان کے فنا ہونے تک ۔جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے وعدہ فرما دیا تو شیطان نے اپنے دل کی حسد ظاہر کردی۔

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ پس قسم ہے تیری عزت کی کہ گمراہ
اَجۡمَعِیۡنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ کروں گا میں سب کو مگر تیرے
الۡمُخۡلَصِیۡنَ ط خالص بندے یعنی جن پر رحمت
سورہ ص شامل حال ہو وہ بچ جائیں گے۔ پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا میری بھی سچی بات ہے

قَالَ فَالۡحَقُّ وَ الۡحَقَّ فرمایا میں سچ کہتا ہوں اور میں

اَقُوْلَ ؕ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ ہمیشہ سچ کہا کرتا ہوں بیشک بھر
مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ دوں گا دوزخ کو تجھ سے
اَجْمَعِیْنَ ؕ اور تیرے تابعداروں سے سب اکھٹے۔ سورہ صٓ

جب خدا کے حکم سے سب فرشتوں نے حکم کی تعمیل کی تو شیطان نے انکار کر دیا کیونکہ وہ فرشتوں کی جنس سے نہ تھا س جنّات میں سے تھا اپنی طبعی خباثت اور جبلّی سرکشی سے ظاہر ہو گیا پھر خدا تعالیٰ جل جلالہ، فرمایا کہ میرے حکم کی تو نے مخالفت کی ہے اب تو ہمیشہ لعنتی ہے۔

حضرت حوّاؑ کی پیدائش

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ شیطان کی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد حضرت آدمؑ کا علم ظاہر کر کے پھر ان پر اونگھ ڈال دی گئی پھر ان کی بائیں پسلی سے حضرت حوّاؑ کو پیدا فرمایا۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ فرشتوں سے حضرت آدمؑ کی پسلی کو چیر کر حضرت حوّاؑ کو نکالا پھر پسلی کو سی دیا اور آدمؑ کو خبر بھی نہ ہوئی۔ جب حضرت آدمؑ نے آنکھ کھولی تو اپنے خون اور گوشت کی وجہ سے انس اور محبت پیدا ہو گئی پھر پروردگار عالم جل جلالہ، کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدمؑ سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ۱۰ دفعہ درود شریف پڑھایا پھر پروردگار عالم جل جلالہ، نے انھیں آدمؑ کے نکاح میں دے دیا۔ یہ درود بی بی حوّاؑ کے مہر میں پڑھائی تھی

جنت میں داخلہ

یہ حضرت آدم علیہ السلام کی دوسری بزرگی بیان ہوتی ہے۔ فرشتوں سے سجدہ کرانے کے بعد بی بی حوّاؑ کو پیدا فرمایا پھر رہائش کے واسطے جنّت میں رہنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقُلْنَا یٰٓ □ ، □ ، □ ، □ ، اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ اور کہا ہم نے اے آدم تم اور
وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَكُلَا تمہاری بیوی جنّت میں رہو
مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا اور جہاں سے چاہو بافراغت
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کھاؤ اور اس درخت کے
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ قریب بھی نہ جانا ورنہ تم ظالموں پارہ اوّل سورہ بقرہ رکوع ۴ سے ہو جاؤ گے۔

پروردگار عالم جل جلالہ، نے اپنے فضل و کرم سے ارشاد فرمایا اے آدم اطمینان سے رہو صرف ایک درخت کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہ بھی ایک امتحان تھا۔ توریت میں ہے کہ شیطان سانپ کے منہ میں بیٹھ کر اندر چلا گیا تھا۔ تفسیر حقانی

میں ہے کہ روپ بدل کر چلا گیا تھا س۔ ناصح اور مشق بنکر آدم علیہ السلام کے دل میں خطرہ ڈالا۔ کہنے لگا اے آدم اس وقت تم پر بڑی مہربانی ہوئی ہے لیکن تمہاری حیات اور بادشاہانہ طور پر سدا رہنے کا کوئی انتظام نہیں۔ اس تمہید کے بعد کہا لو میں تمھیں اس باغ میں ایک ایسا درخت بتاتا ہوں کہ جس کے کھانے سے ہمیشہ جیتے رہو اور بے زوال سلطنت ملے گی اس درخت کا نام (شجرۃ الخلد) ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ درخت گندم کا تھا (تفسیر حقانی)

اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ شیطان حضرت آدمؑ اور بی بی حواؑ کے روبرو گیا پھر کہا تم جانتے ہو کہ تمہارا کیا انجام ہو گا، اس تعظیم اور تکریم پر فریفتہ مت ہو جاؤ آخر تمہارے واسطے موت ہے حضرت آدمؑ نے فرمایا موت کیا چیز ہے پھر شیطان نے اپنے آپ کو مرنے والے جانور کی شکل بنا کر آدمؑ اور بی بی حواؑ کے سامنے لیٹا جس طرح کہ مرنے والے کی روح نکلتی ہے ویسی حالت بنا کر غرغر کرنے اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا اس حالت میں جیسا کہ روح نکلتی ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر آدمؑ اور بی بی حواؑ کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ پھر شیطان نے کہا اس حالت سے [illegible] رہنے کے واسطے یہی ایک بات ہے کہ اس درخت کا میوہ کھاؤ پھر تم پر موت نہ آئے گی۔ شیطان کا بیان یہ ہے
جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ؕ

(تفسیر العزیز)

کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایک درخت کہ اس کا میوہ کھانے سے تم دائمی زندہ رہو گے اور لازوال سلطنت ملے گی تم کو خدا نے اس لئے اس درخت سے منع کیا ہے۔

شیطان ان کی خوشی اور آرام دیکھ کر حسد میں آیا مکاری اور فریب سے کام لینا شروع کیا۔ تا کہ جو نعمت اور لباس حسن و جمال ان کو حاصل ہے اس سے محروم رہ جائیں۔ پھر شیطان نے حضرت آدمؑ اور بی بی حواؑ سے کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ اگر تم اس کا میوہ کھاؤ تو تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے، یا تم دائمی جنّت کے رہنے والے ہو جاؤ گے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا — مگر روکنے کی وجہ یہ ہے یا تم
مِنَ الْخَالِدِیْنَ ط — دونوں فرشتے بن جاؤ گے یا
سورہ اعراف — ہمیشہ جنت میں رہنے والے بن
جاؤ گے جو دائمی سلطنت ہے۔

آدم علیہ السلام نے پھر بھی درخت کا میوہ کھانے سے انکار کر دیا، پھر شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں جیسا کہ فرمان باری ہے۔

وَقَاسَمَھُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ — اور قسم کھائی ان دونوں کے
النَّاصِحِیْنَ ط فَدَلّٰھُمَا بِغُرُوْرٍ — دوبرو
سورۃ اعراف۔ — کہ بیشک میں تمہار خیر خواہ ہوں
۔پس فریب سے ان کو نکال لیا۔

اخراج از جنّت

فریب کے ساتھ قسم کھائی تو آدم علیہ السلام نے خدا کی قسم پر یقین کر لیا اور میوہ چکھا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتْ — پس جب چکھا درخت کا میوہ
لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا۔ — ظاہر ہو گئے انکے شرمگاہ ان
سورہ اعراف — کے

پہلے تو نوری لباس پہنا ہوا تھا ایک دوسرے کے بدن نظر نہ آتے تھے جب کپڑے اتر گئے تو پھر ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو گئے۔ابن عساکر مجاہد سے روایت لایا ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو نکالنے کا حکم ہوا تو خدا کے حکم سے جبریلؑ اور میکائیلؑ آئے تاج کو سر سے اتارا کمر سے کھولا اور برہنہ کر دیا۔اور عربی زبان موقوف کر کے سریانی زبان جاری کر دی توبہ قبول ہونے کے بعد عربی ۹ زبان میں پھر باتیں کرنے لگے (عزیزی) پھر جنت کے درختوں کے پتوں سے بدن کو چھپانے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْھِمَا مِنْ — اور شروع کی اپنے بدنوں پر جنت
وَّرَقِ الْجَنَّۃِ ط سورۃ اعراف — کے درخت کے پتے جوڑنے

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ درخت انجیر کا تھا جس سے اپنا بدن چھپا رہے تھے۔اور بدحواصی کی وجہ سے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔چونکہ آدم علیہ السلام کا قد طویل تھا اور سر کے بال لمبے اور گھنے تھے ایک درخت کے ساتھ الجھ گئے کہنے لگے مجھے چھوڑ، درخت فوراً بول اٹھا کہ میں نہ چھوڑوں گا پھر رب العزت کی طرف سے ندا آئی کہ اے آدمؑ کیا مجھ سے بھاگتے ہو آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب میں تجھ سے حیا کر رہا ہوں کیونکہ برہنہ ہو گیا ہوں۔پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تم کو جنت بخش دی تھی صرف ایک درخت سے منع کیا تھا آدمؑ نے عرض کی کہ اے رب تیری عزت کی قسم میرے تو گمان میں بھی نہ بات آنہ سکتی تھی کہ تیری قسم کھا کر کوئی جھوٹ بولے۔خداوند کریم نے فرمایا اب میں تم کو زمیں پر اتاروں گا جیسا کہ فرمان ہے وَقُلْنَا اهْبِطُوا (ترجمہ) کہد یا اتر جاؤ زمین میں وہاں ٹھہرو ۔ارشاد ہے

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ	اور تمہارے لئے زمین میں
وَّمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ط بقرہ	ٹھہرنے کی جگہ ہے اور فائدہ
	اٹھانے کی ایک وقت تک یعنی
	موت تک۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدمؑ عصر سے بعد سورج کے غروب تک کی ایک ساعت ہی جنت میں رہے ہیں۔اور ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں کہ نویں یا دسویں ساعت۔حضرت آدمؑ کا اخراج ہوا جنت سے اور ان کے ساتھ ایک شاخ تھی جنت کے درختوں کی اور جنت کے درخت کا تاج سر پر تھا۔اور سدیؒ کا قول ہے کہ حضرت آدمؑ ہند میں اترے آپ کے ساتھ حجر اسود بھی تھا اور جنتی درختوں کے پتے تھے جن کو ہند میں پھیلا دیا پھر ان سے خوشبودار درخت پیدا ہو گئے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام ہندوستان کے وحنا شہر میں اترے۔پھر آدمؑ سخت پریشان تھے تو جبریلؑ نے آ کر اذان دی تو اذان میں جب آدمؑ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنا تو آپ کو بڑی تسلی ہو گئی۔(تفسیر عزیزی) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حوّا جدّہ میں اتریں، اور ابلیس بصرہ سے چند میل کے فاصلے پر سیستان میں پھینکا گیا، اور سانپ اصبہان میں۔بعض روایات میں ہے طاعوس بھی تھی جو کابل میں اتر ری گئی تھی ۔اس لئے کہ بعض روایات میں ہے سانپ اور مور بھی شیطان کے داخلے میں شامل تھے۔اور آدمؑ اور بی بی حوّا کے ہاتھ گھٹنوں پر تھے اور سر جھکا ہوا تھا۔اور ابلیس کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی آسمان کی طرف نظر جمائی ہوئی تھی ۔پروردگار عالم جل جلالہ، نے آدمؑ سے کہا کہ جب میں نے تم کو درخت سے منع کیا تھا تو پھر کیوں کھایا حضرت آدمؑ نے

عرض کی یارب مجھے حوّا نے مشورہ دیا تھا س۔ پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا کہ میں نے حوّا کو حمل کے زمانے کی سختی درد تکلیف اور وضع حمل کے وقت کا درد و کرب اور ولادت کے وقت کی تکلیف اور تم اور تمہارا بچہ دونوں رویا کرو گے ی مصیبتیں دوں گا۔(ابن کثیر) اور حیض کی آلودگی اور خاوند کے حکم میں رہنا اور اس کی تابعداری کرنا۔ پھر بی بی حوّا کا آدم علیہ السلام سے جدا ہونا اور اس گناہ کو دنیا میں مشہور کرنا، رنج و غم محنت اور مشقت سے گزران کرنا یہ سب ایک غلطی کی شامت سے ہیں۔ پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا کہ اے آدمؑ میں نے تجھے کہا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے جیسا کہ فرمان ہے۔

فَقُلْنَا یٰٓاٰ دَمُ اِنَّ ھٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ	ہم نے کہہ دیا کہ اے آدم یہ تیرا اور
وَلِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِ جَنَّکُمَا مِنَ	تیری بیوی کا دشمن ہے خیال رکھنا کہ
الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی۔	کہیں تم دونوں کو جنت سے نکال نہ
سورہ طٰہٰ	دے پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔

یہاں تو کھانا پینا بغیر مشقت اور محنت کے ہے۔ یہاں نہ بھوکے رہو گے نہ پیاسے پھر بھوک پیاس آجائیگی۔

حلیہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ وسلم گندمی رنگ کے تھے اور لمبے بالوں والے اور بڑے قدو قامت والے تھے اور زیادہ بالوں والے اس لئے درختوں سے بال الجھ گئے تھے۔(ابن کثیر)

ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد آدم علیہ السلام نے اسقدر گریہ وزاری کی ہے کہ تمام بنی آدم اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھ اس کے کریں پھر بھی حضرت آدم علیہ السلام کا گریہ کرنا زیادہ ہو جائے گا اور بیہقی نے شعب الایمان میں بریدہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اگر برابر کئے جائیں آنسو آدمؑ سے ساتھ تمام اولاد کے تو آدمؑ کے آنسو زیادہ ہوں گے۔اور آدمؑ نے دنیا میں آکر سب سے پہلے ہی کا میوہ کھایا تو پیٹ میں درد ہوا پھر نہایت حیران اِدھر اُدھر پھرنے لگے اور معلوم نہ تھا کہ یہ تکلیف کیسے رفع ہو گی۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو قضائے حاجت کا طریقہ بتایا۔ جب آپ کو براز میں بدبو محسوس ہوئی تو پھر اور زیادہ گریہ زاری شروع کی ستر ۷۰ دن روتے رہے۔ کیونکہ جنت میں منہ کی خوشبو سے میوے ہضم ہوتے تھے۔

گریہ وزاری

اس حدیث کوارزقی نے تاریخ مکہ اور جندی نے فضائل مکہ، اور بیہقی نے کتاب الدعوات میں اور بریدہ اسلمیؓ نے متعدد استادوں سے روایت کی ہے اور عبد بن حمیدؒ ساتھ روایت ضحاک ابن عباسؓ سے لایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام دوسو ۲۰۰ برس اپنی توبہ کی فکروغم میں رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ ایک دن کفِ دست اپنی پیشانی پر رکھ کر اور سرزانوں پر رکھ کر رورہے تھے کہ حضرت جبریلؑ آگئے، حضرت آدمؑ کی گریہ وزاری دیکھ کر وہ بھی رونے لگے اور آدمؑ سے کہا کہ اسقدر کیوں رورہے ہو آدمؑ نے کہا کہ آسمان کی بلندی سے مجھے زمین کی پستی میں ڈال دیا گیا ہے، اور دار مقامۃ سے رارزوال میں گرایا ہے، اور نعمتوں سے گھر سے نکال کر رنج اور غم میں اتارا، اور مقام جاوید سے فنا کے مقام میں لایا ہے، پھر حضرت جبریلؑ نے خدا کے دربار میں حضرت آدمؑ کی فریاد پہنچائی، پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے، تیری آواز میں نے سنی اور تیری تضرع وزاری پر رحم کیا، اور تیری تقصیر سے دوگذر کیا۔ بعض ورایات میں ہے کہ جب آدمؑ کو زمین پر اتارا گیا تو چالیس دن تک رنج وغم میں نہ کھایا نہ پیا، اور گریہ وزاری میں تین سو سال رہے، گریہ وزاری اور گناہ کے رنج وغم سے آدم علیہ وسلم کا رنگ مبارک سیاہ ہو گیا تھا تو پروردگار عالم جل جلالہ، نے یہ کلمات تعلیم کرائے ارشاد خداوندی ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمۡنَا اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ	اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا اپنے
لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ	نفسوں پر اگر تو نہ بخشے ہم کو اور رحم نہ کرے
الۡخٰسِرِیۡنَ ؕ	ہم پر ضرور ہو جائیں گے ہم خسارے والوں سے۔

طبرنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت امیرالمومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے جب گناہ سرزد ہوا۔ پھر عتاب الٰہی نازل ہوا تو بہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے میں انہیں یاد آگیا کہ جس وقت خدا نے ان کو پیدا کیا تو اس وقت اپنا سر عرش عظیم کی طرف اٹھایا تو وہاں لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ

یہ معلوم کی لیا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بڑے درجے والا ہوگا جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے اس لئے عرض کیا اَسۡئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنۡ تَغۡفِرۡلِیۡ یعنی الٰہی مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے بخش دے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے محمدؐ کے لحاظ سے بخش دیا۔ پھر فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ میں نے پیدا ہونے کے بعد عرش عظیم پر تیرے نام کے ساتھ یہ نام دیکھا تھا۔ پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری اولاد

میں آخری بنی ہے۔اور بطرانی نے معجم اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ توبہ کے وقت کعبہ مکرمہ کے سامنے کھڑے ہوئے پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی تو پروردگار عالم جل جلالہ، نے توبہ قبول کی۔

ملاقات

توبہ قبول ہونے پر حضرت آدم علیہ السلام عرفات میں آئے اور بی بی حوّا بھی جدّہ سے عرفات پہنچی دونوں کی توبہ قبول ہوئی۔گناہ کی وجہ سے اور رنج وغم آہ وزاری کی وجہ سے رنگ سیاہ ہو گئے تھے۔ایک دوسرے کی پہچان نہ تھی حضرت جبریلؑ نے تعارف کرایا۔اس لئے میدان کا نام عرفات مشہور ہوا۔

آدم علیہ السّلام کی دعا

توبہ کی قبولیت کے بعد آدم علیہ السلام نے دعا کی الٰہی ابلیس اور میرے درمیان عداوت محکم ہوگئی تو میری اور میری اولاد کی اعانت فرما۔ورنہ ہماری قدرت مقابلہ کی نہیں۔حق تعالیٰ نے فرمایا تیری اولاد جب پیدا ہوئی جائے گی اس کے ساتھ ایک فرشتہ اپنے فرشتوں سے مقرر کریں گے تا کہ اس کو وسوسۂ دشمن سے منع کرے۔حضرت آدمؑ نے عرض کی یا خدایا اس سے زیادہ اعانت چاہتا ہوں فرمایا کہ توبہ کا دروازہ تیری اولاد کے واسطے کھلا ہوا رکھیں گے۔جب تک روح بدن میں ہوگی توبہ مقبول ہے حضرت آدمؑ نے عرض کیا اب مجھ کو کفایت ہوئی

پھر جبریلؑ نے پکارا کہ اے زمین کے جانورو حق تعالیٰ جل جلالہ، نے تم پر ایک خلیفہ بھیجا ہے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔پھر دریا کے جانوروں نے اپنے اپنے سر دریا سے نکالے اور خشکی کے جانور آ کر حضرت آدمؑ کے گرد جمع ہو گئے۔حضرت آدمؑ نے ان کے سروں اور پیٹھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ گھروں میں رہنے والے ہو گئے جیسا کہ گائے بکری گھوڑا اونٹ بیل کتا وغیرہ اور جو آپ کے ہاتھ پھیرنے سے محروم رہ گئے وہ وحشی ہو گئے جو جنگلات میں رہتے ہیں ۔(تفسیر عزیزی)

ایام بیض

خطا کی وجہ اور گریہ وزاری کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا رنگ مبارک سیاہ ہو گیا تھا۔توبہ قبول ہونے کے بعد پروردگار عالم جل جلالہ، نے حکم دیا کہ چاند کی تیرھویں کا روزہ رکھیں۔جب تیرھویں کا روزہ رکھا تو تیسرا حصّہ بدن کا سفید ہو گیا پھر چودھویں کا روزہ رکھا تو دو حصے بدن صحیح ہو گیا۔پھر پندرھویں کا روزہ رکھا تو سارا بدن صحیح ہو گیا پھر ہر ماہ

میں یہ تین روزے اُن پر اوران کی اولاد پر فرض ہو گئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام نے زمانے تک فرض تھے اب مستحب ہیں۔اور حدیث میں ہے کہ رمضان اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنا دل کے کھوٹ اور وساوس کو دور کرتا ہے۔

پیشہ

دیلمیؒ نے مسند فردوس میں ساتھ روایت انس بن مالکؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اَوَّلَ مَنْ حَاکَ اٰدَم یعنی سب سے پہلے بُننے کا کام حضرت آدمؑ نے شروع کیا ہے اور حاکم نے ابن عباسؓ سے رویت کی اور ابن عسا کر نے یوں کہا ہے اٰدَمَ مَرَ اثًا یعنی آدمؑ کاشتکاری کرتے تھے اور نوحؑ بڑھئی یعنی لکڑی کا کام کرتے تھے اور ادریسؑ درزی کا کام کرتے تھے اور حضرت ہودؑ اور صالحؑ تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ زارعت کا کام کرتے تھے اور حضرت شعیبؑ اور حضرت موسیٰؑ مویشی رکھتے تھے اور حضرت داؤدؑ زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمانؑ خواص تھے یعنی درختوں کے پتوں سے کچھ چیزیں بناتے تھے باوجود اتنی بڑی بادشاہی کے ہر ماہ میں نو روزے رکھتے تھے تین روزے چاند کے شروع میں تین درمیان میں اور تین آخر میں باوجود اتنی زید اور تقویٰ کے پھر جسمانی طاقت خدا نے اتنی دی تھی کہ سات سو ۷۰۰ کنیزیں اور تین سو منکوحہ بیویاں گھر میں موجود تھیں۔اور حضرت عیسیٰ سیّاح تھے اور فرماتے کہ مجھے جس نے چاشت کا کھانا کھلایا وہ شام کو بھی کھلائے گا باوجود اتنے سفر کے تمام رات عبادت کرتے اور دن کو روزے رکھتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کا کام کرتے تھے۔ ہر پیغمبر نے اپنے ہاتھ کی کمائی کھائی ہے اور حضرت آدمؑ بارش کا پانی پیتے تھے۔اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ روپیہ اشرفی آدمؑ نے بنایا اور سونا چاندی کو قیمتوں میں رواج دیا اور حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت سے حجر اسود بھی آیا تھا جب حضرت موسیٰؑ نے حض کیا تو حجر اسود کو پہاڑ ابو قبیس پر رکھا تو حجر اسود اندھیری راتوں میں چاند کی طرح چمکتا تھا جہاں جہاں تک اس کی شعائیں پڑتی تھیں وہ حرم شریف کی حد مقرر ہو گئی۔آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا کی توبہ قبول ہونے کے بعد پروردگار عالم جل جلالہ، نے ان کو ہر قسم کی صنعت سکھائی زمینداری وغیرہ گندم بوئی گئی پھر وہ کاٹی گئی اس کے دانے نکالنے گئے پھر چکی پیسی گئی پھر آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر کھائی گئی جنت میں ہر قسم کی نعمتیں بغیر محنت اور مشقت کے بلا روک ٹوک آزادی سے میسر تھیں۔

تخم

اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے ہر قسم کے بیج اور موسیٰ علیہ السلام کا دس گز لمبا عصا اور درختوں کے طرح طرح کے بیج آئے تھے لیکن حضرت آدمؑ خطا کی ندامت اور شرمندگی اور توبہ کی فکر میں پریشان تھے ابلیس لعین نے اس موقع کو غنیمت جان کر اپنا ہاتھ ان بیجوں میں پھیرا جس بیج کو شیطان لعین کا ہاتھ لگا ہو بے فائدہ ہو گیا اور جو

اس کے ہاتھ سے بچ گیا وہ فائدہ مند ہو گیا۔

جب آدم علیہ السلام جنت سے اترے تو عرض کیا کہ الٰہی یہاں کوئی تسبیح تہلیل اور تیری تقدیس بیان کرنے والا نظر نہیں آتا اور نہ کوئی عبادت گاہ ہے۔ پروردگار عالم جل جلالہ، نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا بیت المعمور کے برابر جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں جبریلؑ نے اپنا پر مارا ساتویں زمین کے نیچے سے اوپر تک بنیاد پڑ گئی اس بنیاد کو فرشتوں نے بڑے بڑے پتھروں سے پر کیا ایک ایک پتھر دس ۱۰ آدمی بھی نہ اٹھا سکیں یہ پتھر ان پہاڑوں سے لائے گئے تھے کوہ لبنان کوہ طور سینا کوہ جودی ۳؎ اور کوہ حرا ۴؎ اس بنیاد پر بیت المعمور کو نازل فرما کر ٹکایا تا کہ اس کے گرد آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد طواف کریں۔ (تفسیر عزیزی)

جب حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا کی توبہ قبول ہوگئی پھر اطمینان ہو گیا چین اور سکون سے زندگی بسر کرنے لگے بی بی حوّا کے حمل سے جوڑا جوڑا بچے پیدا ہوتے تھے۔

قابیل اور ہابیل

حضرت آدم علیہ السلام خدا کے حکم سے جس بھائی کے ساتھ بہن پیدا ہوتی تھی۔ دوسرے جوڑے سے نکاح کر دیتے تھے۔ سب سے بڑا قابیل تھا اس کے ساتھ لڑکی جو پیدا ہوئی وہ نہایت خوبصورت تھی جس کا نام اقلیماں بتایا ہے اور جو لڑکی ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ اتنی خوبصورت نہ تھی قابیل نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ پھر آدمؑ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی قربانیوں میدان میں لے جاؤ جس کی قربانی منظور ہوگئی وہ اقلیماں کے بارے میں کامیاب ہوگا تو ہابیل نے اپنے ریوڑ سے بہترین دنبہ لے لیا اور قابیل چونکہ باحق پر تھا وہ ردّی گندم لے گیا۔ اس وقت خدا کا حکم یہ تھا کہ ایک آگ آکر جو صدقہ اور قربانی منظور ہوئی اس کو جلا دیتی جو نہ منظور ہوتی اس کو نہ جلاتی تو خدا کی طرف سے آگ آئی ہابیل کا دنبہ جلا دیا اور قابیل کی جو ردّی اور بیکار گندم تھی وہ رہ گئی قابیل اس توہین کو برداشت نہ کر سکا اس نے غیظ و غضب میں آکر ہابیل سے کہا کہ اب میں تجھے قتل کر دوں گا جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا اَبْنَیْ اٰدَمَ
بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ
اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط
قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ
مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ط لَئِنْ م بَسَطْتَّ
اِلَيَّ يَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ
يَّدِیَ اِلَيْکَ لِاَقْتُلَکَ ط اِنِّیْ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

پارہ چھ سورہ مائدہ رکوع ۵

اِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِیْ
وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ
اَصْحٰبِ النَّارِ ط وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا
الظّٰلِمِيْنَ ط فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ
اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
ط

اور آپ پڑھئے ان کے سامنے آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر جب قربانی کی انھوں نے قربانی کرنا پس قبول کی گئی ایک کی ان دو میں سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے کہا اس نے ضرور مار ڈالوں گا میں تجھے ہابیل نے کہا کہ سوائے اسکے نہیں کہ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے اگر ہاتھ بڑھائے تو میری طرف تا کہ قتل کرے تو مجھے پھر بھی میں تیری طرف ہاتھ نہ اٹھاؤں گا بیشک میں ڈرتا ہوں خدا سے جو تمام مخلوق کا رب ہے میں چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ بھی حاصل کرے اور اپنا گناہ بھی پھر
ہو جائے تو دوزخ والوں سے اور یہی سزا ہے ظالموں کی پس امادہ کیا اسکو اسکے نفس نے بھائی کے قتل پر پس قتل کر دیا اسکو پس ہو گیا خسارے والوں سے۔

کہتے ہیں کہ جنگل میں ہابیل ایک پتھر پر سر رکھ کر سویا ہوا تھا پھر قابیل نے اوپر سے دوسرے پتھر سے مار کر شہید کر دیا قتل کرنے کے بعد اس کی نعش کے چھپانے کا طریقہ معلوم نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے آدمؑ کی اولاد میں سے کوئی بھی فوت نہ ہوا تھا کہ نعش چھپانے کا طریقہ معلوم ہوتا اس لئے قابیل حیران تھا کہ آخر پروردگار عالم جل جلالہ، نے

مہربانی فرما کر ایک کوّے کو بھیجا بعض کہتے ہیں کہ دو کوّے تھے ایک دوسرے کو مارا پھر زمین کرُید کر گڑھا بنایا پھر اس میں اس مردہ کو رکھا اور وہ مٹی اس مُردہ کوّے پر ڈال کر نعش چھپادی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِي
الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ
سَوۡاَةَ اَخِيۡهِ ؕ قَالَ يَا وَيۡلَتٰى
اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا
لۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡاَةَ اَخِىۡ ؕ
فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ ؕ
(سورۃ مائدہ)

پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوّا جو کریدتا تھا زمین کو تاکہ اس کو دکھائے کہ کس طرح چھپاتا ہے لاش اپنے بھائی کی قابیل بولا ہائے افسوس مجھ سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ کوے جیسا ہوتا کہ چھپا لیتا لاش اپنے بھائی کی پس ہوگیا پچھتانے والوں سے۔

امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جب بھی کوئی ظلم سے قتل ہوتا ہے تو اس کا ایک گناہ آدمؑ کے پہلے بیٹے قابیل کی گردن پر ضرور ہوتا ہے اس لئے یہ وہ شخص ہے جس نے ظالمانہ قتل کی ابتداء کی اور یہ ناپاک سنّت جاری کی۔ (مسند امام احمد)

خواب

دمشق کے شمال میں جبل قاسیون پر ایک زیارت گاہ بنی ہوئی ہے جو مقتل ہابیل کے نام سے مشہور ہے اور اس کے متعلق ابن عساکر نے احمد بن کثیر کے تذکرہ میں ان کا ایک خواب نقل کیا ہے جس میں مذکورہ ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کے ساتھ ہابیل بھی تھے ہابیل نے قسم کھا کر کہا میرا مقتل یہی ہے اور آپؐ نے ان کے قول کی تصدیق فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چالیس ۴۰ بچے تھے جوڑا جوڑا جن میں ہابیل۔ صالح عبدالرحمٰن اور شیث علیہ السلام ہیں۔ حضرت شیث علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں خلیفہ بنایا تھا۔ حضرت آدمؑ کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ روز ازل میں حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا اور اس پر محبت آئی عرض کیا خدایا یہ کون ہے۔ پروردگار عالم نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے داؤدؑ ہے عرض کیا اس کی عمر کتنی ہے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا خدایا میری عمر سے چالیس سال اس کو دیدیں موت کے وقت آدمؑ نے بھول کر انکار کردیا۔ لیکن اس

وقت فرشتوں تحریر کرلی تھی۔اسی پر فیصلہ ہوا۔نوسوساٹھ برس کی عمر پوری کی۔(ابن کثیر)

وفات

ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی بن کعبؓ سے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کو بہشت کے میووں کی خواہش ہوئی اور خود بسبب ضعف کے حرکت نہ کر سکتے تھے آپؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ تم خانہ کعبہ کو جاؤ وہاں میرے واسطے خداوندکریم سے جنت کے میوے مانگو کعبہ مکرمہ میں جا کر دعا کرتا تو وہاں دعا منظور ہوتی تھی جب آدم علیہ السلام کے بیٹے گھر سے روانہ ہوئے تو حضرت جبرئیل بمع اور فرشتوں کے بازل ہوئے تو حضرت آدم علیہ وسلم کے بیٹوں سے دریافت کیا تو انھوں نے آدمؑ کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت جبریلؑ اور دیگر فرشتوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ واپس آجاؤ ہم خود تمہارا مطلب لائے ہیں۔جب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے قریب پہنچے تو حضرت حوّا نے موت کا فرشتہ دیکھا تو ڈر گئیں اور حضرت آدمؑ نے قریب ہونے لگیں تو آدمؑ نے ان کو روکا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان حائل نہ ہو۔عزرائیل نے حضرت آدمؑ کی روح مبارک قبض کی تو آدمؑ کے بیٹوں سے کہا کہ تم دیکھو جو طریقہ ہم کرتے ہیں پھر اپنے مُردوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔پھر فرشتوں نے حضرت آدمؑ کے غسل کے واسطے خوشبو مرکب کی خوشبوؤں میں سے جنت کی بیریوں سے پتے لائے اور آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور حنوط مل کر بہشت کا کفن پہنایا۔چونکہ ان کی اترنے کی جگہ ہندوستان میں تھی جس کو وحنا کہتے ہیں وہاں سے ان کی اولاد میں سے ڈیڑھ سو ۱۵۰ آدمی حضرت آدمؑ کو باری باری اٹھائے ہوئے فرشتوں کے ہمراہ گئے اور خانہ کعبہ میں پہنچایا۔

جنازہ

حضرت آدمؑ پر حضرت جبریلؑ نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھائیں منیٰ کی مسجد خیف میں دفن کئے اور آپ کی قبر مبارک بغلی بنائی تھی اور قبلہ کی طرف سے آپ کو قبر میں اتارا تھا اور آپ کی قبر مبارک اوپر سے کوہان اونٹ کی شکل پر بنائی تھی۔

ابوالشیخؒ نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ آپ کی کنیت دنیا میں ابوالبشر ہے اور قیامت میں ابو محمدؑ ہو گی۔قیامت میں کسی بہشتی کے منہ پر ڈاڑھی اور مونچھیں نہ ہوں گی بغیر حضرت آدمؑ کے ان کی ڈاڑھی ناف تک لمبی ہو گی اور بیہقی نے دلائل النبوت میں حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کیواسطے کینتیں نہ ہوں گی مگر آدمؑ کے واسطے کینت ابو محمد ہو گی تعظیم اور توقیر کی خاطر۔اور حوّا کی قبر مبارک جدہ

میں اور آدمؑ کی قبر منیٰ کی مسجد خیف میں ہے۔(تفسیر فتح العزیز)

حضرت آدمؑ و موسیٰؑ

بیہقی نے کتاب الاسماء وصفات میں اور واحدی نے کتاب الشریعۃ اور ابوداؤد نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ آپ وہی آدم ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے خالص روح آپ کے اندر ڈالی اور ہر چیز کے نام سکھائے اور فرشتوں سے سجدہ کرایا اور بہشت میں رہنے کے واسطے بہترین اپنی طرف سے جگہ دی۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہی آدم ہوں پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر آپ کیوں بہشت سے نکلے اور مشقت میں پڑے اور ہم کو تکلیف میں ڈالا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم کون ہو موسیٰؑ نے فرمایا میں موسیٰ ہوں پھر آدم علیہ السلام نے کہ تم وہی موسیٰ ہو کہ خدا کے ساتھ تم نے باتیں کیں اور تجھے برگزیدہ پیغمبر کہا اور مناجات کا رتبہ عطا کیا اور توریت عطا کی حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں موسیٰ ہوں پھر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا سچ کہو توریت میری پیدائش سے کتنی پہلے لکھی گئی ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دو ہزار برس پہلے لکھی گئی ہے پھر آدمؑ نے فرمایا کہ توریت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ یعنی نافرمانی کی آدمؑ نے اپنے رب کی۔موسیٰ نے فرمایا البتہ موجود ہے پھر آدمؑ نے فرمایا پھر مجھے کیوں ملامت کرتے ہو کہ میری پیدائش سے پہلے دو ہزار برس اس کو پروردگار عالم جل جلالہ، نے مقدر کر دیا تھا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے ۔(تفسیر فتح العزیز)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

ٹرٹرٹرٹر

نعت شریف

صبر کر تجھ پہ جو کچھ آئے بلا ہر گھڑی راضی رہا کر بر رضا
ابتدا سے ہر زمانے میں سدا دوستانِ حق کو غم ہوتا رہا
عقل اس چون وچرا میں خوار ہے

حضرت آدم کو کیا کیا دکھ ہوا فرقت حوا میں کیا صدمہ سہا
داغ پھر ہابیل کا ان کو ملا غم سے خالی تھا نہ جبتک دم رہا
چشم گویا ابر دریا بار ہے

سب ہیں محتاج اور خدا ہے بے نیاز ہر مصیبت میں وہی ہے کارساز
مانگ اس سے مانگنے سے رہ نہ باز نردِ بان بام وصلش کردراز
فضل اس کا ہر طرح درکار ہے

اس نے آدم کی کر دی توبہ قبول تا خلافت اور نبوت ہو حصول
جب ہوئے نوح بنی خاطر ملول دی امان انکو ڈبائے سب جھول
یہ حدیث وآیت اخبار ہے

قوت مغزِ عبادت ہے دعا سب گناہوں کی شفاعت ہے دعا
دافع ہر درد وآفت ہے دعا بخشی قرضوں سے راحت ہے دعا
مانگ حق سے جو تجھ درکار ہے

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت ہابیل کے شہید ہونے کے بعد حضرت آدمؑ غمگین رہتے کیونکہ یہ ان کی نسل میں پہلا واقعہ تھا تو پروردگار عالم نے اپنے فضل وکرم سے حضرت شیث علیہ السلام بزرگوار عالم فرزند عطا فرمایا کہ ان کی نسل سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے۔ اور حضرت شیث علیہ السلام پر کچھ صحیفے بھی اترے تھے۔ حضرت آدمؑ نے وصیت فرمائی تھی کہ حضرت نوحؑ کا زمانہ پاؤ تو میرے جسد کو کشتی نوحؑ میں رکھ لینا ورنہ اپنی اولاد کو نصیحت کر دینا۔

معارج النبوت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدمؑ کی تمام اولاد سے حسین اور ماہ جبین تھے اور تمام ظاہری و باطنی کمالات سے پُر تھے اور آپ کی پیشانی میں نور محمدؐ آفتاب کی طرح درخشاں تھا۔ ان سے حضرت آدم علیہ السلام نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے بارے میں ایک عہد نامہ تحریر کرایا تھا کہ نور محمدیؐ کو پاک رحموں اور پاک پشتوں میں پہنچایا جائے۔ یکے بعد دیگرے اسی عہد نامہ پر عمل کیا جائے اور اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ ہابیل کی شہادت سے پانچ سال بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور حسن وخوبی وصورت حضرت شیث علیہ السلام کی حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ تھی۔ آدمؑ نے قبل از وفات حضرت شیث علیہ السلام کو اپنا ولیعہد بنا دیا تھا اور حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدمؑ سے جنت کی وصف ہمیشہ سنتے رہتے اور آسمانی صحیفے کے مضمون بھی دریافت کرتے رہتے اس لئے دنیاوی لذتیں اور لوگوں سے تنہائی اختیار کر دی اکثر اوقات ورد وظائف وطاعات میں مشغول رہتے۔ نفس ریاضتیں اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کو مدنظر رہتیں اور شیثؑ کے زمانے میں لوگ دو قسم کے تھے ایک حضرت شیثؑ کی تابعداری میں تھے آپ کی نصیحت سے راہِ راست پر تھے اور دوسرا گروہ قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھا۔ حضرت شیثؑ کی مندرجہ ذیل نصیحتیں تھیں۔ کہ مومن حقیقی وہ ہوتا ہے جس میں یہ خصلتیں پائی جائیں۔ خدا کو پہچاننا۔ نیک اور بد کو پہچاننا۔ بادشاہ وقت کا حکم ماننا۔ ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا۔ غصّے کو زیادہ نہ بڑھانا۔ محتاجوں اور مسکینوں کو دینا۔ ان پر رحم کرنا۔ گناہوں سے پرہیز کرنا۔ مصیبت پر صبر کرنا۔ نعمت الٰہی پر شکر کرنا۔ یہ تھیں آپ کی نصیحتیں۔ جب وقت پورا ہو گیا تو دنیا سے گذر گئے۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ ان پر پچاس ۵۰ صحیفے اترے تھے۔

حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں کہیں نہیں۔ بعض کتابوں میں آپ کی عمر نو سو بارہ سال بتائی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ڑڑڑڑز

حضرت ادریس علیہ السّلام

حضرت ادریس کا نسب نامہ

ادریسؑ کو خنوح بھی کہتے ہیں۔خنوح یا ادریسؑ بن یارو یا پیرو بن مہلا ئیل بن قینان بن انوش بن شیثؑ بن آدمؑ

آپ کا قصہ" پارہ ۱۷ سورہ انبیاء اور پارہ ۱۶ سوءہ مریم رکوع ۴ میں ہے ارشاد ہے۔

وَذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ط اور یاد کر کتاب میں ادریسؑ کا ذکر بیشک

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّ يْقًا نَبِيًّا ط وہ سچے نبی تھے اور ہم نے انکو بلند رتبہ

وَرَفَعْنٰهُ مَ ☐ كَانًا عَلِيًّا ط تک پہنچایا۔ یعنی کمالات ظاہر وباطنی

(پارہ ۱۶ سورہ مریم) سے سرفراز کیا۔

جب حضرت ادریسؑ سن شعور کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے ان کو نبوت سے سرفراز ا تب انھوں نے شریر اور مفسدوں کو راہِ ہدایت کی تبلیغ شروع کی مگر مفسدون نے ان کی کوئی بات نہ سنی اور حضرت آدم علیہ السلام اور شیثؑ کی شریعت کے مخالف رہے۔مگر ایک چھوٹی سی جماعت مشرف باسلام ہوگئی پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کا ارادہ کیا اور اپنے تابعداروں کو بھی ہجرت کی تلقین کی یہ بابل میں رہتے تھے۔ بابل دجلہ اور فرات کی نہروں سے سرسبز اور شاداب تھا۔ بابل عراق کا مشہور شہر تھا جو فنا ہو گیا ہے۔لوگوں کو جی نہ چاہتا تھا کہ اس بہترین علاقے کو چھوڑ کر جائیں لیکن حضرت ادریسؑ نے لوگوں کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اس کا نعم البدل ضرور عطا فرمائے گا ۔تم ہمت کرو خدا کے حکم کے سامنیءسر جھکاؤ۔ جب مسلمان اس بات پر راضی ہو گئے تو حضرت ادریسؑ مع ان مسلمانوں کے مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔مسلمانوں نے رود نیل کی سرزمین کی شادابی دیکھی تو بہت خوش ہو گئے ۔پھر حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ بابلیو یہ تمہارے بابل کی طرح شاداب مقام ہے کوئی بہترین جگہ نیل کے کنارے منتخب کر کے ٹھہر جاؤ۔حضرت ادریسؑ نے مصر میں بھی خدا کیا احکام جاری کرنے شروع کر دیئے۔اور حضرت ادریسؑ ہر قسم کی زبان جانتے تھے اور لوگ بھی مختلف زبانوں والے تھے۔حجرت ادریس علیہ السلام نے دین الٰہی کے علاوہ سیاست اور شہری زندگی کے طریقے تعلیم فرمائے اور ہر فرقہ سے طلباء جمع کئے اور ان کو سیاست اور اس کے قواعدو اصول بھی سکھائے۔جب یہ طلباء کامل ماہر بن کر اپنے اپنے قبائل کی طرف لوٹے تو انھوں نے شہر اور بستیاں آباد کیں مدنی اصولوں

پر بسایا۔ان شہروں کی تعداد کم وبیش دوسو کے قریب تھی ۔اوران طلباء کو دوسرے علوم کی بھی تعلیم دی تھی جس میں علم حکمت جیسے علوم بھی شامل ہیں اور مختلف گروہوں اور امتوں کے لئے ان کے مناسب حال قوانین وقواعد مقرر فرمائے ۔تمام ملک کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ میں ایک حاکم مقرر کیا جو اسی حصہ کی سیاست ملوکیت کا ذمہ دار قرار پایا ۔تمام قوانین سے مقدم شریعت کا وہ قانون رہے گا جس کی تعلیم وحی الٰہی کے ذریعے سے میں نے تم کو دی ہے۔

خلاصۂ تعلیم

خدا کی ہستی اور اس کی توحید پر ایمان لانا۔صرف خالق کائنات کی پرستش کرنا۔آخرت کے عذاب سے خلاصی کے لئے اعمال صالحہ کو ڈھال بنانا۔دنیا سے بے التفاتی اور تمام امور میں عدل وانصاف کو پیش نظر رکھنا۔مقررہ طریقہ پر عبادت الٰہی کرنا۔ایام بیض کے روزے رکھنا۔دشمنان اسلام سے جہاد کرنا۔زکوۃ ادا کرنا۔طہارت سے رہنا۔کتے اور سور سے اجتناب کرنا۔ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرنا۔حضرت ادریسؑ کی تعلیم کا یہ لب لباب تھا۔

نبوت کی بشارت

حضرت ادریسؑ نے اپنی امت کو یہ بھی بتایا تھا کہ میری طرح اس عالم میں دینی ودنیاوی کی اصلاح کے لئے بہت سیت انبیائےعلیہم السلام تشریف لائیں گے وہ ہر ایک بری بات سے بَرَی اور پاک ہوں گے۔مستجاب الدعوات ہونگے۔

حلیہ

حضرت ادریسؑ کا حلیہ یہ تھا۔رنگ مبارک گندم گون۔قدو قامت پورا اور سر پر بال کم تھے۔خوبصورت چوڑے مونڈھے اور مضبوط ہڈی۔دبلے پتلے۔سرمگین چمکدار آنکھیں گفتگو باوقار۔خاموشی پسند۔سنجیدہ نظر نیچی۔انتہائی فکروخوص کے عادی۔غصّہ کے وقت سخت غضبناک باتیں کرتے وقت شہادت کی انگلی سے بار بار اشارہ کرنے کے عادی تھے۔

حضرت ادریسؑ کے بہت سے پندرہ نصائح اور اداب واخلاق کے جملے مشہور ہیں جو مختلف زبانوں میں ضرب المثل ہیں اور رموز اسرار بھی ہیں اور فرمایا خدا کی یاد اور عمل صالح کے لئے خلوص نیت شرط ہے اور نہ جھوٹی مشق بناؤ اور نہ جھوٹوں کو قسموں کے لئے امادہ کرو کیونکہ پھر تم بھی شریک کے پابند ہو جاؤ گے اور ذلیل پیشوں کو نہ اختیار کرو شریعت کے پابند بادشاہوں کی اطاعت کرو اور اپنے بڑوں کے سامنے پست رہو اور ہر وقت حمد الٰہی میں زبان کو تر رکھو اور دوسروں کی

عیش وخوشی پر حسد نہ کرو۔اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بندگان خدا کو پہلے سے طوفان نوح کی اطلاع دے کر ڈرایا ۔اور فرمایا ایک آسمانی آفت آنے والی ہے جو زمین کو آگ اور پانی میں لپیٹ رہی ہے، یہ واقعات مختصر طریقے سے بیان کئے گئے ہیں۔آپ کی عمر مبارک بیالیس ۴۲ سال تھی۔(قصص القرآن)

حضرت ادریس علیہ السلام نوحؑ کے پردادے تھے۔نوح بن لامک یا ملک بن متوشلح بن انوح نام ہے اور ادریس لقب ہے۔بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے وہ صدیق نبی تھے بہت برگزیدہ۔اس لئے اس کے بارے میں فرمایا وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ط اس کے معنی اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ ان کو بلند مرتبہ پر فائز کیا۔وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط اور ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو بلند مکان میں اٹھایا پرروردگار عالم جل جلالہ، نے۔بعض کے نزدیک صرف آسمان پر بلایا اور زندہ آسمان پر ہیں تھی وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ۔

حضرت ادریسؑ پر تیس صحیفے اترے تھے اور بہت علوم اور صنعتیں ان کے ہاتھوں ایجاد ہوئیں۔(تفسیر حقانی)

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوحؑ کے اجداد میں سے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے گذرے ہیں

(روح المعانی بحوالہ مستدرک حاکم)

قلم سے لکھنا اور کپڑا سینا انھوں نے ایجاد کیا ان سے پہلے عموماً جانوروں کی کھال لباس میں استعمال کرتے تھے ۔اور سب سے پہلے ناپ تول کے طریقے اور اسلحہ کی ایجاد بھی آپ نے شروع کی تھی اور آپ نے اسلحہ تیار کر کے بنو قابیل سے جہاد کیا

(معارف القرآن بحوالہ بحر محیط وقرطبی وتفسیر مظہری وروح البیان)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

حضرت نوحؑ

آپ کا نسب نامہ

نوح بن ملک یا لامک متوشلح یا متوشالح بن انوح یا ادریس بن یارو یا پیرو بن مہلا ئیل بن قینان بن انوش بن حضرت شیثؑ بن آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مؤحد گزرے ہیں ۔حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات پر ہے۔

۱۔ پارہ ۳ سورہ آل عمران رکوع ۴

۲۔ پارہ ۶ سورہ نساء رکوع ۲۳

۳۔ پارہ ۷ سورہ انعام رکوع ۱۰

۴۔ پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۸

۵۔ پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹

۶۔ پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۸

۷۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۳

۸۔ پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۲

۹۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲

۱۰۔ پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۴

۱۱۔ پارہ ۱۷ سورہ انبیاء رکوع ۶

۱۲۔ پارہ ۱۷ سورہ الحج رکوع ۶

۱۳۔ پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون رکوع ۲

۱۴۔ پارہ ۱۹ سورۂ فرقان رکوع ۴

۱۵۔ پارہ ۱۹ سورہ الشعراء رکوع ۶

۱۶۔ پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت رکوع ۲

۱۷۔ پارہ ۲۱ سورہ احزاب رکوع ۱

۱۸۔ پارہ ۲۳ سورہ الصّٰفّٰت رکوع ۳

۱۹۔ پارہ ۲۳ سورہ صٓ رکوع ۱

۲۰۔ پارہ ۲۴ سورہ المومن رکوع ۴

۲۱۔ پارہ ۲۵ سورہ الشوریٰ رکوع ۲

۲۲۔ پارہ ۲۶ سورہ قٓ رکوع ۱

۲۳۔ پارہ ۲۷ سورہ الزاریات رکوع ۲

۲۴۔ پارہ ۲۷ سورہ النجم رکوع ۳

۲۵۔ پارہ ۲۷ سورہ القمر رکوع ۱

۲۶۔ پارہ ۲۷ سورہ الحدید رکوع ۴

۲۷۔ پارہ ۲۸ سورہ التحریم رکوع ۲

۲۸۔ پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ رکوع ۱

۲۹۔ پارہ ۲۹ سورہ نوح رکوع ۱۔۲

نوح علیہ السلام کو جب پروردگار عالم جل جلالہ، نے نبوت عطا فرمائی تو اس وقت کوئی بھی کلمہ توحید پر بہ تھا سب بت پرست تھے ہر قسم کی پوجا پاٹ غیر اللہ کی پرستش کا اندھیرا تھا پروردگار عالم جل جلالہ، نے انسانوں پر رحم فرما کر حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا فرمان دیکران کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ	اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی
فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا	طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پس وہ اس میں
خَمْسِيْنَ عَامًا ط	پچاس کم ایک ہزار سال ٹھہرے۔
عنکبوت رکوع ۲	

دوسرے مقام میں ہے کہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ	بے شک بھیجا ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی
پارہ ۸ سورۃ اعراف رکوع ۸	طرف۔

اور سورہ ہود میں ہے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ	بے شک ہم نے نوحؑ کو بھیجا اس کی قوم کی
اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔	طرف کہ بے شک میں تمہارے واسطے
(ہود)	ڈرانے والا ظاہر ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کا پیغام پہنچایا جیسا کہ سورہ نوح میں ارشاد ہے۔

اَنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ	بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ کو طرف قوم اپنی
قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْ	کے یہ کہ ڈرائے
تِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ	قوم اپنی کو پہلے اس سے کہ ان
اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	کے پاس دردناک عذاب آجائے کہا نوحؑ
وَاتَّقُوْهُ	نے اے میری قوم بیشک میں تم کو ظاہر
وَاَطِیْعُوْنِ	ڈرانے والا ہوں یہ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ
یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ	کی اور ڈرو اس سے اور فرمان برداری کرو
اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا	میری بخشے گا اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ اور ڈھیل
جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؕ	دے گا تم کو ایک مقررہ وعدے تک جب وہ
سورہ نوح	وعدہ آ گیا پھر اس کو ڈھیل نہ ہوگی اگر تم سمجھ
	دار ہو،

حضرت نوح علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا علی الاعلان بھی چھپ کر بھی اور مشورے سے بھی سمجھایا کہ پروردگار عالم تمہارے گناہ معاف فرمادے گا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ثُمَّ اِنِّیْٓ	پھر میں نے ان کو بلایا پکار کر پھر میں نے
اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ	ظاہر کیا واسطے ان کے (یعنی علی الاعلان
اِسْرَارًا ؕ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُ	وعظ نصیحت کی اور چھپا کر یعنی چھپ کر
وْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا ؕ یُّرْسِلِ	پس کہا میں نے بخشش مانگو اپنے رب
السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ؕ	سے بے شک
وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ	

وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا ؕ سورہ نوح	وہ بخشش کرنے والا ہے بھیجے گا تم پر بارش بہت برسنے والی اور مدد کریگا ساتھ مالوں اور بیٹوں کے اور کریگا تمہارے واسطے باغات اور جاری کرے گا تمہارے لئے نہریں۔

فائدہ

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم تم خدا کی بندگی کرو تمہارے مال میں بھی کثرت ہوگی اور تمہاری اولاد بھی زیادہ ہوگی اور قحط سالی بھی ختم ہو جائے گی۔ ہمیشہ بارشیں برسیں گی تمہارے باغاتوں میں سے میوے بھی کثرت سے ہوں گے۔ تم خداوند کریم پر اعتقاد رکھو۔ خدا کا شکر کرو خداوند تعالیٰ نے تمہارے واسطے کیسے مظبوط آسمان بنائے اور سورج چاند ستارے سب کچھ تمہاری خاطر پروردگار عالم جل جلالہ، نے بنائے۔

ابیات

جانور پیدا کئے تیری وفا کیواسطے　　چاند سورج اور تارے ہیں ضیاء کیواسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کیواسطے　　سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کیواسطے

غرض نوح علیہ السلام نے ہر طرح سمجھایا جیسا کہ پروردگار عالم جل جلالہ، ارشاد فرماتے ہیں۔

مَالَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ۚ
وَقَدۡ خَلَقَکُمۡ اَطۡوَارًا ۚ اَلَمۡ تَرَوۡ
کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ
طِبَا قاً وَجَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡهِنَّ
نُوۡرًاوَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا
وَاللّٰہُ اَنۡبَتَکُمۡ مِنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ۚ
ثُمَّ یُعِیۡدُکُمۡ فِیۡهَا وَیُخۡرِجُکُمۡ
اِخۡرَاجًا ۚ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ
الۡاَرۡضَ ﷺ بِسَاطًا ۚ لِّتَسۡلُکُوۡ
امِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۚ

پارہ ۲۹ سورہ نوح

کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہیں اعتقاد
رکھتے تم پروردگار کی بزرگی کا تحقیق پیدا کیا
ہے تم کو طرح طرح سے۔ کیا نہیں دیکھا تم
نے کس طرح پیدا کیا ہے آسمانوں کو اوپر
تلے اور کیا چاند کو اس میں روشن اور کیا سورج
کو چراغ اور اللہ نے اگایا تم کو زمین سے
ایک طرح کا اگانا پھر پھیرے گا خدا تم کو
اس میں اور نکالے گا تم کو ایک طرح کا نکالنا
اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا
بنایا تا کہ چلو تم اس کے کھلے راستوں پر۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ
اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۚ اَنۡ لَّا
تَعۡبُدُوۡا اِلَّا اللّٰہَ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ
عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ۚ

سورہ ہود

بے شک بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم
اس کی کے بیشک میں تمہاری طرف
ڈرانے والا ظاہر ہوں یہ کہ نہ عبادت
کرو مگر اللہ تعالیٰ کی بیشک میں ڈرتا ہوں
تم پر عذاب اس دن درد دینے والے سے

نوح علیہ السلام نے بڑی نرمی سے خدا کا پیغام لوگوں کو پہنچایا لیکن لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور ان کی بات کو نہ مانا صدہا برس اسی طریقے سے گذر گئے کتنی ہی پشتین بدل گئیں جو آدمی ان بدبختوں کا موت کے قریب ہوتا تو وہ پچھلوں کو وصیت کرتا کہ خبردار نوحؑ کی بات نہ ماننا اور اپنے باپ دادوں کا طریقہ نہ چھوڑنا یہ بڈھا دیوانہ ہو گیا ہے ہماری عمریں گذر گئی ہیں یہ جھوٹے وعدوں سے ڈراتا ہے اس کا کوئی وعدہ سچا نہیں ہوا۔ کیونکہ دراز عمر ساڑھے نو سو سال حضرت نوح علیہ السلام تبلیغ کرتے رہے تھے۔ حضرت نوحؑ کی حقارت کے درپے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیچھے

بھیج دیتے تا کہ وہ ہنسی اور مذاق کرتے رہیں اور وہ بدبختوں پتھروں سے اس قدر مارتے کہ آپ کے بدن مبارک سے اور چہرے سے خون بہتا لیکن حضرت نوحؑ کو پروردگار نے اس قدر حلم اور بردباری عطا فرمائی تھی کہ باوجود اتنے ظلم کے پھر بھی یہ دعا کرتے کہ یارب میری قوم کو بخش دے یہ مجھے بنی جان کر بے ادبی نہیں کرتے بلکہ یہ جاہل اور نادان ہیں۔ پھر بھی قوم نے نہ مانا کہنے لگے کہ تیرے تابعداروں میں کوئی مالدار نظر نہیں آتا بلکہ جو ہم میں ذلیل اور حقیر ہیں ظاہر میں وہ تیرے تابعدار ہیں اور ہم نہیں دیکھتے واسطے تمہارے اپنے پر کوئی بڑائی بلکہ ہم گمان کرتے ہیں تجھ کو جھوٹا۔

جوابِ نوح علیہ سلام

نوح علیہ السلام نے جواب دیا۔

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰنِىۡ رَحۡمَةً
مِّنۡ عِنۡدِهٖ نعُمِّيَتۡ عَلَيۡكُمۡ اَنُلۡزِ
مُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ ؕ
وَيٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مَالًا ؕ اِنۡ
اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَا
رِدِالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا
رَبِّهِمۡ وَلٰكِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ قَوۡمًا
تَجۡهَلُوۡنَ ؕ

سورہ ہود پارہ بارہواں

کہا نوحؑ نے کہ اے میری قوم
تم نے اس بات پر بھی غور کیا
ہے کہ میں اگر اپنے پروردگار
کی طرف سے ایک ایک دلیل
روشن پر ہوں اور اس نے اپنی
طرف سے ایک رحمت بھی
مجھے بخش دی ہو راہِ حق اور
نبوت مگر وہ تمہیں دکھائی نہ
دے تو میں اس کے سوا کیا کر
سکتا ہوں جو کر رہا ہوں کیا ہم
جبراً تم کو راہ دکھائیں حالانکہ تم
بیزار ہو۔اے میری قوم جو
کچھ میں کر رہا ہوں اس کے
بدلے میں تم سے مال دولت
نہیں طلب کرتا میری مزدوری
صرف اللہ پر ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تمہاری نظروں میں کتنے ہی ذلیل ہوں میں ایسا کرنیوالا نہیں کہ ان کو اپنے پاس سے بھگا دوں۔ان کو بھی ایک دن اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔میں تم کو کس طرح سمجھاؤں تم ایک جاہل قوم ہو۔اور یہ بھی نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور یہ بھی میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں اور جن لوگوں کو تم حقیر جانتے ہو اور تمہاری نظریں حقارت سے دیکھتی ہیں ان کو میں اپنے پاس سے نہیں بھگاتا اگر میں ایسا کروں گا تو ظالموں سے ہو جاؤں گا۔

قوم کا جواب

اے نوحؑ تو نے ہمارے ساتھ بڑا جھگڑا کیا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَالُوْ يٰنُوْحُ قَدْ جَادَ لْتَنَا فَاَ
كْثَرْتَ جِدَ الَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا
اِنْ كُنْتَ مَنَ الصَّادِقِيْنَ ط
سورہ ہود

کہا کہ لوگوں نے اے نوح بیشک
جھگڑا کیا تو نے بہت جھگڑا پس لے
آ جو تو نے ہمارے ساتھ عذاب کا وعدہ
کیا ہے اگر تو سچوں میں سے ہے۔

حضرت نوحؑ کا جواب

فرمایا نوح علیہ السلام نے یہ تکرار سن کر کہ عذاب الٰہی میرے قبضہ میں نہیں وہ تو خدا کے قبضہ میں ہے جس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے وہ چاہے گا تو لے آئیگا پھر تم کچھ بھی نہ کر سکو گے جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ اِنَّمَا يَأْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ
وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ط
بارھواں پارہ سورہ ہود

کہا نوحؑ نے سوائے اس کے نہیں کہ
لے آئیگا اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا اور تم اس
کو عاجز نہیں کر سکتے۔

جب قوم کی ہدایت سے حضرت نوح علیہ السلام بالکل مایوس ہو گئے ہٹ دھرمی دشمنی عناد جب زیادہ ہو گئی اور قرانی ثبوت سے ساڑھے نو سو سال گذر گئے دعوت و تبلیغ میں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا
خَمْسِيْنَ عَامًا ط
سورہ عنکبوت

اور بلا شبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی
طرف رسول بنا کر بھیجا پس وہ وہاں ان
میں پچاس کم ہزار سال رہے۔

گذشتہ لوگوں کی عمروں میں اور طاقت و قدوقامت میں برکت تھی اب جتنا زمانہ پیچھے آتا ہے اتنی ہی عمریں کم ہیں طاقت اور قدوقامت بھی کم ہوتے جاتے ہیں۔ جب حضرت نوحؑ لوگوں کے اسلام لانے سے بالکل ناامید ہو گئے تو اب خدا سے فریاد کرنی شروع کر دی عرض کی اے میرے رب میں اپنی قوم کو رات دن سمجھاتا رہا لیکن وہ میری نصیحت اور تبلیغ سے زیادہ بھاگنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ	کہا نوحؑ نے اے میرے رب بے شک
لَیۡلًا وَّ نَهَارًا فَلَمۡ یَزِدۡهُمۡ دُعَآءِ	میں بلاتا رہا قوم اپنی کو رات اور دن پھر بھی
یۡۤ اِلَّا فِرَارًا وَاِنِّیۡ كُلَّمَا	میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے
دَعَوۡتُهُمۡ لِتَغۡفِرَ لَهُمۡ جَعَلُوۡ	اور اپنے کانوں میں انگلیاں دینے لگے اور
اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ	اپنے منہ پر کپڑے ڈالنے لگے ضد
وَاسۡتَغۡشَوۡثِیَا بَهُمۡ وَاَصَرُّوۡ	اور غرور کیا بڑا غرور۔ پھر میں نے ان کو بلایا
اوَسۡتَكۡبَرُوا اسۡتِكۡبَارًا ثُمَّ اِنِّیۡ	برملا پھر میں نے ان کو کھول کر کہا اور چھپ
دَعَوۡتُهُمۡ جِهَارًا ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ	کر بھی کہا چھپکے سے اور میں نے یہ بھی کہا
لَهُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا ۙ	کہ اپنے رب سے گناہ بخشواؤ وہ بخشنے
فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ	والا ہے۔
كَانَ غَفَّارًا ۙ	

(سورہ نوح)

لیکن اے میرے رب انھوں نے میری بات کسی طرح نہ مانی۔ اے میرے رب بسبب گناہوں کے ان کو غرق کر اور دوزخ میں ڈال۔ اے میرے رب انھوں نے میری نافرمانی کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِیۡ	کہا نوحؑ نے اے پروردگار
وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ یَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ	میرے بے شک انھوں نے نا
اِلَّا خَسَارًا ۙ وَمَكَرُوۡا	فرمانی کی میری اور پیروی کی
مَكۡرًا □ كُبَّارًا ۙ وَقَالُوۡا لَا	اس شخص کی کہ نہ زیادہ کیا اس
تَذَرُنَّ	نے مال اور اولاد اس کی کو مگر
وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوۡثَ	

وَيَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۚ	نقصان دینا اور مکر کیا انھوں نے مکر بڑا اور کہا انھوں نے چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑ وودؔ کو اور نہ سواعؔ کو اور نہ یغوثؔ کو اور نہ یعوقؔ کو اور نہ نسرؔ کو۔ اور بیشک گمراہ کیا انھوں نے بہتوں کو اور نہ زیادہ کر اے اللہ ظالموں کو مگر گمراہی۔
پارہ انتیسواں سورہ نوح	

حضرت نوح علیہ السلام نہایت تنگ اور مایوس ہو گئے۔ جب سخت ملول اور پریشان ہوئے تو پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۚ	اور نوحؑ پر وحی کی گئی کہ جو ایمان لے آئے ہیں وہ لے آئے اب ان میں سے کوئی بھی ایمان لانے والا نہیں ان کی حرکات پر غم نہ کر۔
سورہ ہود رکوع ۴	

تفصیل

اوپر جو بتوں کا نام ذکر کئے گئے ہیں ان کا بیان

ابلیس کی مکاری

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس بچے تھے جوڑا جوڑا جن میں ہابیل ۔قابیل ۔صالح ۔عبدالرحمٰن ۔اور شیث علیہ السلام جن کو ہبۃ اللہ بھی کہتے ہیں ۔تمام بھائیوں نے سرداری انہی کو دی تھی ۔ان اولاد میں چار بزرگ تھے ۔سواعؔ ۔یغوثؔ ۔یعوقؔ ۔نسرؔ ۔حضرت عروہ زبیرؓ فرماتے ہیں (ودؔ) آدمؑ کی اولاد میں سے بہت لوگ ان کے معتقد تھے جب یہ فوت ہو گئے لوگ مجاور بن کر ان کی قبر پر بیٹھ گئے اور رونا پیٹنا شروع کر دیا ۔ابلیس لعین ان کے پاس انسانی صورت میں آیا اور کہا کہ اس بزرگ کی یادگار قائم کرو جو ہر وقت تمہارے سامنے رہے

لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ ابلیس نے اس بزرگ کی تصویر بنا کر ان کے پاس کھڑی کر دی جس کو دیکھ دیکھ کر یہ لوگ یاد کرتے تھے اور سب لوگ وہاں آتے۔ پھر ابلیس نے ان لوگوں کو کہا کہ تم کو دور سے آنا پڑتا ہے اس لئے میں تم کو بہت سی تصویریں بنا دیتا ہوں ان کو تم بطور یادگار کے سمجھو اور گھروں میں رکھ لو۔ یہ بات لوگوں کو پسند آ گئی۔ مگر دوسری پشت کے لوگوں نے اپنے گھروں میں رکھی ہوئی ان تصویروں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ اس بزرگ کا نام (ودّ) تھا۔ اسی طرح سواع اور یغوث یعوق اور نسر کی بھی پوجا پاٹ شروع ہوئی تھی۔

بخاری شریف میں ہے کہ قوم نوحؑ کے بتوں کو اہل عرب نے لے لیا دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب (ودّ) کو پوجتے تھے اور ہذیل قبیلہ سوّاع کا پرستار تھا اور قبیلہ مراد اور قبیلہ بنو عطیف جو سرف کے رہنے والے تھے یہ یغوث کی پوجا کرتے تھے اور ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا اور اہل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر نسر بت کو ماننے والے تھے۔

یہ پانچوں بت حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں زمین کی تہہ میں دب گئے تھے۔ ابلیس مردود نے عرب والوں کو ان کا نشان بتایا پھر عرب کے نادانوں نے ان کو زمین سے نکالا پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کی۔ اصل میں یہ سب بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد شیطان لعین نے اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی یادگار قائم کرنی چاہیے۔ چنانچہ ان لوگون نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر مشہوری ہوگئی۔ جب تک یہ لوگ زندہ تھے ان جگہوں پر پرستش نہ ہوئی تھی پھر ان لوگوں کے مر جانے اور علم کے اٹھ جانے پر پچھلے لوگوں نے ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ (تفسیر ابن کثیر)

جن بتوں کا ذکر ہوا ہے ان کے علاوہ عرب کے اور بت بھی تھے بھی ثقیف کا لاتؔ تھا اور بنی سلیم کا ◆ یؔ اور بنی غطفاں و بنی نضیر اور بنی سعد اور بنی بکرا کا بھی ◆ یٰ تھا اور اہل قدید اور مثلل کا مناتؔ تھا اور اہل مدینہ بھی ان بتوں کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ اور اساف نائلہ وہبلؔ اہل ◆ کے بت تھے۔ اساف کو حجر اسود کے سامنے کو صفا پر کھڑا کیا تھا اور نائلہ کو رکن یمانی کے سامنے اور ہبل کو خاص کعبہ کے اندر لگایا تھا یہ بڑا بت تھا۔ آٹھ گز اونچا تھا جنگ کے وقت اسی کا نام لیا جاتا تھا۔ ابوسفیان نے احد کی جنگ میں پکارا تھا کہ اُعْلُ ہُبَلُ اس کے جواب میں حضرت عمر فاروقؓ نے کہا اللہ عزّ وجل۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر جب طوفان آیا اس کے بعد یہ پانچ بڑے شیطان کے دکھانے پر ریت سے لوگوں نے نکالے پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی تھی وہ یہ ہیں ودّ۔ سواعؔ۔ یغوثؔ۔ یعوقؔ۔ اور نسرؔ (تفسیر حقانی)

جب حضرت نوح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت سے باامید ہو گئے اور پروردگار عالم نے بھی بتا دیا کہ اب ان میں ایمان لانے والے کوئی نہیں۔ پھر نوحؑ نے بھی بددعا کرنی شروع کر دی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ؕ
سورہ نوح

اور کہا نوحؑ نے اے میرے پروردگار اس زمین پر کسی کافر کے بسنے کی جگہ نہ چھوڑ۔

اِنَّکَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَکَ وَلَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ؕ

اگر تو ان کو زندہ چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور ان کی اولاد کا سلسلہ بھی گمراہی پر قائم رہے گا۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی

رَبِّ اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَىَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَيۡتِىَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ
سورہ نوح

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اس کو بھی جو مومن ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا ہے اور مومن مرد اور مومن عورتوں کو بخش دے۔

سفینہ

پروردگار عالم جل جلالہ، نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور کشتی بنانے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ
سورہ ہود

اے نوح تو ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر اور اب مجھ سے ان کے متعلق کچھ نہ کہنا بلاشک یہ غرق ہونے والے ہیں۔

تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک درخت بویا جو سو سال تک بڑھتا رہا پھر اس کو کاٹ کر تختے بنائے پھر کشتی بنانی شروع کی تو لوگ مذاق اڑاتے کہ اس خشکی میں کشتی کی کیا ضرورت ہے اور کیسے چلے گی۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ عنقریب تم دیکھ لوگے۔ اور بعض سلف کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کو پروردگار عالم جل جلالہ، کا حکم ہوا کہ لکڑیاں کاٹ کر تختے بناؤ پھر کشتی بناؤ ایک سال میں کشتی تیار ہوئی پھر مکمل تیاری میں سو ۱۰۰ سال اور لگ گئے۔ کشتی کا طول اسی ۸۰ ہاتھ تھا اور عرض پچاس ہاتھ۔ پھر اندر باہر سے روغن کیا گیا۔ قتادہؒ کا قول ہے کہ

کشتی کی لمبائی تین ۳۰۰ سو ہاتھ تھی اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ طول بارہ سو ہاتھ تھا اور عرض چھ سو ہاتھ اور اندرونی اونچائی تیس ۳۰ ہاتھ تھی اور اس کے تین درجے تھے ہر درجہ دس ۱۰ ہاتھ اونچا تھا۔ سب سے نیچے کے درجے میں چوپائے اور جنگلی سوار کئے اور درمیانی حصے میں انسان اور اوپر کے حصہ میں پرندے تھے۔ اور دروازہ چوڑائی میں لگا ہوا تھا اور اوپر سے بالکل بند تھی۔ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا جوڑا سوار کیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ	یہاں تک کہ ہمارا حکم آپہنچا اور تنور
التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ	ابلنے لگا ہم نے فرمادیا کہ اس کشتی میں
زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ	ہر قسم کا جوڑا جوڑا سوار کرو اور اپنے گھر
سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ط	کے لوگوں کو سوائے ان کہ جن پر پہلے
وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ط	سے بات ہو چکی ہے اور تھوڑے لوگ
	ایمان لائے۔

تنور تو آگ کی جگہ ہے لیکن پانی کی ایسی کثرت تھی کہ تنور سے بھی پانی ابلنے لگا۔ حضرت مجاہدؒ اور شعبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تنور کوفے میں تھا بلکہ دنیا بھر کے چشمے ابلنے لگے کوئی جگہ بھی باقی نہ رہی تھی۔ نباتات وغیرہ کے بیج بھی کشتی میں رکھے تھے۔ کشتی میں سب سے پہلے پرندوں میں سے درہ سوار ہوا تھا اور سب سے آخر میں جب گدھا سوار ہونے لگا تو ابلیس لعین گدھے کی دم کے ساتھ لٹک گیا گدھے کے دو اگلے پاؤں کشتی میں پہنچ گئے اور پچھلا دھڑ ابلیس کے بوجھ سے بوجھل ہو گیا تھا اٹھا نہ سکا ادھر حضرت نوحؑ جلدی کر رہے تھے آخر نوحؑ نے فرمایا کہ آجا اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو تب گدھا بھی چڑھ گیا۔

شیر

ابن ابی حاتم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب تمام مویشی کشتی میں سوار کر دیئے تو لوگوں نے کہا کہ شیر کی موجودگی میں مویشی آرام کیسے کریں گے تو پروردگار عالم جل جلالہ، نے شیر پر بخار ڈالدیا شیر بخار کی وجہ سے بے ہوش پڑا رہا مویشی اطمینان سے رہے اس سے پہلے زمین پر بخار کی بیماری نہ تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کشتی میں سوار ہونے والے مرد اور عورتوں کی تعداد اسّی ۸۰ تھی (تفسیر ابن کثیر) لیکن تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں لونڈیاں اور غلام تھے اور اسّی ۸۰ آدمی ان کے علاوہ کشتی میں سوار تھے (عزیزی) حضرت نوحؑ نے حکم دیا کہ سب کشتی میں بیٹھ جاؤ جیسا کہ فرمان ہے۔

وَقَالَ ارْكَبُوْ افِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

سورہ ھود

نوحؑ نے فرمایا کشتی میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا بے شک میرا پروردگار بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

اس کشتی کا تیرنا بھی خدا کے نام کی برکت سے ہے اور ٹھہرنا بھی خدا کے نام کی برکت سے ہے۔ پھر کشتی پانی پر پہاڑوں کی طرح جاتی تھی جیسا کہ فرمان ہے ۔

وَهِیَ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ □ □ كَالْجِبَالِ وَنَادٰی نُوْحُ □ □ بْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ط قَالَ سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَاعَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ط وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَان مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ط

وہ کشتی انھیں لیکر موجوں میں پہاڑوں کی طرح جاری رہی تھی پھر نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا جو ایک کنارے پر تھا کہ اے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دے بیٹے نے کہا میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے بچائیگا حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر خدا کا رحم ہو اور ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا

۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک موج آئی اور کنعان غرق ہو گیا اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے فریاد کی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ
ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ
الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ
ط
سورہ ھود

نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکارا پس عرض
کیا کہ اے میرے پروردگار میرا بیٹا
میرے گھر والوں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا
ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر ہے۔

پروردگار عالم جل جلالہ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ
اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ط فَلَا
تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط
اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْجٰهِلِیْنَ ط

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوحؑ بے شک
وہ تیرے گھر والوں سے نہیں اس کے
کام اچھے نہیں تجھے ایسا سوال بالکل نہیں
کرنا چاہئے جس کا تجھے علم نہیں اور میں
تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو ناسمجھوں سے
نہ ہو۔

حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے التجا کی چنانچہ ارشاد ہے

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ
اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ط
وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ط
سورہ ھود

نوحؑ سے کہا کہ اے میرے پروردگار بے
شک میں پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ
سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو اور اگر تو
مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں خسارے
والوں سے ہو جاؤں گا۔

کشتی کا طواف کرنا

پھر یہ لوگ کشتی میں رہے اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کا منہ کی طرف کر دیا پھر وہ چالیس ۴۰ دن تک بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی پھر پروردگار عالم جل جلالہ، نے زمین و آسمان کو پانی روکنے کا حکم دیا چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَقِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآئَکِ	اور فرمایا گیا اے زمین تو اپنا پانی نگل
وَیٰسَمَآئُ اَقۡلِعِیۡ وَغِیۡضَ	جا اور اے آسمان بس کر تھم جا پھر پانی
الۡمَآئُ وَقُضِیَ الۡاَمۡرُ وَاسۡتَوَتۡ	سکا دیا اور کام پورا کر دیا اور کشتی جودی
عَلَی الۡجُوۡدِیِّ وَقِیۡلَ بُعۡدًا	پہاڑ پر جا لگی اور فرمایا گیا کہ نا انصافی
لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ط	کرنے والوں پر لعنت ہو۔

سورہ ھود

پھر حضرت نوح علیہ السلام نے وہاں سے کوّے کو بھیجا کہ جا کر خشکی کی خبر لے آئے کوّا مردار کھانے لگ گیا دیر ہوگئی نہ آیا تو حضرت نوحؑ نے کبوتر کو روانہ کیا تو وہ خشکی کی خبر لے آیا۔ حضرت نوحؑ نے جب خشکی کی خبر سنی تو جودی پہاڑ سے نیچے اترے اور وہاں ایک بستی بنائی جس کا نام ثمانین رکھا پھر وہاں ایک دن جب صبح کے وقت لوگ اٹھے تو ہر ایک کی زبان بدلی ہوئی تھی اسّی ۸۰ زبانیں بولتے تھے جن میں سے اعلیٰ زبان عربی تھی۔ حضرت نوحؑ کو پروردگار عالم نے سب زبانیں سکھا دیں آپ ان سب کو اپنی اپنی زبان میں سمجھاتے تھے۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی کشتی میں مسلمان لوگ رجب کی دسویں تاریخ کو سوار ہوئے کشتی مشرق و مغرب میں پھرتی رہی چھ مہینے تک جودی پہاڑ پر ٹھہری رہی پھر محرّم کے مہینے میں عاشورہ کے دن لوگ اس سے اترے اس دن لوگوں نے روزہ رکھا۔

مسند احمد میں ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند یہودیوں کے عاشورے کے دن روزہ رکھے ہوئے دیکھا پھر دریافت فرمایا کہ اس دن تم روزہ کیوں رکھتے ہو انھوں نے کہا کہ اس دن پروردگار عالم جل جلالہ، نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا اور فرعون کو مع اس کی قوم کے غرق کر دیا تھا اور اسی دن حضرت نوحؑ جودی پہاڑ پر لگے تھے پس ان پیغمبروں نے خدا کا شکر ادا کیا اور روزہ رکھا تھا تو آپؐ نے فرمایا پھر موسیٰؑ کے ہم زیادہ حقدار ہیں اور روزہ رکھنے کے بھی زیادہ مستحق ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام نے اس دن روزہ رکھا جودی پہاڑ سے اترتے وقت پروردگار عالم جل جلالہ، نے فرمایا

قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا	فرمایا گیا اے نوح سلامتی اور برکتوں
وَبَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ ط وَعَلٰۤی اُ	کے ساتھ اتر جو ہماری جانب سے تجھ پر
مَمٍ مِّمَّ □ نۡ مَّعَکَ ط	ہیں اور تیرے ساتھ والوں پر

امام ابن اسحٰق کا فرمان ہے کہ جب پروردگار علم جل جلالہ، نے طوفان بند کرنے کا ارادہ کیا تو زمین پر ایک ہوا چلائی جس نے پانی خشک کر دیا اور آسمان کا پانی بند ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام چھے مہینے تک کشتی میں رہے تھے دسویں رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور دسویں محرّم کو عاشورے کے دن اترے تھے ۔طوفان کا پانی چالیس دن زمین سے ابلتا رہا اور آسمان سے برستا رہا چالیس دن پانی طغیانی میں تھا پھر پانی آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا چھ مہینے کے بعد پھر زمین نمودار ہوئی (تفسیر عزیزی)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ پروردگار عالم ایسا کوئی مردہ زندہ فرمائے کہ جس نے کشتی نوحؑ دیکھی ہو کہ ہم اس سے کشتی کے بارے میں معلومات کر لیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک ٹیلے سے مٹی اٹھائی پھر فرمایا جانتے ہو یہ کون ہے لوگوں کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہوگا پھر عیسیٰ نے فرمایا یہ پنڈلی ہے حام بن نوحؑ کی پھر آپؑ نے اپنی لکڑی اس ٹیلے پر مار کر کہا اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو اسی وقت ایک بڈھا سا آدمی اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ نے فرمایا کیا تو بوڑھاپے میں مرا تھا اس نے جواب دیا میں جوان مرا تھا لیکن اب دل میں یہ ڈر پیدا ہو گیا کہ قیامت قائم ہو گئی اس ڈر نے بوڑھا کر دیا آپ نے فرمایا اس کے بارے میں بیان کر اس نے کہا وہ بارہ سو ۱۲۰۰ ہاتھ لمبی اور چھ سو ۶۰۰ ہاتھ چوڑی تھی تین درجوں کی تھی ایک میں چوپائے تھے اور دوسرے درجے میں انسان اور تیسرے

میں پرندے تھے اور جب جانوروں کا گوبر پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو فرمایا کہ ہاتھی کی دم کو ہلاؤ تو آپؑ نے ہلانے سے اس سے نر اور مادہ دو خنزیر نکل آئے کشتی کی میل کچیل کھانے لگے۔ بعض روایات میں ہے کہ خنزیر سے چوہے پیدا ہو گئے پھر جب چوہوں نے کشتی کو کاٹنا شروع کیا تو حکم ہوا کہ شیر کی پیشانی پر انگلی لگاؤ اس سے بلی کا جوڑا پیدا ہو گیا انھوں نے چوہوں کو بھگا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو شہروں کے غرق ہونے کا علم کیسے ہوا کہا نوحؑ نے کوّے کو بھیجا شہروں کی خبر کے واسطے وہ لاش پر بیٹھ گیا دیر تک نہ آیا اس لئے نوحؑ نے کوّے کو ہمیشہ ڈرتے رہنے کی بد دعا فرمائی پھر نوحؑ نے کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتہ لایا اور اپنے پنجوں میں

خشک مٹی لایا اس سے معلوم ہوا کہ شہر ڈوب چکے ہیں آپؑ نے کبوتر کی گردن میں حصرہ کا طوق ڈال دیا انس کی دعا کی اس لئے وہ گھروں میں رہتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اللہ کے حکم سے جیسا تھا ویسا ہی ہو جا اسی وقت وہ مردہ دوبارہ مٹی ہو گیا۔ (ابن کثیر)

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر

حضرت نوحؑ کی عمر کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ساڑھے نو سو سال تو تبلیغ میں گزرے اور پوری عمر بعض کے نزدیک پندرہ ۱۵۰۰ سو سال ہے اور کوئی چودہ سو سال بتاتے ہیں اور بعض سترہ ۱۷۰۰ سو سال بتاتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

بحمد اللہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصّہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

نعت شریف

ہر بنی دہر ولی سے اشقیأ بحث کرتے آئے ہیں ابتک سدا
جو ہے سمجھا تا انھیں راہِ خدا اس کے دشمن ہوتے ہیں وہ بےحیاء
رنج سہنا سنّت ابرار ہے
نوح کی اذا کروں کیونکر بیان تھرتھرا جائیں زمین و آسماں
کافروں کو مار سے اے مومناں ریزہ ریزہ ہو گئی تھیں ہڈیاں
جائے مرہم طعن بدگفتار ہے
قوت مغز عبادت ہے دعا سب گناہوں کی شفاعت ہے دعا
بخشتی رنجوں سے راحت ہے دعا دافع ہر دردوآفت ہے دعا
مانگ حق سے جو تجھے درکار ہے
اس نے آدم کی کردی توبہ قبول تاخلافت اور نبوت ہو حصول
جب ہوئے نوبنی خاطر ملول دی امان انکوڈبائے سب جھول
یہ حدیث وآیت واخبار ہے

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر مندرجہ ذیل مقامات پر آتا ہے۔

۱۔ پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۹

۲۔ پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹

۳۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵

۴۔ پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۲

۵۔ پارہ ۱۷ سورہ الحج رکوع ۶

۶۔ پارہ ۱۹ سورہ شعراء رکوع ۷

۷۔ پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت رکوع ۴

۸۔ پارہ ۲۴ سورہ حٰم سجدہ رکوع ۲

۹۔ پارہ ۲۴ سورہ المومن رکوع ۴

۱۰۔ پارہ ۲۶ سورہ احقاف رکوع ۳

۱۱۔ پارہ ۲۷ سورہ الزایات رکوع ۲

۱۲۔ پارہ ۲۷ سورہ القمر رکوع ۱

۱۳۔ پارہ ۲۷ سورہ النجم رکوع ۳

۱۴۔ پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ رکوع ۱

۱۵۔ پارہ ۳۰ سورہ الفجر رکوع ۱

حضرت ہود علیہ السلام کو پروردگار عالم نے قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ عاد بن عوص اور عوص بن ارم اور ارم بن سام اور سام بن نوح علیہ السلام عاد کی اولاد کو کہتے ہیں اس قوم کا مرکزی مقام احقاف ہے جو حضرموت میں اربع الخالی ہے آج کل یہاں ریتی کے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں۔ بعض مؤرخین کے نزدیک انکی آبادی عرب کے سوا کچھ نہیں۔ بعض مؤرخین کے نزدیک انکی آبادی عرب کے سب سے بہترین حصّہ حضرموت اور یمن میں خلیج فارس کے ساحل سے حدود عراق تک وسیع علاقہ پر تھی اور یمن ان کا دارالحکومت تھا (قصص القرآن)

یہ قوم بڑی زورآور اور بڑے بڑے قدوقامت اور قوت جسمانی میں لاثانی تھی۔ اسی غرور و تکبر میں خدا وحدہٗ لا

شریک کو چھوڑ کر شیطانی پیروی میں اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو اپنی مرضی کے مطابق پوج رہے تھے۔ان ہی میں پروردگار عالم جل جلالہ، نے اپنے فضل و کرم سے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا حضرت ہودؑ عاد کے سب سے بہترین معزز فرد تھے۔

حلیہ

سرخ و سفید رنگ اور رعب دار تھے۔

تبلیغ

پروردگار عالم جلالہ، نے فرمایا کہ ہم نے قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بنی بنا کر بھیجا جیسا کہ ارشاد ہے

والی عاد اخاھم ھود ط قال یقوم اعبد اللہ ما لکم من الہ غیرہ ط افلاتتقون۔ سورہ اعراف	اور اسی طرح ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم انکار اور بدعملی کے نتائج سے نہیں ڈرتے۔

قوم کا جواب

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْ وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ
وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
مَاهٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْ كُلُ
مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا
تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ
بَشَرًا مِثْلَكُمْ اِنَّكُمْ
اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ

سورہ مؤمنون

اور اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کی
راہ اختیار کی تھی اور آخرت کے پیش آنے
سے منکر تھے کہا کہ اس سے زیادہ کیا
جانتے ہو کہ تمہارے جیسا ایک آدمی ہے
جو تم کھاتے ہو وہ بھی کھاتا ہے جو تم پیتے ہو
وہ بھی پیتا ہے اور اگر تم اس کی پیروی کرو
گے تو بیشک تم اس وقت بڑے خسارے
والوں سے ہو گے۔

اور دوسرے مقام میں ارشاد ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ط
يٰقَوْمِ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ
اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ط

سورہ ھود

اور طرف عاد کے بھیجے ہم نے بھائی ان
کا ہودؑ کہا ہودؑ نے اے میری قوم عباد
ت کرو اپنے پروردگار کی تمہارے
واسطے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے
لیکن تم صرف جھوٹ باندھنے والی قوم
ہو اے میری قوم میں نہیں مانگتا تم سے
اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں معاوضہ میرا
مگر او پر اس ذات کے کہ جس نے مجھے
پیدا کیا ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔

اور پارہ انیس سورہ الشعراء رکوع ۷ کے شروع میں ارشاد ہے

اِذْقَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلاَ تَتَّقُوْنَ ؕ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ۔	جب کہا واسطے ان کے بھائی انکے ہودؑ نے کیا تم نہیں ڈرتے بیشک میں تمہارے لئے رسول ہوں با امانت پس ڈرو اللہ سے اور فرمانبرداری کرو میری۔

سورہ الشعراء

اور فرمایا ہود علیہ السلام نے۔

وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْ ارَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْ رَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّۃً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلاَ تَتَوَلَّوْ امُجْرِمِیْنَ ؕ	اے میری قوم بخشش مانگو اپنے رب سے پھر توبہ کرو اسی کی طرف تا کہ حکم کرے آسمان کو تا کہ بارش برساتے تم پر لگاتار اور تمہاری طاقت پر اور طاقت بڑھادے اور نہ ہو تم مجرموں سے۔

سورہ ھود

پروردگار عالم نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا انھوں نے خدا کی توحید کی دعوت دی کہ اس کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ نہ کرو میں تم سے اس نصیحت تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں لیتا اس تبلیغ پر مجھے میرا رب ثواب دے گا اور گزشتہ خامیوں سے توبہ کرو تمہاری سرکشی اور خدا کی نافرمانی کی وجہ سے جو تم پر بارشیں بند ہو گئی ہیں اب فرمانبرداری اور استغفار کی وجہ سے تم پر بارشیں برسنے لگیں گی اور تمہارے باغات اور کھیتیاں ترتازہ ہو جائیں گی ۔حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی استغفار کو لازم پکڑے اللہ تعالیٰ اسے ہر مشکل سے نجات دیتا ہے ہر تنگی سے کشادگی عطا فرماتا ہے اور روزی ایسی جگہ سے پہنچتا ہے جو خود اس کے خواب خیال میں بھی نہ ہو۔قوم کو حضرت ہود علیہ السلام نے ہر طرح سمجھایا مگر انھوں نے کوئی بات بھی نہ مانی۔

جواب

قوم نے یوں جواب دیا جیسا کہ پروردگار عالم جلالہ، کا ارشاد ہے۔

قَالُوْ یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ وَّمَا
نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ
قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ
بِمُؤْمِنِیْنَ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ
بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْٓ
اُشْھِدُ اللّٰہَ وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ
مِمَّا تُشْرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ
فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ
لَاتُنْظِرُوْنِ ط اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی
اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَامِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا
ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ط اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

سورہ ھود

کہا لوگوں نے اسے ہود نہیں لایا تو ہمارے پاس کچھ دلیل ظاہر اور نہیں ہم چھوڑنے والے معبودوں اپنے کو تیرے کہنے سے اور نہیں ہم واسطے تیرے ایمان لانے والے اور نہیں کہتے ہم مگر یہ کہ آسیب پہنچایا ہے تجھے بعض معبودوں ہماروں نے ساتھ برائی کے ہودؑ نے کہا کہ میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو بے شک میں بیزار ہوں اس چیز سے شریک لاتے ہو تم سوائے اللہ کے پس مکر کرو تم مجھ سے سب مکر پھر مجھ کو ڈھیل نہ دو بیشک میں نے توکل کیا اللہ تعالیٰ پر جو پروردگار ہے میرا اور تمہارا نہیں کوئی چلنے پھرنے والی چیز مگر پکڑ رہا ہے پیشانی اسکی بیشک پروردگار میرا سیدھی راہ پر ہے۔

قوم ہودؑ نے جواب دیا کہ ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تو ہمارے معبودوں کی پوجا سے ہمیں روکتا ہے ہمارے خیال میں ہمارے کسی معبود کی تجھے مار پڑ گئی ہے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے بنی نے فرمایا سنو میں تم کو اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے سوا تم جس کی عبادت کر رہے ہو میں ان سب سے بیزار ہوں اب تم اپنے ساتھ اوروں کو بھی لو اور اپنے ان جھوٹے معبودوں کو بھی ملا لو اور تم سے جو کچھ ہو سکے مجھے نقصان پہنچا دو اور مجھے کوئی مہلت بھی نہ لینے دو اور نہ مجھ پر کوئی ترس کھاؤ جس قسم کا نقصان تمہارے بس میں ہے مجھے پہنچا دو میرا توکل پروردگار عالم جل جلالہ، پر ہے جو میرا اور تمہارا سب کا مالک ہے دنیا بھی کے جاندار اسی کے قبضہ میں ہیں کوئی نہیں جو اس کے قبضے سے باہر ہو سب بندوں کی چوٹیاں خدا کے ہاتھ میں ہیں اپنے نیک بندوں پر خدا اس سے بھی زیادہ مہربان ہے

جیسا کہ ماں باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتے ہیں۔ اگر تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو میں نے تم کو خدا کا حکم پہنچا دیا ہے۔ تم کو ہلاک کر کے میرا رب تمہارے بجائے اور لوگوں کو قائم کر دے گا اور تم خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔

قوم کا دوسرا جواب

اے ہود تو بیوقوف نظر آتا ہے اور ہمارا گمان ہے کہ تو جھوٹوں سے ہے جیسا کہ فرمان باری ہے۔

قَالَ الْمَلَائُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ امِنْ	کہا ان لوگوں نے جو کافروں کے سردار
قومِهٖ اِنَّا لَنَرَاکَ فِیْ سَفَاهَةٍ	تھے کہ ہم تم کو حماقت میں دیکھتے ہیں اور
وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ط	ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹ بولنے والوں
سورہ اعراف	میں سے ہو۔

جواب ہودؑ

حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ	کہا ہودؑ نے اے میری قوم میں احمق
وَلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِنْ رَبِّ	نہیں ہوں لیکن میں رسول ہوں
الْعٰلَمِیْنَ ط اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ	پروردگار عالم کی طرف سے پہنچاتا ہوں
وَ اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ۔	پیغام اپنے رب کا اور میں تمہارے
سورہ اعراف	واسطے نصیحت کرنوالا خدا کا امانت دار ہوں۔

اور یہ بھی یاد کرو کہ تم کو پروردگار عالم جل جلالہ، نے قوم نوحؑ کا جانشین بنایا ہے اور تمہاری دولت اور تمہاری نفری میں پروردگار عالم جلّ جلالہ، نے ترقی دی ہے اور خدا کے احسان اور نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

قوم کا تیسرا جواب

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَاللّٰہَ وَحْدَہٗ وَنَذَرَمَاکَانَ یَعْبُدُ اٰبَآئُ نَا فَاْتِ □نَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ط

□سورہ اعراف

ان لوگوں نے کہا کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور ان معبودوں کو چھوڑ دیں کہ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اگر تم سچے ہو تو دکھاؤ وہ عذاب جس کا تم خوف دلاتے ہو۔

حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا چنانچہ ارشاد ہے

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ اَتُجَادِ لُوْنَنِیْ فِیْٓ اَسْمَآئٍ سَمَّیْتُمُوْھَا اَنْتُمْ وَاٰبَآئُ کُمْ مَّانَزَّلَ اللّٰہُ بِھَامِنْ سُلْطَانٍ □ ط فَانْتَظِرُوْ اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ط

سورہ اعراف

کہا ہودؑ نے بیشک تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب واقع ہو گیا ہے کیا جھگڑ رہے ہو تم مجھ سے چند ناموں کے بارے یعنی بتوں کے نام جو تم نے اور تمہارے باپوں نے اپنے دل سے گھڑے لئے ہیں جن کے بارے خدا نے کوئی سند نہیں اتاری اچھا آنیوالے وقت کا یعنی عذاب الٰہی کا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

قوم کا جواب

حضرت ہود علیہ السلام سے کہتے کہ ہم بڑے طاقتور ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً ط

سورہ حٰم سجدہ

اپس قوم عاد نے پس تکبر کیا انھوں نے زمین میں بغیر حق کے اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور اور قوت میں۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ط اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ
بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ
النُّذُرُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنِّیْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ط

سورہ احقاف

یاد کر عاد کے بھائی یعنی ہودؑ کو جب
ڈرایا اس نے اپنی قوم کو احقاف میں
اور تحقیق گزرے تھے ڈرانے والے
آگے اس کے سے اور پیچھے اس کے
سے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی
بندگی نہ کرو میں ڈرتا ہوں کہ تم پر کوئی
آفت نہ آجائے بڑے دن کی۔

پروردگار عالم نے فرمایا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ط اِنَّآ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ
نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ط تَنْزِعُ النَّاسَ
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ط
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ط

جھٹلایا قوم عاد نے پس کیسا ہوا عذاب
ہمارا اور ڈرانا ہمارا بے شک بھیجی ہم نے
ان پر ہوا تند بیچ دن نحس کے کہ ہمیشہ ہو
نحوست اس کی کہ اکھاڑ لیتی ہے لوگوں کو
جگہ سے گویا وہ تنے ہیں کھجور جڑ سے کٹی
ہوئی کے۔

قوم کا انجام

اور ایک مقام میں یوں فرمایا۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْ بِرِیْحٍ صَرْ صَرٍ عَاتِیَۃٍ ط سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمَانِیَۃَ اَیَّامٍ ط حُسُرْ ماً فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی ط کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ط فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِنْ □ بَاقِیَۃٍ ط سورہ الحاقہ	اور جو عاد تھے پس ہلاک کئے گئے ساتھ ہوا تند حد سے نکل جانیوالی کے لگا دیا اس ہوا کو اوپر ان کے ساتھ رات اور آٹھ دن جڑ کاٹنے والی تھی پس دیکھتا تو یعنی تو اگر موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گری ہوئی دیکھتا گویا کہ لکڑی ہیں کھجور کھوکھلی کی پس کیا دیکھتا ہے تو ان میں کوئی باقی یعنی ان کا کچھ نام ونشان باقی نہیں رہا۔

عادیوں کو ٹھنڈک ہواؤں کے تیز جھونکوں سے تہس نہس کر دیا۔ یہ آندھیاں جو خیر و برکت سے خالی تھیں اور فرشتوں کے ہاتھوں سے نکلی ہوئی پے درپے لگا تار سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہیں ان دنوں میں ان کے لئے سوائے نحوست اور بربادی کے کچھ نہ تھا ان ہواؤں نے ان کو اٹھا اٹھا کر اس طرح مارا کہ سر پاؤں اور ہاتھ جدا ہو گئے باقی بدن کھجور کے تنے جیسا رہ گیا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عادیوں کو جس ہوا کے ساتھ ہلاک کیا ہے وہ ہوا کے خزانے سے صرف انگوٹھے کے برابر جگہ کشادہ کی گئی تھی پہلے ان ہواؤں نے گاؤں اور دیہات کے مردوں عورتوں اور جانوروں کو زمین اور آسمان کے درمیان معلق کر دیا اور شہریوں کو معلوم ہونے لگا کہ سیاہ رنگ کا بادل چڑھا ہوا ہے اور اب بارش برسے گی اور گرمی دور ہو گی اتنے میں ان ہواؤں کو حکم ہوا تو ان تمام جانوروں کو اور آدمیوں کو ان شہروں پر پھینک دیا سب ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور ایک مقام پر ہے۔

اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ط سورہ هود	اعلان ہوا کہ خدا کی رحمت سے قوم ہود علیہ السلام محروم ہے

اور دوسرے مقام میں ارشاد ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْ صَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ۔ | پس بھیجی ہم نے ہوا بڑے زور کی باد تند پیچ دنوں نحس کے تا کہ چکھائیں ہم ان کو دنیا میں رسوائی کا عذاب۔

سورہ حٰم سجدہ

اور ایک مقام میں ہے۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔ | یعنی عاد کی قوم کا عذاب بھی ایک ہماری نشانی ہے کہ جب بھیجی ہم نے ان پر ہوا بانجھ یعنی بے فائدہ۔

پھر بھی لوگ کہتے کہ جس عذاب سے تو ڈراتا ہے وہ جلدی لے آ اگر تو سچا ہے۔ پھر بھی حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا کہ عذاب کی خبر میرے رب کے پاس ہے اور میں خدا کا حکم پہنچانے آیا ہوں اور میں تم کو ایک جاہل قوم دیکھتا ہوں جیسا کہ فرمان تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنِّيْ اَرٰكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ط | لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں ایک جاہل قوم

سورہ احقاف

جب ہر طرح کی نصیحت سے قوم باز نہ آئی ہمیشہ پیغمبر کی نافرمانی کرتے رہے خدا کی نافرمانی کی وجہ سے ان پر بارش بند ہوگئی فصل اور باغات جل گئے۔ پروردگار علم جل جلالہ، اتنا مہربان ہے کہ اس زمانے میں کفار بھی جب خانہ کعبہ میں جا کر التجا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی فریاد بھی سن لیتا تھا اب بھی قوم عاد کے بڑے بڑے رئیس ستر آدمی قربانیاں لیکر مکہ مکرمہ گئے بارش کے واسطے دعا کے لئے یہ لوگ منزلیں قطع کر کے مکہ مکرمہ پہنچے وہاں معاویہ بن بکر کے گھر اترے عرب کے لوگ مہمان نواز ہیں وہاں طعام وشراب کی ضیافتیں شروع ہوئیں مجلس عیش وعشرت اور گانے بجانے میں اپنی قوم کی تکلیف بھول گئے معاویہ بھی ہمیشہ کے مہمانوں سے تنگ آ گیا اور سوچنے لگا کہ اشاروں کنایوں سے سمجھاتا ہوں تو مجھے بخیل اور کنجوس سمجھیں گے آخر گانے والوں کو ایک ایسی غزل سکھائی کہ جس کا مطلب اور ترجمہ یہ تھا کہ ایک ایسی غزل سکھائی کہ جس کا مطلب اور ترجمہ یہ تھا کہ اپنی قوم کی مصیبت سے غافل ہو رہے ہو اور برسات کی دعاء سے کاہل ہو گئے ہو۔ جب عادیوں نے یہ غزل سنی ان کو اپنی قوم کی مصیبت یاد آ گئی پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور اپنی غفلت پر نادم ہوئے پھر تو رات دن دعا میں مشغول ہو گئے اور قربانیوں کے ذبح کرنے کا کام شروع کیا مرشد بن سعد ان میں پوشیدہ مسلمان تھا اس کا حضرت ہودؑ پر کامل یقین تھا وہ بھی ان میں آیا ہوا تھا اس نے کہا کہ جب تک حضرت ہود

علیہ السلام نے کہنے پر نہ جاؤ گے اور خدا پر ایمان نہ لاؤ گے تو اپنے مدعا کو نہ پاؤ گے ان لوگوں نے اس سے جدائی کی اور خدا کی جناب میں دعا شروع کی پروردگار علم جل جلالہ، نے تین ٹکڑے بادل کے ظاہر کئے سفید وسیاہ اور سرخ اور آواز آئی کہ ان میں سے ایک ٹکڑا اختیار کرو چونکہ سیاہ بادل میں عموماً بارش ہوتی ہے اس لئے انھوں نے سیاہ ٹکڑا اختیار کیا سرح وسفید بادل غائب ہو گئے ۔ ہاتفی آواز آئی کہ یہ سیاہ ناگ ہے باقی نہ چھوڑے گا قوم عاد کو پروردگار عالم نے اس سیاہ بادل کو ملک عاد کی طرف روانہ کیا جب عادیوں نے سیاہ بدلیوں کو دیکھا تو خوشی کی دھوم مچائی کہ اس باراں سے ہماری امید کا باغ پر اپ ہوگا اور تمنا کا کرنے لگے جب ہودؑ نے عذاب الٰہی دیکھا تو چار ہزار مسلمان جو آپ کے ساتھ تھے ان کے لئے اپنی انگلی سے مدور دائرہ بنایا اور مسلمانوں کو اس دائرہ کے اندر بٹھایا اور فرمایا جو کوئی اس دائرے کے اندر رہے گا وہ قہر الٰہی سے بچ جائے گا قوم عاد اس ابر کو دیکھ کر جمع ہوئے اپنے اہل عیال کے لے کر بادل کے نیچے گئے پہلے تو اس بادِ صرصر نے ان کے مردوں اور عورتوں کو اور چوپائیوں کو زمین سے اڑا کر آوارہ کیا اور نہایت زور سے زمین پر پٹخ پٹخ کر پارہ پارہ کر دیا باقی ماندہ لوگ اس عذاب کو دیکھ کر اپنے اپنے گھروں میں پوشیدہ ہوئے ۔ بعض کو تو دیواروں کے گرنے سے ہلاک کر دیا اور بعض باہر بھاگ کر زانوں پر گر کر فی النّار ہوئے اور مسلمانوں پر وہ قہر الٰہی کی ہوا نسیم معتدل بن گئ قوم عاد مکانوں اور باغوں سمیت نیست ونابود ہوئے ۔ (روضہ الاصفیاءؒ)

اور جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ۔

فَکَذَّبُوْہُ فَاَھْلَکْنٰھُمْ ط
سورہ الشعراء

عادیوں نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا پس ہلاک کیا ہم نے ان کو ۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے ۔

وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اَلاَ اِنَّ عَادً اکَفَرُوْرَبَّھُمْ ۔

ان کے پیچھے لعنت پڑی یعنی رحمت الٰہی او ربرکتوں سے محرومی اور قیامت کے دن بھی خبردار ہو جاؤ عادی نافرمان ہوئے اپنے رب سے ۔

قوم عاد کا قصّہ

شاہ عبدلعزیز محدّث دہلویؒ نے اپنی تفسیر فتح العزیز میں یوں بیان کیا ہے کہ قوم عاد کے ستّر آدمی جب مکہ مکرمہ

بارش مانگنے کے واسطے گئے تو قوم عمالقہ وہاں آباد تھی ۔اس وقت مرشد کی قوم غالب تھی جب یہ عادی وہاں پہنچے اور اپنا مطلب بیان کیا تو مرشد نے کہا کہ یہاں کی دعا تم کو فائدہ نہ دے گی تم اس پیغمبر یعنی ہودؑ کی بات مانو اور اس کی تابعداری کرو اور دین حق کو مانو تا کہ یہ بلا تم سے ہٹ جائے ۔عادیوں نے کہا ہم اگر بغیر اپنے مطلب سے ہٹ جائے ۔عادیوں نے کہا ہم اگر بغیر جا پنے مطلب واپس جائیں گے تو ہماری قوم ہم کو ذلیل اور خفیف کر یگی اب یہ کام جس طرح ہو یہاں سے ہو جائے ۔پھر مرشد ہی سے تدبیر پوچھی کہ تم ہی کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ ہمارا کام ہو جائے ۔مرشد نے کہا پھر تم ننگے سر اور ننگے پاؤں حاجیوں کی شکل بنا کر صفا پر دعا منگو کہ ہودؑ کے خدا اگر ہودؑ اس بات میں سچّے ہیں کہ تیرے پیغمبر ہیں تو ہم کو جپانی دے کہ ہم فقط پانی کے واسطے آئے ہیں ۔ان لوگوں نے اسی طرح دعا کی تو تین ٹکڑے ابر کے ظاہر ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ۔اور قحط کے ان پر پورے تین سال گزر چکے تھے جب انھوں نے سیاہ ابر کو اختیار کیا تو ابر کا ٹکڑا اوپر اوپر سے ان کے ملک کی طرف جا رہا تھا اور اس کے نیچے نیچے یہ لوگ اپنے ملک کی طرف جا رہے تھے جب شہر کے قریب پہنچے تو کچھ آدمی انھوں نے آگے روانہ کیے کہ جلدی پہنچیں کہ لوگ اپنے اپنے تالاب اور حوضوں کو صاف کریں اور کھیتی کا سامان بیج وغیرہ درست کریں اور خوش رہیں یہ بدلی خواہش کے موافق برسے گی اور خوش رہیں یہ بدلی خواہشوں کے موافق برسے گی اور شہر کے لوگوں کو خوشخبری دے دو ۔حضرت ہود علیہ السلام نے لوگوں کو کہا کہ یہ بدلی نہیں یہ بلا ہے ۔ہودؑ نے کہا اب بھی وقت ہے میرا کہنا مانو اور خدا کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور بت پرستی کو چھوڑ دو ۔لوگوں نے کہا کہ ابر میں کیسی بلا ہے ۔ہودؑ نے کہا کہ اس میں آندھی اور طوفان ہے اس میں سے ہوا چلے گی جو تمہارے مکانوں کو اور تم کو نیست و نابود کر دے گی ۔

جواب

لوگوں نے جاب دیا کہ ہمارے زور اور قوت کو جانتے ہو پھر ہم کو ہوا سے ڈراتے ہو اور اس کی شدت اور تندی سے ڈراتے ہو ۔اسی گفتگو میں تھے کہ وہ ابران کے شہرون کے کنارون پر آ پہنچا اور طوفانی ہوا چلنا شروع ہوئی ۔حق تعالیٰ نے اس بادِ عقیم کو چوتھے طبقے زمین سے ایک بیل کی ناک کے برابر چھوڑا تھا جو قوم عاد پر مسلط کر دی تھی وہ ان فرشتوں کے قابو سے نکل گئی تھی جو ہوا پر مسلط اور اس کے نگہبان تھے ،ہوا پر فرشتوں کی نگہبانی اس لئے تھی کہ وہ کسی بے گناہ کو ہلاک نہ کر دے لیکن وہ فرشتوں کے قابو نہ آتی تھی ۔اس ہوا کی تندی اور شدت کو دیکھ کر عادی لوگ اپنے مظبوط محکم مکانوں میں گھس گئے اور مظبوط رسیوں سے آپس میں ایک دوسرے کو باندہ دیا اور اپنے جانوروں کو بھی مظبوط زنجیروں سے باندھا اور گھر والوں کو اونٹوں کے کجاووں میں بٹھا کر باندھا لیکن اس قہر کی ہوا نے ان اونٹوں کو کجادوں سمیت اٹھا

کر زمین پر دے مارا اسی طرح وہ ہوا اٹھا اٹھا کر مارتی رہی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے ان لوگوں پر ایسا قہر نازل فرمایا جو ان کی پہلوانی کے مناسب تھا۔ چوں کہ وہ لوگ پہلوان تھے خدا نے ان کو پہلوانی کا مظاہرہ دکھایا کہ ہمارے پہلوانوں سے کُشتی کر کے تماشا دیکھ لو۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ دنیا میں ہوا کو اور پانی کو اندازے سے بھیجتا ہے۔ لیکن نوحؑ نے طوفان کا پانی اور عادیوں کے واسطے ہوا مؤکل فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی تھی۔ یہ ہوا شوال کی بائیس ۲۲ تاریخ بدھ کی صبح سے شروع ہوئی اور اپنی پوری شدت کے ساتھ انتیس ۲۹ تاریخ اسی شوال کے بدھ کے آخری دن تک یعنی آفتاب کے غروب تک اپنی شدت سے سات رات اور آٹھ دن یکساں عذاب عادیوں پر رہا۔

چنانچہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین نے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اتنے طاقت ور تھے کہ باوجود اتنی شدت کی ہوا کے بھی کہ اٹھا اٹھا کہ مارتی رہی پھر بھی سات دن تک زندہ رہے آٹھویں دن آخری بدھ کو وہ سب بے جان ہو گئے پھر ہوا نے ان کی لاشوں کو اڑا کر کھاری دریا میں ڈال دیا۔ (تفسیر عزیزی)

حضرت ہود علیہ السلام نے لطف اور مہربانی کے ساتھ اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے کی ترغیب دی اور اس کی لازوال نعمتوں کو یاد دلایا اور آئندہ کیلئے بہتری کا وعدہ کیا خدا کے برگزیدہ بندے جب کسی کی نیک خواہی کرتے ہیں اور کج رؤں کو سیدھا کرنے کے لئے نصیحت فرماتے ہیں تو کور چشموں اور بد باطنوں کے مسخرے اور تحقیر کی پرواہ نہیں کرتے دل گیر ہو کر رنجیدہ ہو کر امر حق سے منہ نہیں موڑتے ناراض ہو کر خیر خواہی اور نصیحت کو نہیں چھوڑتے اور بلند اخلاق نرمی اور مہربانی کے ساتھ روحانی میضوں کے علاج میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی نصیحت اور وعظ اور نیک خواہی کیلئے قوم سے کسی قسم کے نفع اور مزدوری کے خواہش مند نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت ہودؑ نے فرمایا

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ   یعنی میں نہیں مانگتا اس تبلیغ پر کوئی مزدوری میرا اجر صرف اللہ پر ہے۔

عادیوں کو ہوا نے نہایت زور شور سے زمین پر پٹخ پٹخ کر پارہ پارہ کیا۔ کوئی اپنے اپنے مکانوں کے اندر مارے گئے ان کے مکانوں کو زمین کے ساتھ منہدم کر دیا۔ اور دوسرے ایک مقام میں حضرت ہود علیہ السلام کے ہمراہ جو دائرہ سے باہر کافروں کے لئے غضب اور قہر الٰہی تھی۔ عادیوں کے باغات مکان تباہ اور برباد ہو گئے اور مسلمان حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ سلامتی سے باہر آئے اور اپنے رہنے کے واسطے مکانات بنائے۔

وفات

جب حضرت ہود علیہ السلام کی عمر مبارک چار سو چونسٹھ سال ہو گئی تو دار فانی سے رحلت پذیر ہوئے۔ وادیؑ

برہوت کے قریب حضرموت کے مشرقی حصّہ شہر تریم سے قریب آپ کا مزار ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

ڑڑڑڑز

ابیات

ہو دکو عاد نے عاجز کیا تندو آندھی سے دیا اُنکو اڑا
لوطیوں کو لوط سے کر کے جدا شہر ان کا زیرو بالا کر دیا
اس طرح کا قادر وجبار ہے
ایک بھی کافر نہ آیا پھر نظر مرگئے فانی ہوئے سب گھر کے گھر
بلکہ سارے گر پڑے دیوار ودر کوئی واں نستا نہیں ابتک بشر
بچ گئے مومن خدا غفّار
سختیاں کفار نے حضرت پہ کیں آپ نے جزٔ صبر دم مارا نہیں
کی نصیحت سب طرح انکے تئیں تا کہ سیدھی راہ پہ آجائیں لعیں
ہم کو بھی سنت وہی درکار ہے

ڑڑڑڑز

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام اوران کی قوم کا ذکرقرآن پاک میں مندرجہ ذیل سورتوں میں ہے۔

۱۔ پارہ۸ سورہ اعراف رکوع ۱۰

۲۔ پارہ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹

۳۔ پارہ۱۲ سورہ ہود رکوع ٦

۴۔ پارہ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۲

۵۔ پارہ۱۷ سورہ الحج رکوع ٦

٦۔ پارہ۱۹ سورہ فرقان رکوع ۴

۷۔ پارہ۱۹ سورہ شعراء رکوع ۴

۸۔ پارہ۱۹ سورہ نمل رکوع ۴

۹۔ پارہ۲۰ سورہ قصص رکوع ۴

۱۰۔ پارہ۲۰ سورہ عنکبوت رکوع ۴

۱۱۔ پارہ۲۳ سورہ الصّٰفّٰت رکوع ۴

۱۲۔ پارہ۲۳ سورہ صٓ رکوع ۱

۱۳۔ پارہ۲۴ سورہ المؤمن رکوع ۴

۱۴۔ پارہ۲۴ سورہ حٰمٓ سجدہ رکوع ۲

۱۵۔ پارہ۲٦ سورہ قٓ رکوع ۱

۱٦۔ پارہ۲۷ سورہ الزاریات رکوع ۲

۱۷۔ پارہ۲۷ سورہ النجم رکوع ۳

۱۸۔ پارہ۲۷ سورہ القمر رکوع ۲

۱۹۔ پارہ۲۹ سورہ الحآقہ رکوع ۱

۲۰۔ پارہ۳۰ سورہ الشمش رکوع

نسب نامہ

مشہور حافظ حدیث امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔صالحؑ بن عبید بن آسف بن ماشح بن عبید بن صادر بن ثمود۔یہی نسب نامہ راجح اور قرین صواب ہے۔

ثمود کی بستیاں

ثمود کی آبادیاں حجر میں تھیں۔حجاز اور شام کے درمیان وادئ قریٰ تک جو میدان ہے وہ سب ان کا مقامِ سکونت تھا۔ثمود کی بستیوں کے کھنڈات اب بھی موجود ہیں۔بعض مصریوں نے پوری تحقیق کی ہے وہ ایک ایسے مکان میں داخل ہوئے جو شاہی حویلی تھی جس میں متعدد کمرے تھے اور اس حویلی کے ساتھ بڑا حوض تھا اور یہ پورا مکان پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔(قصص القرآن)

نسب نامہ ثمود بن عامی بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ثمود کی اولاد قوم عاد کے ہلاک ہونے کے بعد عرب میں پھیل گئی تھی اور ان کا ملک شام اور حجاز وادئ القریٰ تھا اور جو شام کے قریب تھا اس کا نام حجر تھا ان دونوں کے درمیان ایک ہزار سات ۱۷۰۰ سو بستیاں چھوٹی اور بڑی تھیں۔ان بستیوں میں سنگین عمارتیں بنائی تھیں۔کھیتی کے کام کرتے کنویں اور تالاب کھودتے تھے۔ان زمینوں میں پتھر کے سبب سے پانی کم تھا پتھریلی زمینیں تھیں اس لئے کنویں تالاب وغیرہ دشواری سے کھودے جاتے تھے۔اکثر مال باغات لگانے اور مکانات تراشنے میں خرچ ہوتا تھا عمارتیں منقش تراشتے تھے۔آخر میں ہوتے ہوتے پتھروں کو عجیب وغریب صورتیں تراشنے لگے پھر ان پوجنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بت پرستی ان میں پھیل گئی حق تعالیٰ سے بالکل غافل ہوگئے پروردگار عالم جل جلالہ، نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔(تفسیر عزیزی)

حلیہ

آپ کی شکل وصورت سب سے بہتر تھی اور نسب حسب میں بھی موجودہ لوگوں سے اعلیٰ تھے۔لڑکپن ہی سے نیک بختی اور صلاحیت کی نشانیاں ان میں پائی جاتی تھیں۔پھر رسالت کا مرتبہ عنایت فرما کر پروردگار عالم جل جلالہ، نے وحی نازل فرمائی جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحاًط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط سورہ اعراف	اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو نبی بنا کر بھیجا کہا اس نے اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ایک مختصر اور کمزور سی جماعت نے آپ کی رسالت پر ایمان لایا اور مسلمان ہو گئے۔لیکن قوم کے بڑے سردار اور سرمایہ دار اسی طرح باطل پرستی پر قائم رہے انھوں نے خدا کی دی ہوئی خوشی اور عیش کا شکر ادا نہ کیا اور کفرانِ نعمت کو شعار بنایا۔وہ حضرت صالح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ اگر ہم باطل پرست ہوتے اور خدا کے صحیح دین کے منکر ہوتے اور اس کے پسندیدہ طریقہ پر قائم نہ ہوتے تو آج ہم کو یہ دھن دولت اور سرسبز و شاداب باغات کی فراوانی اور سیم وزر کی کثرت اور بلند و عالیشان محلات کی رہائش اور میوہ جات اور پھلوں کی کثرت اور شیرین نہریں اور عمدہ مرغزاروں کی افزائش حاصل نہ ہوتی۔تو اپنے آپ کو اور اپنے تابعداروں کو دیکھ اور پھر ان کی تنگ حالی اور غربت پر نظر کر کے بتا کہ خدا کے مقبول کون ہیں۔ءَاُنْزِلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ م بَیْنِنَا آپس میں کہتے کیا ہماری موجودگی میں اس پر خدا کی نصیحت اتری ہے اور کہتے اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ط کیا تم کو یقین ہے کہ صالح پروردگار کا رسول ہے ۔لیکن ان کو مسلمان جواب دیتے کہ قَالُوْآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ط کہا مسلمانوں نے بیشک ہم تو اس کے لائے ہوئے پیغام پر ایمان لاتے ہیں۔پھر کافر غصّہ میں آ کر کہتیا ☐ نَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ط یعنی بیشک ہم تو جس پر ایمان لائے انکار کرتے ہیں۔بہر حال ان مغروروں نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہ کیا۔دوسرے مقام میں پروردگار علم جل جلالہ، کا ارشاد ہے۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا۔ سورہ ھود	اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔اُس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا پھر اسی میں تم کو بسایا ۔پس اسی سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف رجوع کرو۔

لوگوں نے کہ کہا ہم تو تجھ پر بڑی امید کرتے تھے جیسا کہ فرمان ہے۔

یٰصٰلِحُ قَدۡ کُنۡتَ فِیۡنَا مَرۡجُوًّ اقَبۡلَ ھٰذَا یعنی اے صالح پہلے تو ہم کو بڑی امیدیں تجھ سے وانستہ تھیں پھر کیا تو ہم روکتا ہے ان معبودوں سے کہ پوجا کرتے تھے ہمارے باپ دادا ہمیں تو بڑا شک ہے جس طرف تو ہم کو بلاتا ہے ۔اور تیسرے مقام پر پروردگار عالم جل جلالہ، نے ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدۡ کَذَّبَ اَصۡحٰبُ	البتہ تحقیق جھٹلایا حجر کے لوگوں نے بھی
الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط وَاٰتَیۡنٰھُمۡ	رسولوں کو۔ہم نے اپنی نشانیاں ان کو
اٰیٰتِنَا فَکَانُوۡا عَنۡھَا مُعۡرِضِیۡنَ ط	دکھلائیں مگر وہ روگردانی کرتے رہے اور
وَکَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ	پہاڑ تراش کر گھر بناتے تھے کہ
بُیُوۡتًا اٰمِنِیۡنَ ط	رہیں۔

مگر یہ حفاظتیں کام نہ آئیں۔چوتھی جگہ پروردگار عالم جل جلالہ، کا ارشاد ہے۔

کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط اِذۡ	جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو
قَالَ لَھُمۡ اَخُوۡھُمۡ صٰلِحٌ اَلَا	جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے
تَتَّقُوۡنَ ط اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ	کیا تم ڈرتے نہیں کہ تمہارے پاس
ط فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ط وَمَاۤ	میں پیغام لایا ہوں ڈرو اللہ سے اور
اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ط اِنۡ	میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے
اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ط	اس تبلیغ کا بدلہ اس پر ہے جو اس
	جہاں کی پرورش کرتا ہے۔

اور پانچویں مقام میں پروردگار علم یوں ارشاد فرماتا ہے

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم	البتہ تحقیق بھیجا ہم نے طرف قوم ثمود
صالحا ط	کے بھائی ان کا صالح علیہ السلام

اور چھٹے مقام میں ارشاد ہے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوْا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی۔ | اور جو ثمود تھے ہم نے ان کو راہ کودکھائی پھر پسند کیا انھوں نے اندھا رہنا ہدایت پر جانے سے۔

سورہ حٰم سجدہ

اور ساتویں مقام میں ہے۔

وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْقِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ط فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ۔ | اور قوم ثمود میں کہا فائدہ اٹھاؤ ایک وقت تک یعنی خدا کے عذاب تک۔

(سورہ الزاریات)

اور آٹھویں مقام میں فرمایا

وَثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰی ط | ثمود کو بھی ہلاک کیا کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔

سورہ نجم

اور نویں مقام میں فرمایا۔

کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ط | جھٹلایا ثمود نے ڈرانیوالوں کو۔

اور دسویں مقام میں فرمایا۔

کذبت ثمود وعاد بالقارۃ ط فاما ثمود فاهلکو باالطاغیۃ ط | جھٹلایا ثمود نے اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی بات کو ثمود غارت کئے گئے اچھال کر سخت بھونچال سے۔

سورہ الحاقہ

گیارھویں جگہ میں ہے۔

کذبت ثمود بطغوها۔ | جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے۔

قوم ثمود کا انجام

شاہ عبدلعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صالح علیہ السلام کا قصّہ سورہ الشّمس کی تفسیر میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت صالحؑ نے بموجب حکم الٰہی کے تبلیغ دعوت اسلام اپنی قوم کو کرنی شروع کی دی۔ ہر چند قوم کو نصیحت کرتے رہے لیکن قوم نے انکار پر اصرار کیا اور حضرت صالح علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا اگر میں بموجب تمہاری خواہش کے تم کو معجزہ دکھاؤں تو پھر بھی تم نے اگر میرا کہنا نہ مانا اور ایمان نہ لائے تو پھر تم عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم فلاں تاریخ کو ہر سال شہر سے باہر جاتے ہیں اور بتوں کو بھی اچھی پوشاک اور زیور سے آراستہ کر کے لے جاتے ہیں پھر ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں۔ تو بھی ہمارے ساتھ چل اور اپنے خدا سے اپنا مطلب مانگ پھر دیکھیں کہ تیرا خدا کیا دیتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اس بات کو قبول کر لیا۔ پھر اس دن باہر گئے جس دن کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ جو تھوڑے سے مسلمان تھے وہ بھی گئے اور جب عید گاہ کو پہنچ گئے تو انھوں نے اپنے بتوں کو نہایت زیب و زینت سے آراستہ کر کے اپنے سامنے تختوں پر بٹھایا اور بڑے ادب سے اپنی اپنی حاجتیں مانگنے لگے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ان بتوں سے کوئی انوکھی چیز مانگو تا کہ ہم بھی دیکھیں کہ تمہارے بت کیسی قدرت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ بڑی عاجزی سے مانگتے رہے لیکن کچھ بھی نہ ہوا آخر وہ عاجز ہو کر بیٹھ گئے پھر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اب تم جو کچھ کہو میں اپنے مالک الملک اور قادر علی الاطلاق کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہوں اس کی قدرت کو بھی دیکھو وہ اپنے خاص بندوں پر کتنا مہربان ہے۔ پھر جندع بن عمرو جوان کا بڑا سردار تھا سب نے اسی کو کہا کہ تم ہی جو چیز طلب کرنا چاہو طلب کرو جو یہ لا نہ سکے اور عاجز ہو جائے تب جندع نے حضرت علیہ السلام سے کہا کہ یہ پہاڑ جو عید گاہ کے سامنے ہے اس سے ایک اونٹنی ہمارے واسطے نکال اس کی پیشانی سیاہ ہو اور باقی سارا بدن سفید اور بال بڑے اور نرم ہوں اور دس ماہ کی حاملہ بھی پھر وہ ہمارے سامنے بچہ جنے اور وہ بچہ بھی اسی کی مانند ہو شکل اور رنگ میں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دربارہ اسلام کے بارے میں ان سے وعدہ لیا سب نے اقرار کیا کہ ہم ضرور ایمان لائیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام مسلمانوں کو پتھر کے پاس لے

قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً فَذَرُوۡهَا تَأۡكُلۡ فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۖ سورہ اعراف	بیشک آچکی تمہاری طرف یہ واضح دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ خدا کے نام پر چھوڑی ہوئی اونٹنی ہے تمہارے لئے ایک فیصلہ کن نشانی ہے پس اس کو کھلا چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں جہاں چاہے چرے چگے اس کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچاؤ ورنہ تم کو درد ناک عذاب آ پکڑے گا۔

اس ماجرے کو دیکھ کر سب لوگ ایک ہی آواز کر چکے کہ صالح علیہ السلام کا معبود بڑی قدرت رکھتا ہے اسی پر ایمان لانا چاہیئے ۔جندع بن عمرو مع چھ ہزار آدمیوں کے مشرف باسلام ہوا حضرت صالح علیہ السلام کے قدموں پر گرا اور گذشتہ تقصیروں سے نادم ہوا اور معافی چاہی لیکن دوسرے اپنے نفس اور کفر کی شامت سے انکار پر قائم رہے اور اپنے فرمان برداروں کو بھی سمجھانا شروع کیا وہ بدبخت حضرت صالح علیہ السلام کو جادوگر قرار دیکر پھر گئے ۔تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے خلاف عہد کیا اور مجھ پر ایمان نہیں لائے اب خدا کے عذاب سے تہارے لئے بچاؤ اسی میں ہے کہ تم اس اونٹنی کو اور اس کے بچے کو نہایت تعظیم سے اپنے ملک میں رکھوان کو کسی قسم کی تکلیف اور رنج نہ پہنچاؤ تمہارا بچاؤ اسی میں ہے جب تک یہ اونٹنی اور بچہ تم میں رہیں گے خدا کا عذاب تم پر نہ آئے گا اگر کسی قسم کی تکلیف ان کو پہنچائی تو پھر تم عذاب الہیٰ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وہ اونٹنی بڑے جسم والی تھی کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ثمود کے شہروں میں شہر حجر میں گیا تو اس اونٹنی کی جگہ کی مشہوری سنی کہ لوگ اس کی زیارت کو جاتے تھے جب میں بھی گیا تو میں نے اس اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ اپنے ہاتھ سے باپی تھی ساٹھ گز مدوّر تھی ۔بہر حال حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ خدا کی طرف سے ایک معجزہ کی اونٹنی ہے اس کو خدا کی زمین پر چرنے دو ورنہ تم کو جلدی عذاب پکڑ لے گا۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَةً	یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی کی اونٹنی ہے
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا	تمہارے لئے فیصلہ کن نشانی ہے پس
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ	اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین میں چرتی
عَذَابٌ قَرِیْبٌ ط	رہے اس کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچانا
سورہ ھود	ورنہ فوراً تم کو عذاب پکڑ لے گا۔

اور دوسرے مقام میں ارشاد ہے کہ ہم ایک اونٹنی جوان کے واسطے آزمائش اور امتحان ہے بھیج رہے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ ط	بیشک ہم بھیجنے والے ہیں ایک ناقہ کو
سورہ القمر	ان کے واسطے جو آزمائش ہوگی۔

وہ اونٹنی بڑے قد والی اور رعب دار تھی جس طرف وہ جاتی سب جانور اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے اور پانی پر جب جاتی سب پانی پی جاتی جب لوگ تنگ آ گئے تو حضرت صالح علیہ السلام نے باری مقرر کر دی کہ ایک دن یہ اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک دن تم اپنے جانوروں کو پلاؤ۔

جیسا کہ فرمان ربی ہے۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ	کہا یہ اونٹنی ہے اس کیلئے پانی پینے کی ایک
شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ط وَلَا	باری ہے اور تمہارے لئے بھی ایک دن مقرر
تَمَسُّوْهَا ط بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ	ہے اور نہ چھیڑو اس کو بُری طرح پس
عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ط	پکڑے گی تم آفت ایک بڑے دن کی۔

کیونکہ وہ اونٹنی ایسی حالت میں تھی کہ سب جانور اس سے ڈرتے کہ جس جنگل میں وہ چرتی تھی دوسرا جانور وہاں قدم نہیں رکھ سکتا تھا کہ جس تالاب یا کنویں اور ندی پر وہ جاتی سارا پانی پی لیتی تھی اور جس چراگاہ میں وہ چرتی وہاں گھاس کا نام ونشان نہ رہتا تھا اور شام کے وقت جب وہ واپس لوٹتی تھی تو شہر کے سب لوگ آ کر اپنے اپنے برتن دودھ سے بھر لیتے اور تمام شہر والوں کو اس کا دودھ کفایت کرتا تھا۔ جب کوئی مدت اسی طرح گذری تو جانوروں والے لوگ اس کے چرنے پھرنے سے تنگ آ گئے اس لئے حضرت صالح علیہ السلام نے اس کے چرنے اور پانی پینے کی باری مقرر

کر دی۔اس اقرار پر کوئی میعاد گذر گئی ایک دن اونٹنی پانی پیتی اور چرتی چگتی اور دوسرے دن اس کو صالح علیہ السلام باندھ دیتے لیکن شہر والے لوگ جو جانوروں کا شوق رکھتے تھے ان پر یہ بات مشکل گذرتی دل میں خیال تھا کہ کسی حیلہ سے یہ اونٹنی یہاں سے دور ہو جائے تا کہ ہمارے جانور فراغت سے چریں چگیں۔لیکن عہد کو توڑنے اور قول اقرار کے خلاف ہونے سے ڈرتے بھی تھے۔ان کے درمیان ایک نوجوان اسی قوم سے قدار بن سالف ماں باپ کو ایذا دینیوالا زبان دراز ظاہر ہوا وہ ایک فاحشہ عورت پر عاشق ہوا جس کا عشیرہ نام تھا خوبصورتی اور خوش اسلوبی لطیفہ گوئی اور نزاکت میں مشہور تھی اور اس کے آٹھ آدمی اور بھی گھر میں شراب نوشی اور اس کی لونڈیوں سے بدکاری کرتے تھے اور یہ اس کا عاشق قدّار بھی تھا ایک دن اقدّار نے اس عورت سے کہا کہ کب تک یہ آشنائی چوری چھپے رہے گی کھلا مجھ نکاح کرو کہ عمر پھر ہنسی خوشی سے گذاریں۔اس بدکار عورت نے کہا کہ اگر تیرا اس بات کا خیال ہے تو ایک فرمائش میری ہے اگر اس کو بجالائے تو میں اپنے مال ومتاع اور لونڈیوں کے ساتھ تیری فرمانبردار ہو جاؤں گی اور وہ فرمائش یہ ہے کہ اس اونٹنی کو جس نے مجھ کو اور تمام شہر والوں کو رنج اور بلا میں ڈالا ہے اور تمام جانوروں کو بھوک پیاس کے عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے کسی طرح ہو اس اونٹنی کو مار ڈال اور اس کی کونچیں کاٹ کہ ہم سب اس بلا سے نجات پائیں۔اس عورت کے اور لوگوں سے زیادہ جانور تھے اس کی زیادہ کوشش تھی کہ یہ اونٹنی دور ہو جائے اور اسی طرح ایک دوسری مال دار عورت نے اپنی بیٹی کی لالچ دے کر ایک نوجوان مصطح کو اونٹنی کے قتل پر آمادہ کیا۔غرض یہ ہے کہ اس قدّار نابکار اور مصطح نے اس ادنی اور خسیس کام کے واسطے ایسے بڑے گناہ کے کرنے کا اقرار کر لیا اور اس اونٹنی کے قتل کی تدبیر میں کوشاں ہوئے اپنے یاروں اور آشناؤں کو بھی اس کام میں اپنا رفیق بنایا۔پھر ایک دن ایک تنگ گلی میں جو اس اونٹنی کا آنے جانے کا راستہ تھا گھات میں بیٹھے اور اپنے یاروں کو بھی بٹھایا جس وقت وہ اونٹنی چراگاہ سے واپس لوٹی تو مصدع بن سلف جو اس عورت کا چچازاد بھائی بھی تھا اور وہ بھی اس عورت سے بدکاری کرتا تھا اس نے سب سے پہلے اس اونٹنی کی پیشانی پر تیر مارا پھر دوسرے ساتوں آدمی تلواریں کھینچ کر غل مچاتے ہوئے اونٹنی تک پہنچے لیکن وہ اونٹنی باوجود زخمی ہونے کے کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتی تھی جس طرف حملہ کرتی سب کو بھگا دیتی آخر قدّار ملعون نے اس کے پیچھے سے پہنچ کر تلوار اس کی کونچوں میں ماری پھر وہ اونٹنی زمین پر گر پڑی زمین پر گرتے ہی اس کے یار پہنچ گئے اور تلواروں سے اس کو پرزے پرزے کر دیا جیسا کہ پروردگار عالم جل جلالہ، کا ارشاد ہے۔

کَذَّبَتْ ثَمُوْ دُ بِطَغْوٰھَا — جھٹلایا ثمود نے اپنی سرکشی سے جب

اِذِنْ بُعَثَ اَشْقٰھَا — اٹھ کر کھڑا ہوا ان میں بدبخت یعنی قدّار۔

اس سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام نے کہہ دیا تھا کہ یہ معجزہ کی اونٹنی ہے اس کو عزت سے رکھو بُرے خیال سے نہ چھیڑو جیسا کہ فرمان ہے

فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَسُقْیٰھَا ط فَکَذَّبُوْہُ فَعَقَرُوْھَا فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ بِذَنْبِ ھِمْ فَسَوّٰاھَا وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا ط
سورہ الشمس

پس کہہ دیا تھا ان کو اللہ کے رسول نے کہ یہ اللہ کی طرف سے معجزے کی اونٹنی ہے اور اس کو چھوڑ دو کہ وہ خدا کی زمین میں چرتی رہے پس جھٹلایا پیغمبر کو پس اونٹنی کی کھوچیں کاٹیں الٹ مارا اُن پر زمانے کو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ کے سبب سے پس برابر کر دیا ان کو اور نہیں ڈرتا پروردگار ان کے انجام کار سے۔

اور سورہ قمر میں ارشاد ہے

فَنَادَوْ اصَاحِبَھُمْ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ ط
سورہ قمر

پکارا انھوں نے اپنے ساتھیوں کو پس پاؤں کاٹ ڈالے اونٹنی کے۔

اس بات کو سن کر سب شہر والے خوش ہو گئے اور اس کا گوشت سب شہر والے تقسیم کر کے اپنے اپنے گھروں کو لے گئے۔ پیچھے سے جب اس اونٹنی کا بچہ آیا تو وہ اپنی ماں کی حالت دیکھ کر بھاگا اور اسی پہاڑ پر جا چڑھا جہاں سے اونٹنی پیدا ہوئی تھی۔ یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو پہنچی تو افسوس کرتے ہوتے باہر نکلے اور شہر والوں کو فرمایا کہ تم نے خدا کے عذاب کو اپنے واسطے منگوایا ہے اب بھی بچاؤ کی ایک صورت ہے کہ میرے ساتھ چلو اور اونٹنی کے بچے کو اپنے شہر واپس لاؤ اور اس کو خوش رکھو تا کہ تم کو پروردگار عالم عذاب سے بچائے۔ قدّار نابکار اور دوسرے کافروں نے اس بات کو نہ مانا

اوراس کی حقیقت کوبھی نہ جانا۔ پھر حضرت صالح علیہ السلام مع اور مسلمانوں کے اونٹنی کے بچے کولانے کے لئے پہاڑ پر گئے جب اونٹنی کے بچے نے حضرت صالحؑ کو دیکھا تو تین دفعہ آواز نکالی تو وہ پتھر پھٹ گیا۔ پھر حضرت صالح علیہ السلام افسوس کرتے ہوئے واپس آئے لوگوں سے آ کر کہا کہ تم نے اپنے لئے خرابی اپنے ہاتھوں سے پیدا کی اس اونٹنی کے بچے کے تین آواز نکالنے کی یہ تعبیر ہے کہ تم کو تین دن کی مہلت ہے خدا کے عذاب سے پہلے دن تمہارے منہ زرد ہو جائیں گے اور دوسرے دن سرخ ہو جائیں گے اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ بدھ کے دن اونٹنی ماری تھی اور جمعرات کو صبح لوگ بیدار ہوئے تو سب کافروں کے منہ زرد تھے۔ پھر سب کو یقین ہوا کہ حضرت صالحؑ سچ کہتے تھے۔ اس شہر میں نو آدمی تھے جو بڑے فسادی تھے جن کے بارے میں پروردگار عالم جل جلالہ، نے خبر دی ہے۔ ارشاد ہے۔

وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ	اوراس شہر میں نو آدمی تھے جو خرابی کرتے ملک
رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ	میں اور اصلاح نہ کرتے تھے وہ بولے کہ آپس
وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْ	میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم
بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ	اس پر یعنی صالحؑ پر اور اس کے
لِوَلِيِّهٖ	
مَاشَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا	گھر پر پھر کہہ دیں گے اس کے دعویٰ کرنے
لَصٰدِقُوْنَ ۝	والوں کو کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ کس نے تباہ کیا
سورہ نمل رکوع ۴	اس کا گھر اور بے شک ہم سچ کہتے ہیں۔

یہ نو آدمی ان کے رؤسا اور سردار تھے اور بڑے فسادی بھی تھے ان ہی کے مشورے سے اونٹنی کو مارا تھا ان بد بختوں کے نام یہ ہیں۔ رعی۔ رعم۔ ہرم۔ ہریم۔ داب۔ صواب۔ مصطع۔ قذار۔ اور ایک نام معلوم نہیں۔ پکے وعدے کر کے گئے کہ رات میں چپ چاپ حضرت صالحؑ اور ان کے بال بچوں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کے ورثاء اور قوم سے کہہ دیں گے کہ ہم کو کیا خبر ہے اگر صالحؑ نبی ہے تو ہمارے ہاتھ نہ لگے ورنہ اس کو بھی اونٹنی کے ساتھ سلا دیں گے اس ارادے سے نکلے ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک فرشتے نے پتھر سے ان سب کے دماغ پاش پاش کر دیئے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ کافی وقت گذر گیا وہ واپس نہ آئے وہ ان کی خبر لینے کو آئے دیکھا کہ سب کے سر پھٹے ہوئے اور بھیجے نکلے ہوئے پڑے ہیں۔ انھوں نے حضرت صالحؑ پر مار ڈالنے کا الزام لگایا۔ لیکن حضرت صالحؑ پر مار ڈالنے کا الزام لگایا ۔ لیکن حضرت صالحؑ نے فرمایا دیا تھا کہ تین دن مزے اڑالو پھر خدا کا سچا عذاب آ جائے گا۔ یہ سن کر کہتے کہ یہ اتنی مدت

بتاتا ہے چلو ہم آج ہی اس سے فارغ ہو جائیں ۔جس پتھر سے اونٹنی نکلی تھی اسی پہاڑ پر حضرت صالح علیہ السلام کی مسجد تھی جہاں آپ نماز پڑھتے تھے انھوں نے مشورہ کیا کہ جب حضرت صالحؑ نماز پڑھنے کو آئیں گے تو اسی وقت راستے میں اس کا کام پورا کرو۔

جب وہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو دیکھا کہ اوپر سے ایک چٹان لڑھکتی آرہی ہے وہ اپنی جان بچانے کے واسطے ایک غار میں گھس گئے چٹان نے آکر اس غار کا منہ بند کر دیا اور وہ اندر ہی ہلاک ہو گئے ۔انھوں نے حضرت صالحؑ کو خفیہ تدبیر سے قتل کرنا چاہا تو خدا نے ان کو پوشیدہ غار میں ہلاک کر دیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَمَكَرُوْ مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْراً	انھوں نے ایک خفیہ تدبیر بنائی صالحؑ کے قتل
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ؕ	کی اور ہم نے بھی ایک خفیہ تدبیر بنائی ان کے
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ	قتل کی اور وہ نہ سمجھے پھر دیکھو ہماری تدبیر کو کہ
مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَا هُمْ وَقَوْمِهُمْ	ہلاک کرڈالا ہم نے سب کو۔(ابن کثیر)
اَجْمَعِيْنَ ؕ	

قدّار اور اس کے آٹھ یار سب سے پہلے خَرِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ
دونوں جہاں کے خسارے میں آگئے ۔باقی لوگ دوسرے دن جب صبح کو اٹھے تو سب کے منہ سرخ تھے۔جب قدّار وغیرہ کے وارثوں نے ان کی لاشیں دیکھیں تو سب شہر والے حضرت صالح علیہ السلام کے گھر پر چڑھ آئے اور آپ کے گھر کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم نے اونٹنی کے عوض میں ہمارے نو آدمیوں کو مار ڈالا اب ہم ان کے بدلے تم کو اور سب گھر والوں کو مار ڈالیں گے ۔حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ان لوگوں کو مارنے نہیں گئے تھے بلکہ یہ خود ہمارے گھر پر چڑھ کر آئے تھے تو پروردگار عالم نے غیب سے ان کو سزا دی ہے یہ اسی گفتگو میں تھے کہ جندع بن عمرو جو مشرف باسلام ہوا تھا اپنی فوج لے کر حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آئے اور کافروں سے مقابلہ کیا آخر چند آدمیوں نے درمیان میں آکر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت صالحؑ شہر سے باہر چلے جائیں ۔حضرت صالحؑ نے اس بات کو غنیمت جانا کیونکہ کافروں پر عذاب آنے والا تھا جندع بن عمرو اور دیگر مسلمانوں کو ساتھ لیکر شہر سے باہر چلے گئے ۔تیسرا دن جو ہفتے کا دن تھا صبح کو جب شہر کے لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو سب کے منہ کالے تھے۔اس دن سب نہایت غم میں مبتلا رہے کہ کیا ہوگا۔آخر انھوں نے یہ بات سوچی کہ اپنے سنگین مکانات خالی کریں جب خدا کا عذاب آئے گا تو ان مکانوں میں پناہ لیں گے جو پہاڑ تراش کر بنائے گئے تھے ۔یعنی خدا کے عذاب سے ان مظبوط مکانوں میں چھپ جائیں گے ان

میں کوئی دہشت وغیرہ نہ ہوگی۔حاصل کلام یہ ہے کہ اسی دن کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام بموجب حکم پروردگار عالم جل جلالہ،آسمان اور زمین کے درمیان ایک دہشت ناک صورت میں ظاہر ہوئے اور ایک ایسی سخت آواز کی کہ اس کے سبب پہاڑ جنبش میں آگئے اور تند ہوا آندھی کے طور سے چلنا شروع ہوگئی سب شہر والے دہشت کھا کر ان سنگین مکانوں میں گھس گئے۔پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک اس سے بھی سخت آواز کی اس کے سبب سے سب شہر والے اوندھے ہوکر اپنے اپنے زانوؤں پر گر پڑے ان کے پتے پھٹ گئے وہ سب جہنم رسیدہ ہوگئے۔حضرت صالح علیہ السلام نے جب یہ خبر سنی تو مسلمانوں سے فرمایا کہ یہ شہر غضب الٰہی نازل ہونے کی جگہ ہے یہاں رہنا مناسب نہیں ہے اب مکہ مکرمہ حرم شریف کا احرام باندھو اور وہاں چل کر رہیں گے چنانچہ سب نے حضرت صالح کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور مکہ مکرمہ چلے گئے اور نجات دارین حاصل کی۔(روضۃ الاصفیائ)

قوم ثمود کے ہر آدمی کی اسی حالت میں ہلاک کر دیا جس حالت میں وہ تھا۔قرآن کریم نے اس ہلاکت کوئی آوازوں میں بیان فرمایا ہے کسی مقام پر صَاعِقَۃَ کڑک دار بجلی اور کسی جگہ رَجۡفَۃ زلزلہ ڈالنے والی شئی اور کسی جگہ طَاغِیَۃَ دہشت ناک اور کہیں صَیۡحَہَ چیخ فرمایا۔اس لئے یہ تمام تعبیرات ایک ہی حقیقت کے مختلف اوصاف کے اعتبار سے کی گئی ہیں۔

ثمودیوں کی ہلاکت تین طرح سے ہوئی ایک تو نو آدمی جو حضرت صالح علیہ السلام نے قتل کے واسطے گئے تھے فرشتوں نے ان کے سر پتھروں سے پھوڑ دیئے اور وہ ہلاک ہوگئے۔اور جو لوگ ان کی خبر گیری کے لئے گئے اور پھر انھوں نے حضرت صالح کو قتل کرنے کی کوشش کی تو غار میں دب کر ہلاک ہوگئے۔باقیہ لوگ فرشتے کی چیخ سے ہلاک ہو گئے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

قیام اور وفات

جب قوم ثمود ہلاک ہوگئی تو بعض کے نزدیک فلسطین میں آکر حضرت صالح علیہ السلام بمع مسلمانوں کے آباد ہوئے۔اس لئے کہ حجر کے قریب سرسبز اور شاداب اور مویشیوں کے پانی اور چارہ کے واسطے یہی بہترین علاقہ تھا۔کسی کے نزدیک فلسطین کے علاقہ رملہ میں آباد ہوئے تفسیر خازن نے اس کو اختیار کیا ہے اور بعض کے بزدیک حضرموت میں آباد ہوئے کیونکہ ان کا اصل وطن یہی تھا اور یہ احقاف ہی کا ایک حصّہ ہے اور وہاں ایک قبر کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت صالح کی قبر ہے اور بعض کے نزدیک وہیں آباد ہوئے جہاں رہتے تھے اور بعض کے نزدیک قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد مکہ مکرمہ چلے آئے اور وہیں مقیم ہوئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کی قبر مبارک کعبہ کی غربی جانب حرم

شریف میں ہے۔

سیّد آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو راجح سمجھتے ہیں اور انھوں نے اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ مسلمان نجات پانے والے ایک سوبیس ۱۲۰ تھے اور ہلاک ہونے والے کافر ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ تھے۔ (قصص القرآن)

حدیث شریف جو مسند امام احمدؒ وغیرہ معتبر کتابوں میں پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کچھ تم کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بدبخت پہلی امتوں کا اور اس امت کا کون ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی امتوں کا ایک سرخ رنگ ثمود کی قوم سے تھا یعنی قدار بن سالف کہ اس نے حق تعالیٰ کی اونٹنی کی کھونچیں کاٹیں اور اس امت کا بدبخت وہ آدمی ہے جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری ڈاڑھی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا۔ (تفسیر فتح العزیز)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آپ ﷺ کا گذر حجر پر ہوا تو صحابہؓ نے ثمود کے کنویں سے پانی بھر لیا اور گوندھ کر روٹیاں تیار کرنے لگے جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو پانی
گرا دینے اور ارشاد فرمایا کہ یہ فرمایا کہ یہ وہ بستی ہے جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔ یہاں نہ قیام کرو اور نہ یہاں کی اشیاء سے فائدہ اٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تم اس حجر کی بستیوں میں خدا سے ڈرتے ہوئے اور عجز و زادی کرتے اور روتے ہوئے داخل ہوا کرو ورنہ داخل ہی نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اپنی غفلت کی وجہ سے عذاب کی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ (قصص القرآن)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ثمود کا ایک آدمی بھی نہیں بچا مگر ایک آدمی جس کا ابو رعال نام تھا وہ کسی کام کے واسطے مکہ مکرمہ گیا ہوا تھا جب تک حرم شریف میں تھا اس وقت تک عذاب الٰہی سے [illegible]ظ رہا جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہو اطائف کی طرف چلا تو اسی عذاب میں گرفتار ہوا جس میں پوری قوم گرفتار ہوئی تھی وہیں ہلاک ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی مہم پر جاتے وقت جب اس کی قبر کے پاس پہنچے تو اس کی قبر کو لوگ سنگسار کرتے تھے جو کوئی اس راستے پر جاتا پتھر مارتا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا جانتے ہو یہ کس کی قبر ہے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ تب آپ ﷺ نے ثمود کا مفصّل قصہ بیان فرمایا اور یہ بھی بیان فرمایا کہ میری سچائی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے پاس ایک سونے کی چھڑی تھی وہ بھی اس کے ساتھ دفن ہے۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ بات سنی تو سب دوڑے اس کی قبر تلواروں سے کھودی اور وہ سونے کی چھڑی نکال لائے اور پھر اس کی قبر کو اسی طرح بند کر دیا۔ بحمد اللہ

حضرت صالح علیہ السلام کا قصّہ مکمل ہو چکا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

ڑڑڑڑز

☆

اور صالحؑ کے ثمودی یار تھے ایک نے سچا نہیں جانا اُسے
زور میں اپنے وہ اندھے ہو گئے نخل کے مانند اوندھے گر پڑے
مر گیا سوراخ دار وپار ہے

یہ ستم کفار نے صالحؑ پر کیا مار ڈالی ناقۃ اللہ بے خطا
اپنے بدکردار کی پائی سزا چیخ جبرئیل نے ماری جو آ
جس کو دیکھو دم بخود مردار ہے

ڑڑڑڑز

حضرت ابراہیم علیہ السلام

آپ کا نسب نامہ

تفسیر حقانی میں اس طرح مذکور ہے کہ ابراہیم ۱۔ خلیل اللہ بن تارخ جن کو آزر ۲۔ بھی کہتے ہیں بن ناخور ۳۔ جن کو سروج بھی کہتے ہیں بن رعو ۴۔ بن فلجم ۵۔ جن کو تاتع بھی کہتے ہیں بن عابر ۶۔ بن شالح ۷۔ بن قینان ۸۔ ارفخشذ ۹۔ بن سام ۱۰۔ بن نوح علیہ السلام ۱۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام قصبہ ہواز میں پیدا ہوئے۔ جو عراق میں ہے اور بعض کے جز دیک بابل میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابرہیمؑ شہر بابل یا اس کے اطراف میں رہتے تھے جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جو بغداد سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں طوفان نوح علیہ السلام سے پہلے غالباً بنی آدم کی آبادی سے ملک آرمینیاؔ عراقؔ اور ایرانؔ اور شام وغیرہ آباد تھے۔ یہیں سے پھر تمام ملکوں میں بنی آدم پھیلتے گئے۔ ابراہیم علیہ کے والد کا نام تارخ ہے آزر لقب ہے یا چچا کا نام ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بت پرستی کا از حد زور اور رواج تھا اسی لئے بابل اور نینوے کے بعض مقامات کو با اجازت سلطان روم کُھدایا تھا تو سنگ مرمر کے عجیب وغریب تراشے ہوئے بت مختلف صورتوں کے برآمد ہوئے جو بطور نمائش وہاں رکھے گئے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

آپؑ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل سورتوں میں آتا ہے۔

۱۔	پارہ ۱	سورہ بقرہ	رکوع ۱۵۔۱۶
۲۔	پارہ ۳	سورہ بقرہ	رکوع ۳۵
۳۔	پارہ ۳	سورہ آل عمران	رکوع ۴
۴۔	پارہ ۳	سورہ آل عمران	رکوع ۷۔۹
۵۔	پارہ ۵	سورہ نساء	رکوع ۸۔۱۸
۶۔	پارہ ۶	سورہ نساء	رکوع ۲۳
۷۔	پارہ ۷	سورہ انعام	رکوع ۹۔۱۰
۸۔	پارہ ۸	سورہ انعام	رکوع ۲۰
۹۔	پارہ ۱۰	سورہ توبہ	رکوع ۹

۱۰۔ پارہ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۴

۱۱۔ پارہ۱۲ سورہ ہود رکوع ۷

۱۲۔ پارہ۱۲ سورہ یوسف رکوع ۱۔۵

۱۳۔ پارہ۱۳ سورہ ابراہیم رکوع ۶

۱۴۔ پارہ۱۴ سورہ الحجر رکوع ۳

۱۵۔ پارہ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۶

۱۶۔ پارہ۱۶ سورہ مریم رکوع ۳

۱۷۔ پارہ۱۷ سورہ الانبیاء رکوع ۵

۱۸۔ پارہ۱۷ سورہ الحج رکوع ۴

۱۹۔ پارہ۱۹ سورہ الشعراء رکوع ۵

۲۰۔ پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت رکوع ۲۔۳

۲۱۔ پارہ۲۱ سورہ احزاب رکوع ۱

۲۲۔ پارہ ۲۳ سورہ الصّٰفّٰت رکوع ۳

۲۳۔ پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع ۴

۲۴۔ پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۲

۲۵۔ پارہ۲۵ سورہ زخرف رکوع ۲

۲۶۔ پارہ۲۵ سورہ الزاریات رکوع ۲

۲۷۔ پارہ ۲۶ سورہ الحدید رکوع ۴

۲۸۔ پارہ ۲۸ سورہ الممتحنہ رکوع ۱

۳۰۔ پارہ ۳۰ سورہ اعلیٰ

پیدائش

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نمرود بن کنعان بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے کہ اس کی روشنی سے آفتاب اور مہتاب بے نور ہو گئے ہیں۔ نمرود نے خوف زدہ ہو کر کاہنوں سے دریافت کیا تو

کاہنوں نے جواب میں کہا کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے کہ جس کے ہاتھوں تیرا تاراج تخت ہوگا۔ نمرود نے پھر حکم دیا کہ اس سال میری مملکت میں جتنے لڑکے پیدا ہوں قتل کر دیئے جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے جب یہ ماجرہ سنا تو تولد کے وقت باہر ایک غار میں چلی گئیں وہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ جس وقت حضرت ابراہیمؑ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے گئے تو وہ خبر بھی کاہنوں نے نمرود کو بتادی تھی۔ بہرحال آپؑ کی پیدائش کے بعد والدہ روزانہ دودھ پلانے کے لیءجائیں۔ ایک دفعہ کیا دیکھتی ہے کہ آپ اپنی سر انگشت چوس رہے ہیں قدرت آپ کی پرورش کر رہی ہے۔ آپ ہفتہ میں اتنے بڑے ہوئے کہ ایک ماہ کے نظر آتے اور ماہ میں اتنے نظر آنے لگے جتنا سال کا بچہ ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام ہمیشہ معصوم رہتے ہیں جب ہوشیار ہو گئے تو ایک دن اپنی والدہ سے دریافت کیا میرا رب کون ہے والدہ نے کہا میں ہوں کیونکہ رب پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں پھر دریافت کیا کہ تمہارا رب کون ہے۔ والدہ نے جواب دیا کہ میرا رب تیرا باپ ہے فرمایا ان کا رب کون ہے والدہ نے کہا کہ نمرود بادشاہ ہے پھر حضرت ابراہیمؑ نے دریافت کیا کہ نمرود کا رب کون ہے والدہ نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ والدہ نے جا کر حضرت ابراہیمؑ کے والد کو کہا کہ جس لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند نظر آتا ہے جو ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے شروع ہی سے توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع کیا۔ جب اس غار سے شب کے وقت نکلے تو ستارہ زہرا یا مشتری کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے اور چاند پرست اور سورج پرست سب پر حجت اس طرح قائم کی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰكَوۡكَبًا
قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ؕ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ
اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ ؕ فَلَمَّاۤ رَاَالۡقَمَرَ
بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ ج فَلَمَّاۤ اَفَلَ
قَالَ لَئِنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِیۡ رَبِّیۡ لَاَكُوۡنَنَّ
مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ ؕ فَلَمَّا رَءَ
لشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیۡ
هٰذَاۤ اَكۡبَرُ ؕ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ
اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ ؕ اِنِّیۡ
وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا ؕ وَّمَاۤ
اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ؕ

سورہ انعام

جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو
انھوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے
فرمایا یہ میرا رب ہے جب غروب ہوا تو
آپ نے فرمایا میں غروب ہونے والوں
کو دوست نہیں رکھتا۔ پس جب چاند
چمکتا ہوا نکلا تو ابراہیمؑ نے کہا یہ میرا رب
ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اگر
میرے رب نے مجھے راہ نہ دکھائی ہوتی
تو میں ضرور اسی گروہ میں ہوتا ہو اراہ
راست سے بھٹک جاتا پھر صبح ہوئی اور
سورج چمکتا ہوا طلوع ہوا تو ابراہیمؑ نے
کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے
لیکن جب شام کو وہ بھی غروب ہو گیا تو
ابراہیمؑ نے کہا اے میری قوم تم جو کچھ خدا
کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو میں اس
سے بیزار
ہوں میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر
صرف اسی ہستی کی طرف اپنا رخ کر لیا
ہے جو آسمان اور زمین کو بنانیوالی ہے اور
جس کے حکم اور قانون پر تمام زمین اور
آسمان کی مخلوقات چل رہی ہے اور میں
ان میں سے نہیں ہوں جو اس کے ساتھ
شریک ٹھہرانے والے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ جلیل القدر پیغمبر ہیں اس لئے ان کی تبلیغ بھی ایسے امتیاز سے تھی کہ ربوبیت صرف اللہ کو زیبا ہے جو رب العٰلمین اور ارضی اور سماوی سفلی وعلوی کل کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ بہرحال ابراہیم علیہ السلام کا بت پرستی پر لعنت اور پوجتے والوں سے جھگڑا تکرار ان سب حالات سے نمرود باخبر ہوا تو ابراہیمؑ کو اپنی عدالت میں بلایا۔ حضرت ابراہیمؑ بے خوف ہوکر نمرود کے پاس گئے۔ لوگ جب نمرود کے پاس حاضر ہوئے تو اس کو سجدہ کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ سجدہ کیا نہ سر جھکایا تو نمرود نے نہایت غصّے سے حضرت ابراہیمؑ کو کہا کہ تو نے مجھے سجدہ کیوں نہ کیا حضرت ابراہیمؑ نے بے خوف ہوکر کہا کہ میں بغیر پروردگار عالم کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ نمرود نے کہا کہ تیرے پروردگار کی کیا تعریف ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرا پروردگار مارنے جلانے کا مختار ہے نمرود نے کہا کہ میں بھی مارتا جلاتا ہوں نمرود نے دو قیدیوں کو جو واجب القتل تھے قید خانہ سے بلایا اور ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ایک کو میں نے مار ڈالا اور دوسرا بھی واجب القتل تھا اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ ؕ پارہ ۳ سورہ بقرہ	کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جس نے جھگڑا کیا ابراہیمؑ کے ساتھ اس کے رب کے بارے میں یہ کہ دی اس کو اللہ نے سلطنت۔ جب کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب مارتا ہے اور جلاتا ہے کہا نمرود نے کہ میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب تو دراصل یہ نہ تھا لیکن وہ بے وقوف تھا۔ آپؑ نے سمجھا یہ بالائق کند ذہن ہے پھر آپؑ نے اس کے سامنے ایسی دلیل پیش کر دی جس کا اس سے کوئی ٹوٹا پھوٹا جواب بھی نہ ہوسکا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا میرا پروردگار روزانہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اگر تیرا تصرّف ہے تو مغرب سے سورج کو طلوع کر کے دکھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ اِبْرَاھِیْمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَأْ تِیْ	کہ ابراہیمؑ نے پس اللہ تعالیٰ لاتا ہے
بِاالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ	سورج کو مشرق سے پس لے آ تو اس کو
بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ ط فَبُھِتَ الَّذِیْ	مغرب سے ۔پس حیران ہو گیا وہ
کَفَرَ ط	آدمی جو کافر تھا۔

اس سوال کا نمرود سے کسی قسم کا جواب نہ ہو سکا۔ اکثر لوگ اس معاملے کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

پرندوں کا زندہ ہونا

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کا نمرود سے مقابلہ ہوا تھا کہ میرا رب سورج کو روزانہ مشرق سے طلوع کرتا ہے اور تو مغرب سے طلوع کر کے دکھا اور میرا رب زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے تو نمرود نے کہا تھا کہ کیا تو نے کسی کو اپنی آنکھوں سے زندہ ہوتے دیکھا ہے۔ تو ابراہیمؑ نے خدا کی جناب عرض کی کہ مجھے دکھا تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے جیسا کہ فرمان ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ	اور جب کہا ابراہیمؑ نے کہ اے
کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ	میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں
تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ	کو کیسے زندہ کرتا ہے ۔فرمایا کیا تجھے
قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ	یقین نہیں کہ میں مردوں کو زندہ کرتا
فَصُرْھُنَّ	ہوں۔عرض

اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡہُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُہُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ؕ

پارہ ۳ سورہ بقرہ رکوع ۳۵

کیا یقین تو ہے لیکن میرے دل کو تسکین ہو جائے فرمایا پس پکڑ چار پرندے پس عادت ڈال اپنے ان کی پھر اوپر ہر پہاڑ کے ان کے ٹکڑے رکھ پھر ان کو بلا آئیں گے تیری طرف دوڑتے ہوئے اور جان طرف دوڑتے ہوئے اور جان کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

اسی طرح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے ان کو ذبح کیا اور سر اپنے پاس رکھے باقی ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بالکل قیمہ کر دیا۔ پھر ان کو چار یا سات پہاڑوں پر رکھ دیا جس پرندے کا سر پکڑ کر بلاتے فوراً سب پہاڑوں سے اس کے اجزا اڑ کر پرندہ بن جاتے اور اپنے سر سے لگ کر پرندہ زندہ ہو جاتا۔ اگر دوسرے پرندے کا سر اس پرندے کے سامنے کیا جاتا تو وہ پرندہ اس سر کے ساتھ نہ لگتا تھا۔

اس سوال میں ابراہیمؑ نے علم الیقین سے عین الیقین حاصل کیا۔ پرندوں کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ کلنگ مور کبوتر اور مرغ تھے اور کسی نے کہا کہ کبوتر اور مور اور مرغ اور کوّا تھے اور کسی نے مرغابی سیمرغ کا بچہ مرغ اور مور کہا ہے۔ عادت ڈالنے سے مراد یہ تھی کہ جب کسی پرندے کو بلاؤ تو وہ فوراً آ جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اسی واسطے ریزہ ریزہ کرنے کے بعد بھی جس پرندے کا سر پکڑ کر اس کو بلایا تو اس کے اجزا بکھر کر اڑتے ہوئے اپنے سر کے ساتھ آ ملتے۔ (ابن کثیر)

پھر ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ یہ کیا مورتیں ہیں کہ جن کی تم بندگی کرتے ہو اور رات دن ان کو سجدے کرتے رہتے ہو۔ باپ نے کہا یہ ہمارے خدا ہیں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ نہ ان کے کان ہیں آنکھیں ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان باپ نے کہا تو ہمارے خداؤں سے بیزار ہے البتہ سنگسار کیا جائے گا تجھے جیسا کہ فرمان ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۚ اِذْقَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاهٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۚ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ۚ

سورہ الانبیاء

اور بلا شک ہم نے ابراہیمؑ کو اوّل ہی سے رشد وہدایت عطا کی تھی اور اس کے معاملے کے جاننے والے تھے جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لئے بیٹھے ہو ۔کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے پایا ہے۔

ان کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

قال لقد کنتم انتم و ابائکم فی ظلل مبین

سورہ النبیاء

ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بیشک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہو۔

کہنے لگے کہ تو سچی بات کرتا ہے یا مذاق کرنے والوں سے ہے۔ابراہیمؑ نے فرمایا کہ یہ بت تمہارے رب نہیں بلکہ تمہارا رب زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے جس نے پیدا کیا ہے اور اس میں اسی بات کا قائل ہوں جیسا کہ فرمان ہے ۔

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۚ

سورہ الانبیاء پارہ ۱۷ رکوع ۵

بلکہ تمہارا رب اللہ ہے آسمانوں اور زمینوں کو جس نے پیدا کیا ہے۔میں تو اس بات کا گواہ اور قائل ہوں۔

پھر تمہارے معبود کسی ادنیٰ چیز کے بھی خالق نہیں اور نہ ہی مالک ہیں پھر یہ معبود اور مسجود کیسے ہو سکتے ہیں خدا کی قسم میں ان سے برا سلوک کروں گا۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۚ

قسم ہے اللہ کی البتہ میں برا سلوک کروں گا تمہارے بتوں سے پیچھے اس کے کہ پھر جاؤ تم پیٹھ پھیر کر۔

اور ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تم بتوں کو سجدہ کرتے ہو میں تجھے اور تمہاری قوم کو گمراہی میں دیکھتا ہوں تم صریح گمراہی میں ہو۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِذْقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَ بِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْ اَرٰکَ وَ قَوْمَکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کیا تو بناتا ہے بتوں کو خدا میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

اور ایسے واقعات اس لئے تھے کہ پروردگار علم جل جلالہ، نے آپ کو زمین و آسمان کی سلطنت کا مشاہدہ کرایا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ کَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ

اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت کا مشاہدہ کرا دیا اور تا کہ وہ یقین کرنے والوں سے ہو جائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ اور ماں کا نام شافی تھا آزر ایک بت کا نام تھا ابراہیمؑ کے باپ اس بت کے خادم اور پجاری تھے اس لئے یہی نام ان پر غالب آ گیا۔ اور آزر ٹیڑھے کو بھی کہتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے خدا کی توحید کے مقابلے میں اپنے باپ کو اس کلمہ سے پکارا ہو۔

ابن جریرؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیمؑ کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور ابراہیمؑ سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش عظیم تک پہنچی اور ساتوں زمینیں ان کے واسطے کھل گئیں اور وہ زمین کی اندر کی چیزیں دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ انسانوں کے گناہ بھی دیکھ کر بددعا کرنے لگے تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ میں تم سے زیادہ اپنے بندوں پر کریم ہوں شاید یہ توبہ کر کے ہماری طرف رجوع کریں۔ پھر ابراہیمؑ پر وہ مشاہدہ بند ہو گیا۔ (ابن کثیر)

پروردگار عالم نے ہر قسم کی دلیلیں ابراہیمؑ کو بتا دی تھیں تا کہ ابراہیمؑ کی شان اور بیان بلند رہے اور ہر مرحلے میں کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَتِلۡکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیۡنٰهَآ اِبۡرٰهِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِهٖ ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ؕ	اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی ہم جس کو چاہتے ہین اس کا درجہ بلند کر دیا کرتے ہیں۔ بیشک تیرا رب دانا ہے جاننے والا ہے۔

ہر دفعہ ابراہیم علیہ السلام سے قوم کا جھگڑا ہی رہا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے

وَحَاجَّهٗ قَوۡمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوۡنِّیۡ فِی اللّٰهِ	اور ابراہیمؑ کی قوم نے اس سے جھگڑنا شروع کیا۔ ابراہیمؑ نے کہا کیا جھگڑتے ہو تم میرے ساتھ اللہ کے بارے میں۔

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ ذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ط اِنَّهٗ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ط اِذْقَالَ لِاَبِيْهِ
يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا
يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْئًا ط
يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَآءَنِىْ مِنَ الْعِلْمِ
مَالَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِىْٓ اَهْدِكَ
صِرَاطًا سَوِيًّا ط يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطٰنَ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ط يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ
اَخَافُ اَنْ يَّمَتَكَ عَذَابٌ مِّنَ
الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطَانِ
وَلِيًّا ط

اور یاد کر کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب کہا اس نے اپنے باپ کو کہ اے ابا جان کیوں ایسی چیز کی پوجا کرتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہے ۔اے میرے ابا جان یقینا آیا ہے میرے پاس علم جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ میری تابعداری کرو میں سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے ابّا جان شیطان کی فرمانبرداری نہ کریں بیشک شیطان خدا کا نافرمان ہے اے میرے ابا جان بے شک میں ڈرتا ہوں کہ پہنچے آپ کو خدا کی طرف سے عذاب پس ہو جائیں آپ شیطان کے دوست۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایسی نرم وصیت کا بھی باپ پر کچھ اثر نہ ہوا اور جواب میں کہا کہ اے ابراہیمؑ تو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِىْ
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ط لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَ
رْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ط

کہا باپ نے کیا تو میرے معبودوں سے پھیرتا ہے اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا اور چھوڑ دے مجھ کو کچھ مدت تک۔

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم اور والد کو ہر طرح سے سمجھایا۔

جب ان کے ایک بڑے میلے کا وقت آ گیا تو باپ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ کل ہماری عید ہے جنگل میں

میلہ لگے گا ہم نفیس کھانے لگا کر بتوں کے پاس رکھیں گے اور میلہ سے واپسی پر آ کر تبرکاً کھائیں گے تم بھی ہمارے بتوں کی سجاوٹ دیکھنا۔ جب یہ سب کچھ تم دیکھ لوگے تو پھر ہم ان کی پرستش سے نہ روکو گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے چونکہ ایک وقت یہ بات کہی تھی کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ سمجھوں گا پھر اس تاک میں تھے کہ کبھی بتخانہ میں موقع پا کر اپنی بات کو پوری کر کے ان پر پوری حجت قائم کروں یہ اصل موقع تھا جس کا ابراہیم علیہ السلام کو انتظار تھا۔ حضرت ابراہیم نے میلہ میں جانے سے اس طرح اپنے آپ کو بچایا کہ جیسا کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر نجوم کے موقع کو دیکھا کرتے ہیں ۔ابراہیمؑ نے بھی ستاروں کی طرف دیکھا جیسا کہ فرمان ربی ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۙ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۙ — پس ابراہیمؑ نے ایک نظر ستاروں کی طرف کی۔ پس فرمایا میں بیمار ہوں۔

اصل میں یہ جھوٹ بھی نہیں کیونکہ دل میں اس کفر کے مٹانے کا غم تھا لیکن قوم کے لوگ متعدی بیماری سے ڈرتے تھے انھوں نے سمجھا کہ ابراہیمؑ کسی متعدی بیماری میں مبتلا ہونے والا ہے یعنی ایک دوسرے کو لگنے والی بیماری ۔پھر ان کو مجبور نہ کیا جیسا کہ فرمان ہے۔

بتوں کا توڑنا

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۙ — پس پھر گئے پیٹھ دے کر۔

اوران کے ساتھ نہ گئے واپس آ گئے پھر ابراہیمؑ بڑے بت خانہ میں گئے ایک کلہاڑا لیکر توڑنا شروع کر دیا۔

فَرَاغَ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۙ — پس ان کے بتوں کے پاس چھپ کر چلے گئے پس فرمایا یہ اعلیٰ قسم کی چیزیں ہیں کیوں نہیں دکھاتے۔

سورہ الصّٰفّٰت

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۙ — کیا ہے تم کو کیوں نہیں بولتے۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًاۢ بِالْيَمِيْنِ ۙ — چپکے سے مارنا شروع کیا دائین ہاتھ سے۔

کلہاڑے سے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے چھوٹے بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے کلہاڑا بڑے بت کے کاندھے پر رکھ دیا۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بت خانہ بہت وسیع اور مزیّن تھا۔ دروازے کے متصل ایک بڑا بت تھا اورا س کے اردگرد اس سے چھوٹے بت تھے پھر ان سے آگے اور چھوٹے تھے اسی طرح تمام بت خانہ بھرا ہوا تھا۔ اور قسم

قسم کے مختلف کھانے اپنے اپنے اعتقاد کے موافق رکھے تھے کہ یہاں رکھنے سے متبرک ہو جائیں گے واپسی پر تبرکاً کا کھانا لیا جائیگا۔ان بتوں کو ابراہیم علیہ السلام نے پوری قوت کے ساتھ مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیا اور بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ اسی پرندکمانی آ جائے چنانچہ سورہ انبیاء میں ارشاد ہے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ
لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ؕ

سورہ انبیاء ۳ ئی پارہ ۱۷

پس ان کو چورہ چورہ کر دیا۔مگر بڑا بت ۔تا کہ وہ لوگ اس کی طرف لوٹیں یعنی اس سے پوچھیں کہ چھوٹے بتوں کو کس نے چورہ چورہ کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ دور تک لے گیا راستے میں ابراہیم آسمان کی طرف دیکھ کر گر گئے اور کہا میں بیمار ہوں پھر وہاں راستے میں ہی بیٹھ گئے گزرنے والے پوچھتے تو ابراہیم علیہ السلام فرماتے میں بیمار ہوں۔جب لوگ ختم ہوئے تو جلدی سے واپس ہوئے لیکن آخر والے بوڑھے بوڑھے جو جا رہے تھے ان سے کہا کہ آج میں تمہارے بتوں کی مرمت کر دوں گا۔اور عید سے دو دن پہلے بیمار بھی تھے اس لئے باپ کو بھی یقین آ گیا کہ آج پھر بیمار ہو گئے ہوں گے۔پھر ابراہیمؑ نے اپنا ارادہ پورا کر دیا۔جب لوگ واپس آئے تو بتوں کی حالت دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ کس نے ظلم کر دیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ
لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا
فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ
ؕ

سورہ انبیاء پارہ ۱۷

کہنے لگے کس نے یہ کام کیا ہے ہمارے بتوں کے ساتھ بے شک وہ ظالموں سے ہے کہا ان لوگوں نے جن کے سامنے ابراہیمؑ نے بتوں کی مرمت کی بات کہی تھی کہ ہم نے سنا ہے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے جس کا نام ابراہیمؑ ہے۔

جب سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے تو سب نے کہا کہ پھر ابراہیمؑ کو پکڑ کر لاؤ پھر ابراہیمؑ ایک مجرم کی حیثیت سے موجود کئے گئے۔پھر آپ سے سوال ہوا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ لغو حرکت تم نے کی ہے جیسا کہ فرمان ہے
۔

☐ قَالُوْ ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا   کیا تو نے یہ حرکت ہمارے خداوٗں

بِاٰلِهَتِنَا يَا اِبْرَاهِيْمُ   کے ساتھ کی ہے اے ابراہیم۔

تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ یہ حرکت اس بڑے بت کی ہے اس کی طرف آپ نے اشارہ بھی کیا جس کے کاندھے پر آپ نے کلہاڑا رکھا تھا اور فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو ان اپنے خداوٗں سے پوچھو کہ تمہارے ٹکڑے اڑانے والا کون ہے۔ اس بات میں خلیل اللہ کا مطلب تھا کہ یہ لوگ خود بخود قائل ہو جائیں کہ یہ تو بے جان ہیں۔

فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ؕ   پس پوچھو ان کو اگر یہ بولتے چالتے ہیں۔

صحیحین کی حدیث میں ہے خلیل اللہ نے تین جھوٹ بولے ہیں دو تو راہ خدا میں کہ ان بتوں کو بڑے نے مارا ہے اور دوسرا یہ کہ میں بیمار ہوں اور تیسرا یہ کہ جب ابراہیمؑ مصر کی سرزمین میں گئے تو وہاں حضرت سارہؓ کے واقعہ میں ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ میری بہن ہے جس کا ذکر عنقریب آجائے گا۔ بہرحال جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بتوں سے دریافت کرو کہ کس نے مارا ہے تو سب کافر حیران ہو گئے کہ کیا جواب دیں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا   پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو

اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ   گئے اور کہنے لگے کہ واقعی ظالم تو تم ہی ہو

پھر سرنگوں ہو کر سوچ کر کہنے لگے کہ تجھے تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں جیسا کہ فرمان ہے۔

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ   پھر سر ڈال کر کہنے لگے تم تو جانتے ہو

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ   کہ یہ تو بولنے چالنے والے نہیں۔

يَنْطِقُوْنَ ؕ

اب ابراہیمؑ کو موقع مل گیا ان کے جواب میں فرمایا۔

قَالَ اَفَتَعۡبُدُونَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَالاَ یَنۡفَعُکَمۡ شَیۡئًا وَلاَ یَضُرُّکُمۡ ۝ اُفٍّ لَّکُمۡ □ □ وَلِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَفَلاَ تَعۡقِلُوۡنَ ط

فرمایا ابراہیمؑ نے کیا پس عبادت کرتے ہوتم پروردگار کے اس چیز کی جوتم کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ ضرر تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم بغیر خدا کے معبود بناتے ہو کیا تم میں عقل شعور نہیں۔

قوم کے لوگوں سے کچھ جواب بھی نہ ہوا اپنی جہالت سے کہا کہ اس کو جلاؤ اور اپنے خداؤں کی مدد کرو جیسا کہ فرمان ہے۔

قَالُوۡ احۡرِقُوۡہُ وانۡصُرُوۡآ اٰلِھَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ط

کہنے لگے جلاؤ اس کو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر ہو تم کرنے والے۔

کفار نے آپس میں مشورہ کر کے کہا کہ ابراہیمؑ کو جلا دو اگر اپنے خداؤں کی مدد کرنی ہے تب ہمارے خداؤں کی عزت باقی رہے گی اس بات پر سب نے اتفاق کر لیا۔ جب ان سے کوئی جواب نہ ہو سکا تو جلانے کا منصوبہ بنایا۔

شعر

چوں حجت نماند جفاجوئے را به پر خاش درہم کشد روء را

سب نے آپس میں یہی مشورہ کیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر اس کی جان لے لو تا کہ ہمارے ان خداؤں کی عزت ہو جائے۔ اس بات پر سب نے اتفاق کر لیا۔ پھر ایک بہت بڑا اور گہرا گڑھا کھودا اور لکڑیاں سے اسے پر کر کے آگ لگا دی۔ روئے زمین پر کبھی اتنی بڑی آگ نہیں دیکھی گئی۔ اس گڑے کو پر کرنے کے لئے بیمار عورتیں نذر مانتیں تو وہ بھی اس گڑھے میں لکڑیاں ڈالتیں۔ آگ لگانے کے بعد آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے پندے وغیرہ اوپر سے کیا بلکہ دور دراز سے بھی اڑ کر نہ گذر سکتے تھے۔ آگ تو جلا دی لیکن اب خلیل اللہ کو آگ میں کس طرح پھینکیں سب حیران و پریشان ہو گئے۔ آخر ایک فارسی اعرابی جس کا نام ہیزن تھا اس نے مشورہ دیا کہ ایک منجنیق تیار کرائی جائے اور اس مین خلیل خدا کو بٹھا کر جھلا کر پھینک دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مروی ہے کہ اس ہیزن کو اسی وقت پروردگار عالم جل جلالہ، نے زمین میں دھنسا دیا جو زمین میں قیامت تک دھنستا رہے گا۔ (ابن کثیر)

باقی کی تفسیروں میں ہے کہ شیطان نے کہا تھا کہ منجنیق گوپیا میں رکھ کر پھینک دو چنانچہ ایسان ہی کیا گیا۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کے خلیل کو منجنیق کے ذریعے اس آگ کے سمندر میں پھینکنے لگے تو سب آسمان کے فرشتے بلکہ زمین وآسمان اور سب ان میں رہنے والی مخلوق چیخ اٹھی کہ یارب آپ کے خلیل پر کیا گزر رہی ہے۔حق تعالیٰ نے سب کو فرمایا کہ تم سب ابراہیمؑ کی مدد کرو۔

فرشتوں نے مدد کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اجازت مانگی تو ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ میرا حال دیکھ رہا ہے۔جبرئیل امین نے عرض کی کہ آپ کو میری مدد کی ضرورت ہے تو میں خدمت انجام دوں ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ حاجت تو ہے مگر آپ سے نہیں اللہ تعالیٰ سے ہے۔تو پروردگار جلالہ، نے براہِ راست آگ ہی کو حکم دیا (تفسیر معارف القرآن وتفسیر مظہری)

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس دن وہ آگ تیز ہوئی تو جانور بھی اس آگ کو بجھانے کے لئے نکلے اور کوشش کرتے رہے سوائے گرگٹ کے۔

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے فاسق کہا ہے۔حضرت عائشہؓ کے گھر میں گرگٹوں کو مارنے کے واسطے ایک نیزہ رکھا ہوا تھا کیونکہ یہ اس آگ کو تیز کرنے کے لئے پھونکیں مارتا تھا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا تو اس وقت ایک کافر بادشاہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔اس آگ سے ایک چنگاری اڑ کر اس کے انگوٹھے پر پڑی وہ وہیں کھڑے کھڑے سگ کے سامنے ایسا جلا کہ جیسے روئی جلتی ہے۔جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو اس آگ میں ڈالا تو ان کے منہ مبارک سے نکلا۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ط کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اور وہ اچھا کارساز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ملی کہ عرب ایک جرّار لشکر لیکر مقابلے کے لئے آرہے ہیں تو آپؐ نے بھی یہ پڑھا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ط بہرحال جب ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تو پروردگار عالم جل جلالہ، نے براہ راست آگ کو حکم دیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًاوَّ سَلٰماً عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ط اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر۔

اس وقت ابراہیمؑ نے فرمایا الٰہی تو آسمانوں میں اکیلا معبود ہے اور توحید کے ساتھ تیرا عابد زمین پر صرف میں ہی ہوں اس وقت جبرئیلؑ آپ کے سامنے آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوئے اور داروغہ بارش والا فرشتہ بھی کان لگائے ہوئے کھڑا تھا کہ مجھے حکم ہو تو بارش برسا کر آگ کو ٹھنڈی کر دوں۔لیکن پروردگار عالم کی طرف سے براہِ راست

آگ ہی کو حکم پہنچا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک سولہ ۱۶ سال کی تھی۔

حضرت کعب احبارؒ کہتے ہیں اس دن دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی اس دن آگ سے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھا سکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس جھولے میں بٹھا کر پھینکا تھا وہ رسیاں وغیرہ تو آگ نے جلا دیں لیکن ابراہیمؑ کے ایک رونگٹے کو بھی آگ نہ پہنچی۔ حضرت جبرئیل آپ کے منہ مبارک سے پسینہ پونچھ رہے تھے۔ آپ چالیس یا پچاس دن آگ میں رہے اور فرماتے تھے کہ جتنی راحت اور خوشی وسرور وہاں حاصل تھا پھر کبھی نہیں ملا۔ جب حضرت ابراہیمؑ آگ سے صحیح سالم نکلے تو آپ کے والد نے کہا کہ ابراہیمؑ تیرا رب بہت ہی بڑا اور بزرگ ہے۔ حضرت انوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ کے باپ نے سب سے اچھا کلمہ یہی کہا ہے۔
(تفسیر ابن کثیر)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کے بازو پکڑ کر نہایت آرام سے بٹھایا اس وقت رضوان فرشتے نے خلعت فاخرہ آپ کو پہنایا اور ابراہیمؑ کے اردگرد گل ریحان اور سبزے اور شگوفوں کا عجیب وغریب بوستان بنا دیا اور شیریں چشمہ وہاں جاری ہوا۔ ابراہیمؑ پر پروردگار عالم جل جلالہ، کا فضل کمال ہوا حضرت اسرفیلؑ ہر صبح وشام خدا کے حکم سے لذیذ قسم کا طعام پہنچاتے کمال خوشی اور بے غم کا وقت گذرتا۔ سات روز کے بعد نمرود نے سمجھا کہ آگ بجھی ہوگی اونچے محل پر چڑھ کر روزانہ نمرود دیکھتا تھا اور ابراہیمؑ کے زندہ رہنے سے خوف کرتا تھا کہ اگر یہ اپنے خدا کی مدد سے دل کا یہ ڈر اپنے ساتھیوں سے بیان کرتا تو وہ تسلی دیتے کہ اس آگ میں سنگ خارہ بھی اگر ڈالا جائے تو وہ بھی پگھل جائے گا۔

ایک دن نمرود نے بڑے غور سے اپنے محل پر سے دیکھا کہ ابراہیمؑ کے اردگرد سب گلستان ہے اور چشمہ شیریں جاری ہے۔ نمرود نہایت حیران ہوا اضطراب اور پریشانی سے سرگردان ہوا اور کہا اے ابراہیمؑ تجھ پر ایسی جان گداز آگ کو کس نے گلزار کیا۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرے پروردگار کا یہ ادنیٰ آثار ہے۔ نمرود نے بھی کہا کہ جس کی قدرت کا یہ ادنیٰ آثار ہے فی الحقیقت وہ بڑا پروردگار ہے۔ چالیس یا پچاس دن حضرت ابراہیمؑ اس گلزار میں رہے۔ فرماتے کہ ایسا خوشی کا وقت ساری زندگی میں پھر نہ ملا۔ پھر ابراہیمؑ اس راکھ سے جو پہاڑ کی مانند تھی نکل کر آئے تو از سرِ تو نمرودیوں کو وعظ ونصیحت شروع کی۔ نمرود نے چند روز کی مہلت مانگی تو اس کے وزیر نے کہا کہ اتنی مدت تو نے خدائی کی اب دوسرے کی بندگی اختیار کرتا ہے اور اپنے لئے شرمندگی اور رسوائی اختیار کرتا ہے۔ آخر اس نے

ابراہیم علیہ السلام کے سامنے انکار کر دیا۔اور کہا کہ میں تیرے رب کی رضا کے واسطے کئی ہزار گائے اور بکریاں اور اونٹوں کی قربانی دیتا ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ایمان کے بغیر قربانیاں دیتا ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ایمان کے بغیر قربانیاں قبول نہیں ہوتیں ۔ پھر بھی تیرے واسطے دوزخ ہی ہوگا۔آخرکار ابراہیمؑ نے فرمایا اتنی بڑی بادشاہی خدا نے تجھے دی اور مجھے خدا نے تیرے واسطے نبی بنا کر بھیجا اور مجھے آگ سے بچا کر ایک معجزہ تجھے دکھایا ۔پھر بھی تو کفر سے باز نہ آیا تو تیرے غارت کرنے کو اس کو ادنیٰ لشکر بھی کافی ہے۔نمرود نے کہا دنیا میں میرے بغیر کوئی بادشاہ نہیں اور میری بارگاہ کے بغیر کوئی بارگاہ نہیں اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ مجھ پر اپنی فوج بھیج کر میری لڑائی اور حشمت کا تماشا کرے۔تب حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی ۔دعا کے بعد حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ نمرود سے کہدو کہ ہماری فوج آرہی ہے تم تیاری کرو۔ابراہیمؑ سے نمرود نے اعلان جنگ سن کر تین دن کی مہلت مانگی ۔پھر لاکھوں کی فوج اکٹھی کی اور ایک میدان میں جمع کیا۔ بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرَاهِیْمَ ط اِنَّهٗ
کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ط اِذْقَالَ لِاَبِیْهِ
یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا
یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ط
یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ
مَالَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِکَ
صِرَاطًا سَوِیًّا ط یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّیْطٰنَ ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ
لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ط یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ
اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ
الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ
وَلِیًّا ط

اور یاد کر کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب کہا اس نے اپنے باپ کو کہ اے ابا جان کیوں ایسی چیز کی پوجا کرتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہے۔ اے میرے ابا جان یقینا آیا ہے میرے پاس علم جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ میری تابعداری کرو میں سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے ابّا جان شیطان کی فرمانبرداری نہ کریں بیشک شیطان خدا کا نافرمان ہے اے میرے ابا جان بے شک میں ڈرتا ہوں کہ پہنچے آپ کو خدا کی طرف سے عذاب پس ہو جائیں آپ شیطان کے دوست۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایسی نرم وصیت کا بھی باپ پر کچھ اثر نہ ہوا اور جواب میں کہا کہ اے ابراہیمؑ تو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ
یٰٓاِبْرَاهِیْمُ ط لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَ
رْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ط

کہا باپ نے کیا تو میرے معبودوں سے پھیرتا ہے اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا اور چھوڑ دے مجھ کو کچھ مدت تک۔

بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم اور والد کو ہر طرح سے سمجھایا۔

جب ان کے ایک بڑے میلے کا وقت آ گیا تو باپ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ کل ہماری عید ہے جنگل میں میلہ لگے گا ہم نفیس کھانے لگا کر بتوں کے پاس رکھیں گے اور میلہ سے واپسی پر آ کر تبرکاً کھائیں گے تم بھی ہمارے

بتوں کی سجاوٹ دیکھنا۔ جب یہ سب کچھ تم دیکھ لوگے تو پھر ہم ان کی پرستش سے نہ روکو گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے چونکہ ایک وقت یہ بات کہی تھی کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ سمجھوں گا پھر اس تاک میں تھے کہ کبھی بتخانہ میں موقع پا کر اپنی بات کو پوری کر کے ان پر پوری حجت قائم کروں یہ اصل موقع تھا جس کا ابراہیم علیہ السلام کو انتظار تھا۔ حضرت ابراہیم نے میلہ میں جانے سے اس طرح اپنے آپ کو بچایا کہ جیسا کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر نجوم کے موقع کو دیکھا کرتے ہیں ۔ابراہیمؑ نے بھی ستاروں کی طرف دیکھا جیسا کہ فرمان ربی ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۙ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۙ	پس ابراہیمؑ نے ایک نظر ستاروں کی طرف کی۔ پس فرمایا میں بیمار ہوں۔

اصل میں یہ جھوٹ بھی نہیں کیونکہ دل میں اس کفر کے مٹانے کا غم تھا لیکن قوم کے لوگ متعدی بیماری سے ڈرتے تھے انھوں نے سمجھا کہ ابراہیمؑ کسی متعدی بیماری میں مبتلا ہونے والا ہے یعنی ایک دوسرے کو لگنے والی بیماری ۔پھر ان کو مجبور نہ کیا جیسا کہ فرمان ہے۔

بتوں کا توڑنا

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۙ	پس پھر گئے پیٹھ دے کر۔

اوران کے ساتھ نہ گئے واپس آ گئے پھر ابراہیمؑ بڑے بت خانہ میں گئے ایک کلہاڑا لیکر توڑنا شروع کر دیا۔

فَرَاغَ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۙ سورہ الصّٰفّٰت	پس ان کے بتوں کے پاس چھپ کر چلے گئے پس فرمایا یہ اعلیٰ قسم کی چیزیں ہیں کیوں نہیں دکھاتے۔
مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۙ	کیا ہے تم کو کیوں نہیں بولتے۔
فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًاۢ بِالْيَمِيْنِ ۙ	چپکے سے مارنا شروع کیا دائیں ہاتھ سے۔

کلہاڑے سے مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے چھوٹے بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے کلہاڑا بڑے بت کے کاندھے پر رکھ دیا۔ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ بت خانہ بہت وسیع اور مزیّن تھا۔ دروازے کے متصل ایک بڑا بت تھا اور اس کے اردگرد اس سے چھوٹے بت تھے پھر ان سے آگے اور چھوٹے تھے اسی طرح تمام بت خانہ بھرا ہوا تھا۔ اور قسم قسم کے مختلف کھانے اپنے اپنے اعتقاد کے موافق رکھے تھے کہ یہاں رکھنے سے متبرک ہو جائیں گے واپسی پر تبرکاً کا

کھانا لیا جائیگا۔ان بتوں کو ابراہیم علیہ السلام نے پوری قوت کے ساتھ مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیا اور بڑے بت کو چھوڑ دیا تا کہ اسی پر ندکمائی آجائے چنانچہ سورہ انبیاء میں ارشاد ہے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ؁
سورہ انبیاء ۳۶ پارہ ۱۷

پس ان کو چورہ چورہ کر دیا۔مگر بڑا بت۔تا کہ وہ لوگ اس کی طرف لوٹیں یعنی اس سے پوچھیں کہ چھوٹے بتوں کو کس نے چورہ چورہ کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ دور تک لے گیا راستے میں ابراہیم آسمان کی طرف دیکھ کر گر گئے اور کہا میں بیمار ہوں پھر وہاں راستے میں ہی بیٹھ گئے گزرنے والے پوچھتے تو ابراہیم علیہ السلام فرماتے میں بیمار ہوں۔جب لوگ ختم ہوئے تو جلدی سے واپس ہوئے لیکن آخر والے بوڑھے بوڑھے جو جا رہے تھے ان سے کہا کہ آج میں تمہارے بتوں کی مرمت کر دوں گا۔اور عید سے دو دن پہلے بیمار بھی تھے اس لئے باپ کو بھی یقین آ گیا کہ آج پھر بیمار ہو گئے ہوں گے۔پھر ابراہیمؑ نے اپنا ارادہ پورا کر دیا۔جب لوگ واپس آئے تو بتوں کی حالت دیکھ کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ کس نے ظلم کر دیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؁
سورہ انبیاء پارہ ۱۷

کہنے لگے کس نے یہ کام کیا ہے ہمارے بتوں کے ساتھ بے شک وہ ظالموں سے ہے کہا ان لوگوں نے جن کے سامنے ابراہیمؑ نے بتوں کی مرمت کی بات کہی تھی کہ ہم نے سنا ہے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے جس کا نام ابراہیمؑ ہے۔

جب سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے تو سب نے کہا کہ پھر ابراہیمؑ کو پکڑ کر لاؤ پھر ابراہیمؑ ایک مجرم کی حیثیت سے موجود کئے گئے۔پھر آپ سے سوال ہوا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ لغو حرکت تم نے کی ہے جیسا کہ فرمان ہے

۔

☐ قَالُوْ ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰاِبْرَاهِيْمُ   کیا تونے یہ حرکت ہمارے خداؤں کے ساتھ کی ہے اے ابراہیم۔

تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ یہ حرکت اس بڑے بت کی ہے اس کی طرف آپ نے اشارہ بھی کیا جس کے کاندھے پر آپ نے کلہاڑا رکھا تھا اور فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو ان اپنے خداؤں سے پوچھو کہ تمہارے ٹکڑے اڑانے والا کون ہے۔اس بات میں خلیل اللہ کا مطلب تھا کہ یہ لوگ خود بخود قائل ہو جائیں کہ یہ تو بے جان ہیں۔

فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ط   پس پوچھو ان کو اگر یہ بولتے چالتے ہیں۔

صحیحین کی حدیث میں ہے خلیل اللہ نے تین جھوٹ بولے ہیں دو تو راہ خدا میں کہ ان بتوں کو بڑے نے مارا ہے اور دوسرا یہ کہ میں بیمار ہوں اور تیسرا یہ کہ جب ابراہیمؑ مصر کی سرزمین میں گئے تو وہاں حضرت سارہؓ کے واقعہ میں ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ میری بہن ہے جس کا ذکر عنقریب آجائے گا۔بہرحال جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بتوں سے دریافت کرو کہ کس نے مارا ہے تو سب کافر حیران ہو گئے کہ کیا جواب دیں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط   پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ واقعی ظالم تو تم ہی ہو

پھر سرنگوں ہو کر سوچ کر کہنے لگے کہ تجھے تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں جیسا کہ فرمان ہے۔

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ط   پھر سر ڈال کر کہنے لگے تم تو جانتے ہو کہ یہ تو بولنے چالنے والے نہیں۔

اب ابراہیمؑ کو موقع مل گیا ان کے جواب میں فرمایا۔

قَالَ اَفَتَعۡبُدُونَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ	فرمایا ابراہیمؑ نے کیا پس عبادت کرتے
مَالاَ یَنۡفَعُکَمۡ شَیۡئًا وَّ لاَ یَضُرُّکُمۡ	ہوتم پروردگار کے اس چیز کی جوتم کو نہ
اُفٍّ لَّکُمۡ □ □ وَلِمَا	کوئی نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ ضرر تف
تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَفَلاَ	ہے تم پر اور ان پر جن کو تم بغیر خدا کے
تَعۡقِلُوۡنَ ط	معبود بناتے ہو کیا تم میں عقل شعور نہیں

قوم کے لوگوں سے کچھ جواب بھی نہ ہوا اپنی جہالت سے کہا کہ اس کو جلاؤ اور اپنے خداؤں کی مدد کرو جیسا کہ فرمان ہے۔

قَالُوۡ احۡرِقُوۡہُ وانۡصُرُوۡآ	کہنے لگے جلاؤ اس کو اور مدد کرو اپنے
اٰلِھَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ط	معبودوں کی اگر ہو تم کرنے والے۔

کفار نے آپس میں مشورہ کر کے کہا کہ ابراہیمؑ کو جلا دو اگر اپنے خداؤں کی مدد کرنی ہے تب ہمارے خداؤں کی عزت باقی رہے گی اس بات پر سب نے اتفاق کر لیا۔ جب ان سے کوئی جواب نہ ہو سکا تو جلانے کا منصوبہ بنایا۔

شعر

چو حجت نماند جفاجوئے را   بہ پر خاش درہم کشد روء را

سب نے آپس میں یہی مشورہ کیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر اس کی جان لے لو تا کہ ہمارے ان خداؤں کی عزت ہو جائے۔ اس بات پر سب نے اتفاق کر لیا۔ پھر ایک بہت بڑا اور گہرا گڑھا کھودا اور لکڑیاں سے اسے پر کر کے آگ لگا دی۔ روئے زمین پر کبھی اتنی بڑی آگ نہیں دیکھی گئی۔ اس گڑے کو پر کرنے کے لئے بیمار عورتیں نذر مانتیں تو وہ بھی اس گڑھے میں لکڑیاں ڈالتیں۔ آگ لگانے کے بعد آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے پندے وغیرہ اوپر سے کیا بلکہ دور دراز سے بھی اڑ کر نہ گذر سکتے تھے۔ آگ تو جلا دی لیکن اب خلیل اللہ کو آگ میں کس طرح پھینکیں سب حیران و پریشان ہو گئے۔ آخر ایک فارسی اعرابی جس کا نام ہیزن تھا اس نے مشورہ دیا کہ ایک منجنیق تیار کرائی جائے اور اس مین خلیل خدا کو بٹھا کر جُھلا کر پھینک دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مروی ہے کہ اس ہیزن کو اسی وقت پروردگار عالم جل جلالہ، نے زمین میں دھنسا دیا جو زمین میں قیامت تک دھنستا رہے گا۔ (ابن کثیر)

باقی کی تفسیروں میں ہے کہ شیطان نے کہا تھا کہ منجنیق گوپیا میں رکھ کر پھینک دو چنانچہ ایسا ن ہی کیا گیا۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کے خلیل کو منجنیق کے ذریعے اس آگ کے سمندر میں پھینکنے لگے تو سب آسمان کے فرشتے بلکہ زمین و آسمان اور سب ان میں رہنے والی مخلوق چیخ اٹھی کہ یارب آپ کے خلیل پر کیا گزر رہی ہے ۔حق تعالیٰ نے سب کو فرمایا کہ تم سب ابراہیمؑ کی مدد کرو۔

فرشتوں نے مدد کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اجازت مانگی تو ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ میرا حال دیکھ رہا ہے ۔جبرئیل امین نے عرض کی کہ آپ کو میری مدد کی ضرورت ہے تو میں خدمت انجام دوں ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ حاجت تو ہے مگر آپ سے نہیں اللہ تعالیٰ سے ہے ۔تو پروردگار جلالہ، نے براہِ راست آگ ہی کو حکم دیا (تفسیر معارف القرآن وتفسیر مظہری)

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس دن وہ آگ تیز ہوئی تو جانور بھی اس آگ کو بجھانے کے لئے نکلے اور کوشش کرتے رہے سوائے گرگٹ کے۔

حضرت زہریؒ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اور اسے فاسق کہا ہے ۔حضرت عائشہؓ کے گھر میں گرگٹوں کو مارنے کے واسطے ایک نیزہ رکھا ہوا تھا کیونکہ یہ اس آگ کو تیز کرنے کے لئے پھونکیں مارتا تھا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا تو اس وقت ایک کافر بادشاہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔اس آگ سے ایک چنگاری اڑ کر اس کے انگوٹھے پر پڑی وہ وہیں کھڑے کھڑے سگ کے سامنے ایسا جلا کہ جیسے روئی جلتی ہے ۔جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو اس آگ میں ڈالا تو ان کے منہ مبارک سے نکلا۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ط کافی ہے مجھے اللہ تعالیٰ اور وہ اچھا کارساز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ملی کہ عرب ایک جرّار لشکر لیکر مقابلے کے لئے آرہے ہیں تو آپؐ نے بھی یہ پڑھا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ط بہرحال جب ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تو پروردگارِ عالم جل جلالہ، نے براہ راست آگ کو حکم دیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰماً عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ط اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر۔

اس وقت ابراہیمؑ نے فرمایا الٰہی تو آسمانوں میں اکیلا معبود ہے اور توحید کے ساتھ تیرا عابد زمین پر صرف میں ہی ہوں اس وقت جبرئیلؑ آپ کے سامنے آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوئے اور داروغہ بارش والا فرشتہ بھی کان لگائے ہوئے کھڑا تھا کہ مجھے حکم ہو تو بارش برسا کر آگ کو ٹھنڈی کردوں ۔لیکن پروردگارِ عالم کی طرف سے براہِ راست

آگ ہی کو حکم پہنچا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک سولہ ۱۶ سال کی تھی۔

حضرت کعب احبارؒ کہتے ہیں اس دن دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی اس دن آگ سے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھا سکا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس جھولے میں بٹھا کر پھینکا تھا وہ رسیاں وغیرہ تو آگ نے جلا دیں لیکن ابراہیمؑ کے ایک رونگٹے کو بھی آگ نہ پہنچی۔ حضرت جبرئیل آپ کے منہ مبارک سے پسینہ پونچھ رہے تھے۔ آپ چالیس یا پچاس دن آگ میں رہے اور فرماتے تھے کہ جتنی راحت اور خوشی وسرور وہاں حاصل تھا پھر کبھی نہیں ملا۔ جب حضرت ابراہیمؑ آگ سے صحیح سالم نکلے تو آپ کے والد نے کہا کہ ابراہیمؑ تیرا رب بہت ہی بڑا اور بزرگ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابراہیمؑ کے باپ نے سب سے اچھا کلمہ یہی کہا ہے۔
(تفسیر ابن کثیر)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کے بازو پکڑ کر نہایت آرام سے بٹھایا اس وقت رضوان فرشتے نے خلعت فاخرہ آپ کو پہنایا اور ابراہیمؑ کے اردگرد گل ریحان اور سبزے اور شگوفوں کا عجیب وغریب بوستان بنا دیا اور شیریں چشمہ وہاں جاری ہوا۔ ابراہیمؑ پر پروردگار عالم جل جلالہ، کا فضل کمال ہوا حضرت اسرفیلؑ ہر صبح وشام خدا کے حکم سے لذیذ قسم کا طعام پہنچاتے کمال خوشی اور بے غم کا وقت گذرتا ۔سات روز کے بعد نمرود نے سمجھا کہ آگ بجھی ہوگی اونچے محل پر چڑھ کر روزانہ نمرود دیکھتا تھا اور ابراہیمؑ کے زندہ رہنے سے خوف کرتا تھا کہ اگر یہ اپنے خدا کی مدد سے دل کا یہ ڈر اپنے ساتھیوں سے بیان کرتا تو وہ تسلی دیتے کہ اس آگ میں سنگ خارہ بھی اگر ڈالا جائے تو وہ بھی پگھل جائے گا۔

ایک دن نمرود نے بڑے غور سے اپنے محل پر سے دیکھا کہ ابراہیمؑ کے اردگرد سب گلستان ہے اور چشمہ شیریں جاری ہے۔ نمرود نہایت حیران ہوا اضطراب اور پریشانی سے سرگردان ہوا اور کہا اے ابراہیمؑ تجھ پر ایسی جان گداز آگ کو کس نے گلزار کیا۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ میرے پروردگار کا یہ ادنیٰ آثار ہے۔ نمرود نے بھی کہا کہ جس کی قدرت کا یہ ادنیٰ آثار ہے فی الحقیقت وہ بڑا پروردگار ہے۔ چالیس یا پچاس دن حضرت ابراہیمؑ اس گلزار میں رہے۔ فرماتے کہ ایسا خوشی کا وقت ساری زندگی میں پھر نہ ملا۔ پھر ابراہیمؑ اس راکھ سے جو پہاڑ کی مانند تھی نکل کر آئے تو از سرِ تو نمرودیوں کو وعظ ونصیحت شروع کی۔ نمرود نے چند روز کی مہلت مانگی تو اس کے وزیر نے کہا کہ اتنی مدت تو نے خدائی کی اب دوسرے کی بندگی اختیار کرتا ہے اور اپنے لئے شرمندگی اور رسوائی اختیار کرتا ہے۔ آخر اس نے

ابراہیم علیہ السلام کے سامنے انکار کر دیا۔اور کہا کہ میں تیرے رب کی رضا کے واسطے کئی ہزار گائے اور بکریاں اور اونٹوں کی قربانی دیتا ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ایمان کے بغیر قربانیاں دیتا ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ایمان کے بغیر قربانیاں قبول نہیں ہوتیں ۔پھر بھی تیرے واسطے دوزخ ہی ہوگا۔آخرکار ابراہیمؑ نے فرمایا اتنی بڑی بادشاہی خدا نے تجھے دی اور مجھے خدا نے تیرے واسطے نبی بنا کر بھیجا اور مجھے آگ سے بچا کر ایک معجزہ تجھے دکھایا ۔پھر بھی تو کفر سے باز نہ آیا تو تیرے غارت کرنے کو اس کو ادنیٰ لشکر بھی کافی ہے۔نمرود نے کہا دنیا میں میرے بغیر کوئی بادشاہ نہیں اور میری بارگاہ کے بغیر کوئی بارگاہ نہیں اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ مجھ پر اپنی فوج بھیج کر میری لڑائی اور حشمت کا تماشا کرے۔تب حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی ۔دعا کے بعد حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ نمرود سے کہدو کہ ہماری فوج آرہی ہے تم تیاری کرو۔ابراہیمؑ سے نمرود نے اعلان جنگ سن کر تین دن کی مہلت مانگی ۔پھر لاکھوں کی فوج اکٹھی کی اور ایک میدان میں جمع کیا۔

چوتھے روز حضرت ابراہیمؑ تن تنہا نمرود کی فوج کے سامنے گئے تو ان لوگوں نے کہا ابراہیم آسمانی فوج کہا ہے ۔فرمایا کہ پہنچ رہی ہے۔اتنے میں مچھروں کی فوج نمودار ہوئی جس کی وجہ سے آفتاب کی روشنی چھپ گئی ۔نمرود نے اعلان کر دیا اپنے فوجیوں کو کہ نقارہ بجاؤ لیکن مچھروں کی آواز لوگوں کے کانوں میں پہنچی تو لوگوں کے ہوش وحواس اڑ گئے ۔ہر چھوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے ڈر گیا۔ایک آدمی پر لاکھوں مچھر لپٹ گئے ایک دم گوشت پوست خون وغیرہ ختم کر دیا خالی ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے ۔آدمی جانور سب ختم کر دیئے گئے ۔نمرود بھاگ کر اپنے محل میں اپنی عورت کے پاس جا بیٹھا اتنے میں ایک لنگڑا مچھر آیا نمرود نے اپنی عورت کو دکھایا کہ اس جانور نے لشکر کو تباہ کر دیا ہے۔وہ مچھ اس کے ناک میں گھس گیا اور دماغ چاٹنا شروع کر دیا۔نمرود ہتھوڑوں سے سر کو مارتا اور دیواروں سے سر کو ٹکراتا ۔چالیس دن کے بعد اسی عذاب میں جہنم رسید ہوا۔(روضۃ الاصفیائؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب لوگوں سے مایوس ہو چکے تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس جاتا ہوں یعنی جہاں میرے رب کا حکم ہو جائے گا اب میں وہاں جاتا ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو خدا کا حکم سناؤں ۔جیسا کہ ارشاد ہے ۔

وَقَالَ اِنِّیۡ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ ؕ — بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف ۔وہ مجھ کو راہ دے گا۔

آپ کے ساتھ آپ کے بھانجے حضرت لوط علیہ السلام تھے ۔آپ فرات غربی کی جانب کلدانین شہر کو چلے

گئے۔ پھر حرّان یا حاران کی طرف بمع حضرت لوطؑ کے گئے۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ حرّان شہر میں حضرت ابراہیمؑ کا چچا
ہاران نام رہتا تھا۔ بڑا مالدار تھا۔ بی بی سائرہ اس کی بیٹی تھی اس نے بی بی سائرہ کو حضرت ابراہیمؑ کے نکاح میں دے
دیا اور ساتھ مال دولت بھی دی اور ابراہیمؑ سے بڑی محبت کرتا کہ نیا دین چھوڑ دے اسی واسطے بی بی سائرہ کا نکاح کیا
تھا لیکن بی بی سائرہ تو مسلمان ہوگئی اور ابراہیمؑ نے اپنے چچا سے تنگ آ کر وہاں سے بھی ہجرت کی۔ (عزیزی)

پھر ابراہیمؑ فلسطین کے غربی اطراف میں جب سکونت پذیر ہوئے تو اس وقت یہ علاقہ کنعانیوں کے زیر اقتدار تھا پھر شکیم نابلس میں چلے گئے تو وہاں ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ اگر کوئی خوبصورت عورت کسی طرف سے وہاں آ جاتی تو اگر اس کے ساتھ خاوند ہوتا تو اس کو مار ڈالتا اور عورت چھین لیتا۔ اور اگر خاوند کے بغیر کوئی بھائی وغیرہ ہوتا تو اس کو مال دولت دے کر راضی کر لیتا۔ اس بنا پر ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور بی بی صاحبہ سے بھی فرمایا کوئی پوچھے تو کہنا کہ ہم بہن بھائی ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں دینی بہن بھائی تھے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بہرحال جب بی بی سائرہ کو ظالم بادشاہ کے گھر لے گئے تو اس ظالم نے بی بی سائرہ کا حسن جمال دیکھ کر برا ارادہ کیا تو پروردگار علم نے اس کو شل کر دیا۔ فوراً اس ظالم نے توبہ کی اور بی بی صاحبہ سے عرض کی میرے واسطے دعا کریں اور برے ارادے سے تائب ہوتا ہوں۔ بی بی سائرہ نے دعا کی تو وہ ٹھیک ہوگیا اس نے پھر برا ارادہ کیا تو اللہ نے اس کو پھر شل کر دیا پھر تائب ہوا اور بی بی سائرہ سے دعا کی درخواست کی غرض تین دفعہ بے حس ہوا آخر جان چکا کہ یہ کوئی خدا کی نیک بندی ہے۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اور بی بی صاحبہ کے درمیان سے پروردگار عالم نے پردہ ہٹا دیا وہ دب کچھ حالات حضرت ابراہیمؑ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے تھے تاکہ خلیل اللہ کے دل میں کسی قسم کا شبہ نہ آ جائے۔ بی بی ہاجرہ اس بادشاہ کی بیٹی تھی اس کو بی بی سائرہ کی خدمت کے واسطے ساتھ روانہ کیا کہ میری بیٹی کسی بادشاہ کے گھر میں ملکہ بننے سے اس نیک بندی کی خدمت گار بنے تو بہتر ہے۔

جب بادشاہ نے بی بی سائرہ کی کرامت دیکھی تو پہلے آپ کو جادوگرنی سمجھا پھر کرامت معلوم ہوئی تو ابراہیمؑ پر بڑا احسان کیا۔ بہت بھیڑ بکریاں، گائے بیل، گدھے اونٹ، غلام اور لونڈیاں دے کر اور ہر طرح کا ساز و سامان دے کر بڑی عزت کے ساتھ مصر سے روانہ کیا۔

(فتح الباری)

اس وقت بی بی سائرہ کی عمر سترہ ۱۷ سال تھی اسی عمر میں جب بادشاہ نے بی بی سائرہ کی کرامت دیکھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات دیکھے جب ہی اپنی پیاری بیٹی بی بی ہاجرہ کو ان کی زوجیت میں خدمت گذار بنا کر دیدی اور ساتھ مال و دولت سے بھی نوازا۔ اور اس زمانہ میں بڑی بی بی کی چھوٹی بی بی خدمت گزار ہوا کرتی تھی ۔ بادشاہ نے اپنی پیاری بیٹی کو ان کی خدمت گار بنایا اگرچہ وہ شاہِ مصر کی بیٹی تھی لونڈی نہ تھی لیکن بادشاہی کو ان پر ایسا یقین ہوا کہ میری بیٹی ملکہ بننے سے ان کی لونڈی بن کر رہے یہ بہتر ہے۔

(قصص القرآن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر مصر سے لوٹ کر فلسطین جرون کے پاس قیام کیا۔ وہاں پر لوگوں نے ان کے آنے کو غنیمت جانا ۔ زمین کے محصولات آتے تھے۔ زمین داری میں ان کو بہت فراخی حاصل ہوئی ۔ غلام خریدے، کھیتی وغیرہ بہت زیادہ ہوئی، مویشی وغیرہ بہت رکھے، ضیافت داری کی، لنگر خانے بنائے اور حضرت لوط علیہ السلام کو برسم رسالت شہروں میں بھیجا۔ شہر سدوم اور دوسرے شہروں میں وعظ نصیحت شروع کی ۔ حضرت سائرہ اور آپ کو اولاد کا اشتیاق ہوا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کے واسطے دعا کی پروردگار جل جلالہ، نے دعا منظور کی ۔ بی بی ہاجرہ کے شکم اطہر سے پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو چھیاسی ۸۶ سال کی عمر میں حضرت اسمٰعیلؑ عطا فرمایا۔ پھر ننانوے ۹۹ برس کی عمر میں ختنہ کرنے کا حکم آیا تو اپنا اور تمام نوکروں اور اسمٰعیلؑ کا ختنہ کیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو سو ۱۰۰ برس کی عمر میں پروردگار عالم نے حضرت سائرہ کے شکم اطہر سے بیٹا حضرت اسحٰقؑ عطا فرمایا۔

پروردگار عالم نے مکہ مکرمہ بلکہ تمام عرب کو حضرت اسمٰعیل کو اولاد سے آباد کرنا تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیل کو مکہ مکرمہ میں لیجا۔

حضرت ابراہیمؑ نے بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو منزل بمنزل مکہ مکرّمہ میں جہاں آپ زم زم ہے وہاں ایک درخت تھا خدا کے حکم سے وہاں بی بی ہاجرہ کو بمہ حضرت اسمٰعیل کے بٹھا دیا۔ ایک مشک پانی اور کچھ کھجوریں اور روٹیاں ان کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ دل اس صدمے سے چور چور تھا اور مجبوری تھی آنکھوں میں آنسو اور دل میں آہ لیکر واپس پھرے ۔ اور پھر جب ان کی نظروں سے غائب ہوئے تو پھر ایک جگہ ٹھہر کر گریہ و زاری کے ساتھ پروردگار عالم سے التجا کی چنانچہ ارشاد ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ	اے ہمارے رب بے شک میں نے اپنی
بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ	بعض ذریت کو جہاں کھیتی نہیں آباد کیا
زَرۡعٍ	تیرے عزت والے گھر کے پاس۔ اے
عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ط رَبَّنَا	ہمارے رب اس لئے کہ تیری عبادت
لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ	کریں۔ پس لوگوں کے دل ان کی طرف
فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ	مائل کر اور ان کو ہر طرح کے سامان
تَھۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡھُمۡ مِّنَ	خوردونوش پہنچا تا کہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔
الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ط	

سورہ ابراہیم

حضرت ہاجرہ علیہ السلام آسمان کی طرف دیکھ کر کہتی تھیں کہ الٰہی اگر تیرے حکم سے میں اس بیابان میں ڈالی گئی جہاں تو مجھ ضعیفہ اور بے کس کا والی ہے۔ حضرت اسمٰعیل اس وقت شیر خوار بچے تھے۔

(تفسیر عزیزی)

جب تک مشک میں پانی اور کھجوریں وغیرہ تھیں تو وقت گزرتا رہا۔ جب پانی اور کھجوریں ختم ہو چکیں اور دودھ بھی چھاتیوں سے خشک ہو گیا اور اسمٰعیل پیاس کے غلبہ سے تڑپنے لگے تو بی بی ہاجرہ بیقرار ہو کر پانی کی تلاش میں صفا کی پہاڑی پر چڑھیں اور ادھر اُدھر نظر اٹھا کر پانی کا نشان دیکھ رہی تھیں اور اپنے بچے کو بھی نظر میں رکھتی تھیں۔ جب پانی کا نشان معلوم نہ ہوا تو مایوس ہو کر وہاں سے اتریں اور برابر والی پہاڑی مروہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔ بطن وادی میں اپنے دامن کو پکڑ کر جلدی سے گئیں کیونکہ بچہ وہاں سے نظر نہ آتا تھا دل میں ڈر تھا کہ کوئی درندہ بچے کو نہ اٹھا لے جب نشیب سے پہاڑی کی طرف ہموار زمین پر آ گئیں جہاں سے بچہ نظر آتا تھا پھر دوڑنا موقوف کر دیا۔ جب مروہ پر چڑھیں تو اسی طرح اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا۔ پھر صفا کی طرف متوجہ ہوئیں بہر حال سات ۷ دفعہ اسی طرح چکر لگائے اور بے قراری سے اِدھر اُدھر دوڑتی رہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حج میں صفا مروہ کی سات بار سعی کرنا حاجیوں پر اسی لئے ہے کہ بی بی ہاجرہ کی بے کسی اور اضطرابی اور فریاد کی یاد کریں اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے ایسی بیچارگی میں پیش کریں کہ خدا کی رحمت نازل ہو۔ ساتویں دفعہ بی بی ہاجرہ کو مروہ پہاڑی پر خدا کی قدرت سے آواز آئی کہ کچھ اندیشہ نہ کر یہ آواز سن کر

بچے کے پاس آئیں اور دیکھا کہ بچے کے پاس ایک چشمہ جاری ہے۔ زمین سے پانی خود بخود نکل رہا ہے۔ بی بی ہاجرہ بہت خوش ہوئیں پھر اس پانی کے اردگرد مٹی اور پتھر رکھ کر چھوٹے سے حوض کی شکل بنا دی کہ مبادا پانی ختم نہ ہو جائے ۔ پانی پیا اور اپنی مشک بھی بھی لی۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ جب بی بی ہاجرہؓ اور اسمٰعیل کو حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک درخت کے نیچے چھوڑ کر چلے تو ان کی طرف کوئی التفات بھی نہ کی تو بی بی ہاجرہ نے عرض کیا کہ اے خلیل آپ ہم کو کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں ۔فرمایا اللہ تعالیٰ کے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ فرمایا ہاں بی بی صاحبہ نے کہا پھر مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

اور جب پانی کی تلاش میں مروہ پہاڑی پر آواز سنی تو خاموش ہو کر معلوم کرنے لگیں کہ یہ آواز کی طرف آئیں تو دیکھا کہ زم زم کی جگہ حضرت جبرئیلؑ ہیں ۔انھوں نے بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ تم کون ہو بی بی صاحبہ نے فرمایا میں ہاجرہ ہوں حضرت ابراہیمؑ کے لڑکے کی ماں ہوں ۔حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اس بیابان میں حضرت ابراہیمؑ تم کو کس کے سپرد کر گئے ہیں ۔آپ نے فرمایا اللہ کے۔ جبرئیلؑ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ بی بی نے فرمایا کہ میرا کام ہو گا ۔پھر جبرئیلؑ نے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی تو پانی کا چشمہ ابل پڑا۔

(ابن کثیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ اس وقت بند نہ لگاتی تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ پھر ایک فرشتے نے بی بی ہاجرہ کو تسلّی دی کہ تم خاطر جمع رکھو یہاں خانہ خدا ہے اس کو یہ بچہ جوان ہو کر اپنے باپ کے ساتھ مل کر تعمیر کرے گا اور خدا اس جگہ رہنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ وہاں ایک ٹیلا تھا اس کے آس پاس برساتی نالے بہا کرتے تھے۔ اتفاقاً جرہم قوم کا ایک قافلہ یمن کی طرف سے آیا انھوں نے دور سے دیکھا کہ ان کے اوپر پرندے اڑ رہے ہیں وہ قافلے والے کہنے لگے کہ جہاں پرندے اڑ رہے ہیں وہاں پانی ہو گا پہلے تو ہم کئی دفعہ آئے ہیں ایسا کبھی نظر نہیں آیا۔ ایک آدمی کو پتہ کرنے کے لئے بھیجا اس نے دیکھا کہ ایک قافلہ وہاں آ گیا اور بی بی ہاجرہ سے اجازت چاہی۔ بی بی صاحبہ نے تنہائی سے بچنے کے لئے ان کو رہنے کی اجازت دیدی لیکن پانی کا تصرف اپنے ہی اختیار میں رکھا وہ لوگ وہاں آ کر آباد ہو گئے اور ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا کچھ اور لوگ بھی وہاں آ کر بسنے لگے ۔حضرت اسمٰعیلؑ نے ان لوگوں کو عربی سیکھی۔ (تفسیر حقانی)

ختنہ

اور جب ختنہ کا حکم آیا تھا تو اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر اسی ۸۰ برس تھی اور قصص القرآن میں ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ننانوے سال تھی۔ اسی روز اپنا اور تمام نوکروں اور غلاموں کا ختنہ کیا تھا۔ آپؑ نے خدا کے حکم کی تعمیل میں اس قدر جلدی کی کہ گھر میں ایک تیشہ تھا اسی کے ساتھ اپنا ختنہ کیا جب سخت تکلیف ہوئی تو جناب الٰہی میں دعا کی حکم ہوا کہ تم نے جلدی کی ابھی تک تم کو طریقہ نہ بتلایا تھا خود بخود تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ عرض کیا الٰہی میں نے تیرے حکم میں توقف کرنا جائز نہ سمجھا۔ اور بیہقی میں ہے کہ حضرت اسحٰق کا ختنہ ساتویں روز کیا تھا اور حضرت اسمٰعیلؑ کا تیرھویں برس کیا تھا اور ہمارے حضرت محمدؐ نے حسنین کا ختنہ بھی ساتویں روز کیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ختنہ کا طریقہ جاری کیا ہے۔ اس سے پہلے پیغمبر ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ ہمارے پیغمبرؐ ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے اور سفید بالوں والے بھی سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ تھے۔ سفید بال دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے عرج کیا کہ الٰہی بالوں کو یہ کیا ہوا خدا نے فرمایا یہ وقار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے لبوں کے بال اور بغل کے بال اور زیر ناف بال کٹائے ناخن کترائے شلوار پہنی اور خضاب لگایا اور حنا لگائی۔ اور خطبہ ممبر پر پڑھا۔ عصا ہاتھ میں لیا اور راہِ خدا میں جہاد کیا۔ حضرت لوطؑ کو رومیوں نے قید کر لیا تھا ابراہیمؑ نے رومیوں سے جہاد کر کے لوطؑ کو چھڑا لیا۔ اور آپ بڑے مہمان نواز تھے اپنے مکان کے چار دروازے لگائے کہ چاروں طرف سے مہمان آئیں۔ جب مہمان نہ ملتے تو اپنے مکان کے چاروں طرف سے ایک ایک کوس تک مہمانوں کو تلاش کرتے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ ابراہیمؑ نے عرض کی کہ الٰہی سوائے میرے زمین پر کوئی نہیں کہ تیری عبادت کرے۔ حق تعالیٰ جل شانہ، نے تین ہزار فرشتے بھیج دیئے کہ ابراہیمؑ کے ساتھ ہو کر عبادت کریں۔ ثرید سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے بنایا اور شیر مال بھی پکایا۔ مرد سے مرد معانقہ کرتے ہیں کہ یہ دوستی کی علامت ہے یہ بھی پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔

حکایت

ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس کے جنگلات میں سیر فرما رہے تھے اور اپنے مویشیوں کے لئے چراگاہ تلاش کر رہے تھے کہ ایک طرف سے رقیق غمگین آواز سنی جو خدا کا ذکر ہو رہا تھا خدا کی پاکی بیان ہو رہی تھی۔ ابراہیمؑ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی دراز قد والا کھڑا ہے جس کے تمام بدن پر بال ہیں خدا کو یاد کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے دریافت کیا کہ تیرا خدا کون ہے کہا میرا خدا آسمانوں میں ہے۔ ابراہیمؑ نے دریافت کیا کہ امین میں بھی وہی ہے یا دوسرا ہے کہا وہی ہے اس کے سوا عبادت کے لائق دوسرا کوئی نہیں۔ اب ابراہیمؑ

کو خدا کی وحدانیّت کے بارے میں تسلی ہو گئی ۔اب دریافت کیا کہ تیرا قبلہ کہاں ہے جواب دیا کہ کعبہ ہے پھر پوچھا کہ تو کہاں سے کھاتا ہے جواب دیا کہ صحرا میں یعنی جنگل میں جب درختوں کے دانے وغیرہ پکتے ہیں تو میں چن لیتا ہوں اور وہی کھاتا ہوں ۔فرمایا کہ تیرا اہل وعیال اور خدمت گار وغیرہ کوئی ہے ۔اس نے جواب دیا کوئی نہیں دریافت کیا تیرا گھر کہاں ہے جواب دیا سردیوں میں ایک غار میں چلا جاتا ہوں ۔فرمایا چل وہ غار دکھا کہ تیرا قبلہ دیکھوں ۔ جواب دیا کہ اس غار میں ایک گہرا چشمہ ہے کہ آدمی اس سے گزر نہیں سکتا ۔فرمایا تو کس طرح گزرتا ہے جواب دیا وہ پانی میرا فرمانبردار ہو گیا ہے میرے صرف پاؤں کے تلوے تر ہوتے ہیں ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا جس نے تیرے لئے مسخر کیا ہے وہ میرے لئے بھی مسخر کر دے گا ۔حضرت ابراہیمؑ اس بوڑھے کے ساتھ آئے تو دونوں اس پانی کو عبور کر گئے ۔ بوڑھا حیران ہوا پھر غار میں جو اس کی مسجد تھی اس کے قبلے کی سمت دیکھی تو بالکل صحیح کعبہ کی طرف معلوم ہوئی ۔پھر ابراہیمؑ نے دریافت کیا کہ دنوں میں کونسا دن زیادہ سخت ہے ۔بوڑھے نے جواب دیا حساب کتاب کا دن یعنی جب اللہ تعالیٰ عدل کی کرسی پر بیٹھے گا اور دوزخ بھڑکے گی اس دن فرشتے انسان اور جن سب گریہ وزاری کریں گے ۔پھر ابراہیمؑ نے فرمایا اے نیک بخت میرے لئے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ اس دن کے ہول اور سختی سے امن دے بوڑھے کہا میری دعا قبول نہیں ہوتی تین سال سے ایک دعا کر رہا ہوں آج تک نہیں قبول ہوئی ۔ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وہ کیسی دعا ہے جواب دیا جہاں پر آپ سے ملاقات ہوئی ہے وہاں ایک دن میں کھڑا تھا کہ ایک جوان مویشی چرا رہا تھا میں نے کہا یہ مویشی کس کے ہیں اور تو کہاں سے آیا ہے اس نے کہا میں خدا کے دوست ابراہیمؑ کے گھر سے آیا ہوں اور یہ مویشی ان کے ہیں اس دن سے میں دعا کرتا ہوں کہ خدایا وہ اپنا دوست مجھے بھی ملا آج تک وہ دعا منظور نہیں ہوئی ۔حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا وہ دعا آج منظور ہو گئی ہے میں ابراہیمؑ ہوں ۔حضرت ابراہیمؑ نے اس بوڑھے کو اپنی طرف کھینچ کر معانقہ کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ، نے فرمایا انی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ بے شک میں تجھے لوگوں کے لئے پیشوا بناتا ہوں ۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ قحط پڑ گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام غلے کے لئے کسی جگہ گئے لیکن غلہ کہیں سے نہ ملا پریشان پھرتے رہے پھر ایک میدان میں سرخ رنگ کی ریتی تھی اپنے نوکروں اور غلاموں سے فرمایا کہ اسی ریتی سے اپنی بوریاں وغیرہ بھر لو خالی نہ جاؤ جب گھر کو واپس ہوئے تو لوگ پوچھتے کیا لائے ہو فرماتے سرخ گندم ہے جب وہ

بوریاں کھولیں تو واقعہ سرخ گندم تھی پھر اس گندم کی خاصیت یہ تھی کہ اس کو زمین میں بوتے سر سے جڑ تک اس کے ساتھ دانے لگے تھے۔

دوسرا واقعہ

ایک دفعہ کافروں نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی طرف دو بھوکے شیر چھوڑے تو وہ دونوں شیر حضرت ابراہیمؑ کے آگے سر نیچے کر کے قدموں کو چاٹنے لگے۔

دعاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لئے دعا کی تو وہ بھی منظور ہوئی۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت اسحٰقؑ ۔یعقوب۔ یوسفؑ۔ موسیؑ۔ داوٗدؑ۔ سلیمانؑ۔ ایوبؑ۔ یونسؑ۔ زکریا۔ یحییٰؑ۔ الیاسؑ۔ عیسیٰؑ۔

پھر سب سے افضل اور اشرف خاتم الانبیاء محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرات کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔

بناء کعبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام اگرچہ فلسطین میں مقیم تھے مگر مکہ مکرمہ میں بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیل کو دیکھنے برابر آتے رہتے تھے۔اسی اثنا میں حضرت ابراہیمؑ کو پروردگار کا حکم ہوا کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر کرو۔حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل سے تذکرہ کیا۔پھر دونوں باپ بیٹے نے بیت اللہ کی تعمیر شروع کی ۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں ایک روایت نقل کی ہے کہ بیت اللہ کی بنیاد سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی۔خدا کے حکم سے ملائکہ نے ان کو وہ مقام بتایا تھا۔کعبہ کی تعمیر ہوگئی تھی مگر پھر ہزاروں سال کے حوادث نے اس کو بے نشان کر دیا تھا مگر ایک ٹیلہ ابھری ہوئی زمین کی شکل میں موجود تھا۔یہی مقام وحی الٰہی نے حضرت ابراہیمؑ کو بتایا انھوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کی مدد سے اس کو کھودنا شروع کیا تو سابق بنیادیں نظر آنے لگیں۔اسی بنیاد پر تعمیر کی گئی۔(قصص القرآن) چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔	بلاشبہ انسانوں کے لئے خدا پرستی کا مرکزی گھر بنایا جو مکہ میں ہے برکت والا ہے۔اور مقام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔

مکہ مکرمہ کو پہلے بکہ کہتے تھے جو برکت والا ہے اور ہدایت ہے تمام جہانوں کے لئے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَعَھِدۡنَآ اِلٰٓی اِبۡرٰھٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَھِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ؕ	اور وعدہ لیا ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے کہ اس گھر کو جو میرے نام پر بنایا گیا ہے طواف اور قیام اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو۔

تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ خانہ کعبہ کی بنا پہلی ذیقعدہ کو شروع ہوئی اور پچیس ۲۵ ذوالقعدہ کو ختم ہوئی۔اور ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ کو بناتے تھے وہ پتھر اور حجر اسود دونوں آدم علیہ السلام کے ساتھ جنّت سے آئے تھے۔اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان منقش ہو گئے تھے۔حجر اسود اور مقام ابراہیم والے

پتھر کو قیامت والے دن زبان اور آنکھ اور لب دیئے جائیں گے بلند آواز سے نماز اور طواف حج وغیرہ کی گواہی دیں گے۔ خانہ کعبہ کے بنانے کے بعد اسی پتھر پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام حج کا اعلان بھی کرتے تھے۔

مقام ابراہیم والے پتھر کو حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح کے ڈر سے کوہ قبیس میں دفنا کر چھپا دیا تھا۔ خانہ کعبہ کی بنا جب قدم آدم تک ہو گئی تو ابراہیمؑ نے اسمٰعیل سے فرمایا کہ کوئی ایسا بڑا پتھر لا کہ مین اس پر کھڑا ہو کر دیوار بناؤں۔ جب اسمٰعیل ایسے بڑے پتھر کی تلاش میں گئے تو راستے میں جبرئیلؑ آ گئے کہ آمیں تجھے دو پتھر دکھاتا ہوں یہ نکال کر لے جا ایک پتھر اپنے کھڑے ہونے کے لئے اور ایک حجر اسود خانہ کعبہ کے کونے میں لگاؤ تا کہ طواف کرنے والے اس کو بوسہ دیں پھر طواف کریں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے وہ پتھر نکالے اور جبرئیل علیہ السلام بھی ساتھ آئے اور ابراہیمؑ کو جگہ دکھائی جہاں پر حجر اسود کو لگانا تھا۔ اور مقام ابراہیم والا پتھر جتنی عمارت بلند ہوتی جاتی تھی وہ بھی بلند ہوتا جاتا تھا۔ حجر اسود چمکتا تھا اس کی روشنی جہاں جہاں تک پہنچی وہ حرم شریف کی حد مقرر ہو گئی اس حدود میں ابراہیمؑ نے نشان لگا دیئے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوت ہیں ان کا نور اللہ تعالیٰ نے محو کر دیا ہے ورنہ مشرق اور مغرب کو روشن کر دیتے۔ حدیث میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود نورانی تھا لوگوں کے ہاتھ اور بوسے دینے اور گناہوں سے کالا ہو گیا ہے۔

بنائے کعبہ

حدیث شریف میں ہے کہ بیت اللہ شریف کو پروردگار عالم جل جلالہ، نے زمین وآسمان کی پیدائش سے چالیس سال پہلے پیدا کیا ہے پانی پر مثل کف کے تھا کعبہ اللہ کی عمالقہ اور جرہم نے بھی اپنے اپنے دور میں بنا کی ہے۔ پھر قصی بن کلاب نے بنا کی جس میں لکڑیاں بھی چھت میں لگائیں۔ ایک عورت خوشبو لگایا کرتی تھی کچھ شرارے اٹھے اور وہ لکڑیاں جل گئیں۔ پھر قریش نے کعبہ کی بنا کی۔

اور وہ لکڑیاں جل گئیں۔ پھر قریش نے کعبہ کی بنا کی جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی آپ ؐبھی اس بنا میں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔

عجیب واقعہ سانپ

ارزقی بروایت مطلق بن حبیب کے لایا ہے کہ ایک دن ہم بمع عبداللہ بن عمر کے خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے جب سایہ کم ہو گیا سورج کے بلند ہونے پر تو لوگ کم ہو گئے۔ اچانک حرم شریف کے ایک دروازے سے سانپ نکل آیا اور خانہ کعبہ کا سات دفعہ طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز گزاری پھر عبداللہ بن عمر اور دوسرے بزرک اس سانپ کے پاس گئے اور کہا کہ اے عزیز تیرا طواف ہو گیا لیکن اس شہر میں باواقف آدمی اور غلام ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپالے۔ اس بات کو سنتے ہی وہ اپنا سر اپنی دم میں لپیٹ کر آسمان کی طرف اُڑ گیا۔

دوسرا عجیب واقعہ

ابوالطفیل سے نقل ہے کہ ایک نوجوان صالح جنات میں سے (مقام ذی طوی) میں رہتا تھا۔ وہ اکثر اپنی صورت سانپ کی بنا کر خانہ کعبہ کا طواف کرتا اور مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتا تھا اور اس کی ماں بھی تھی وہ اس کو روکتی تھی کہ ایسا نہ کر لیکن وہ نہ سنتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کو بنی سہم کی ایک جماعت نے مار ڈالا۔ ایک دم مکہ مکرمہ میں ایک غبار اٹھی لوگوں نے اس جماعت کو اپنے اپنے گھروں میں مردہ پایا۔

خانہ کعبہ کی بزرگی

۸۱۵ھ جمادی الاول کے مہینے میں جمال فاروقی کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ اپنے مالک سے بھاگ کر مکہ مکرمہ حرم شریف می داخل ہوا۔ اس کے اردگرد بہت سے آدمی اس کو پکڑنے کے لئے دوڑتے تھے۔ اس اونٹ نے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا حجر اسود کی طرف دوڑا اس کو بوسہ دیا پھر مقامِ حنیفہ کی طرف گیا میزاب الرحمۃ کے برابر کھڑا ہوا اور رونا شروع کیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر زمین پر گرا اور مر گیا۔ پھر لوگوں نے اس کو اٹھایا صفا اور مروہ کے درمیان اس کو دفن کیا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں دس ۱۰ مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے۔ ملتزم ۱۔ کے پاس۔ میزاب ۲۔ الرحمۃ کے نیچے رکن یمانی ۳۔ صفا مروہ ۴۔ اور مقام ابراہیم ۵۔ کے درمیان۔ کعبہ ۶۔ میں۔ منیٰ ۷۔ مزدلفہ ۸۔ عرفات ۹۔ آب زمزم ۱۰۔ کے نزدیک۔

دُعاء

اور خویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت میں ہم کعبہ مکرمہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک عورت آئی کانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر فریاد کی ۔ بارخدایا میں اپنے خاوند کے ہاتھوں نالاں ہوں مجھ کو حرم شریف میں بھی مارتا ہے۔ یہ دُعا کرنے سے شوہر کا ایک ہاتھ خشک ہو گیا۔

واقعہ

اسی طرح آساف اور نائلہ یا نائکہ عورت تھی ۔آساف نے عورت کا بوسہ لیا۔ پروردگار عالم نے ان دونوں کو مسخ کردیا دونوں پتھر ہوگئے ۔اس وقت لوگوں نے عبرت کے لئے ان کو کعبہ کے دروازہ کے ادھر اُدھر کھڑا کردیا اور دوسری نسل ان کو پوجنے لگی۔

دوسرا واقعہ

موسم حج میں ایک چور نے ایک خالی مکان میں گھس کر ایک سونے کا ٹکڑا چرا کر خانہ کعبہ کے اندر رکھ دیا واپسی پر اس نے سونے کا ٹکڑا لینے کے لئے سر کو اندر کیا پیچھے سے جیسا کہ کسی نے زور سے دبا دیا ہو اس کا سرتن سے جدا ہو گیا لوگوں نے اس کی یہ حالت دیکھی پھر اس کا سر اور بدن باہر نکال کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔

تیسرا واقعہ

اسی طرح ایک عورت نے ایک لڑکا پالا جب وہ کچھ بڑا ہو گیا تو عورت اس کو وہاں چھوڑ کر کسب معاش کے لئے جاتی ۔ کچھ لوگ اس بچے کو تنگ کرتے اس بچے نے اس عورت سے لوگوں کی شکایت کی عورت نے کہا مکہ میں ایک گھر ہے اس کا ایک مالک ہے جو ہر غریب کی فریاد رسی کرتا ہے۔ اتفاقاً اس لڑکے کو کسی نے قید کر لیا کچھ مدّت وہاں رہا پھر ایک بار وہ آدمی کسی تجارت کے معاملےمی مکہ مکرمہ آیا وہ لڑکا بھی ساتھ تھا اس لڑکے کو اس عورت کی بات یاد تھی کسی طرح وہ لڑکا کعبہ مکرمہ مین پہنچا لوگوں سے دریافت کر کے خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑا پیچھے سے وہ آدمی بھی پہنچ گیا وہ لڑکے کو کھینچنا چاہتا تھا اپنا ہاتھ اس کو پکڑنے کے لئے دراز کیا اس کا وہ ہاتھ خشک ہو گیا۔ پھر دوسرا ہاتھ لمبا کیا وہ بھی خشک ہو گیا پھر وہ آدمی قریش کے سرداروں کے پاس گیا ان کو گواہ کر کے لڑکے کو رہا کر دیا پھر قریش کے سرداروں سے اپنے ہاتھوں کا علاج دریافت کیا انھوں نے کہا ایک ہاتھ سے ایک اونٹ قربان کر اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا اونٹ قربان کر چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس کے ہاتھ درست ہو گئے۔

چوتھا واقعہ

بنی کنانہ کا ایک آدمی اپنے عمزاد پر ظلم کرتا تھا۔کسی بات پر بھی نرمی نہ کرتا تھا۔آخر وہ مظلوم خانہ کعبہ میں گھس گیا اور فریاد کی کہ بار خدایا میں نے تیرے گھر میں پناہ لی ہے۔الٰہی تو اس ظالم کو ایسے درد مین مبتلا کر کہ جس کا کوئی علاج نہ ہو۔دعا کر کے وہ مظلوم گھر گیا دیکھا کہ اس ظالم کا پیٹ مشک کی طرح پھول گیا ہے اس کا کوئی علاج نہ ہوا آخر اس کا پیٹ پھٹ گیا پھر وہ مر گیا۔

پانچواں واقعہ

ایک آدمی نے خانہ کعبہ کے روبرو کھڑے ہو کر ایک ظالم کے بارے میں دعا کی کہ خدایا! اس کو اندھا کر ۔فوراً وہ اندھا ہو گیا۔

خانہ کعبہ ساتویں زمین سے لے کر بیت المعمور تک سب حرم ہے۔ ہر رات میں ایک سو بیس رحمتیں بیت اللہ کے لئے نازل ہوتی ہیں۔ساٹھ رحمتیں ان میں سے طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے۔اور بیس بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کعبہ مکرمہ کو عرش کی طرح بڑی زیب وزینت سے فرشتے حشر گاہ کو لے جائیں گے۔جب میری قبر سے گزر ہو گا تو کعبہ فصیح زبان میں کہے گا کہا اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا مُحَمَّدُ جواب میں کہوں گا وَعَلَیۡکَ السَّلَامُ یَا بَیۡتُ اللہ۔ میری امت کے ساتھ کیا ہو گا۔کعبہ مکرمہ جواب میں کہے گا یا محمدؐ تیری امت میں سے جو کوئی میری زیارت کو آیا ہے میں اس کو کفایت کرتا ہوں اور اس کا شفیع ہوں گا تسلی رکھ۔اور جو تیری امت سے میری زیارت کو نہیں پہنچ پس اس کو کفایت کر اور شفیع بن ۔ بہر حال خانہ کعبہ کی بزرگی کی کوئی انتہا نہیں۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو بنایا پھر عرض کی پروردگار عالم ہم کو اس کی عبادت کا طریقہ سکھا جیسا کہ فرمان ہے وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا اور دکھا ہم کو احکام عبادت کے۔

تو پروردگار عالم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر طریقہ بتایا۔یعنی جبرئیلؑ نے احرام سے لیکر سارا حج کرایا حتیٰ کہ سر منڈانے تک۔

جمرات کے مارنے پر شیطان ہر جمرے کے پاس آتا رہا تو جبرئیل علیہ السّلام سات کنکریاں حضرت ابراہیمؑ سے پھینکواتے تھے۔حج سے جب حضرت ابراہیمؑ فارغ ہوئے تو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ حج کے لئے تمام روئے زمین کے لوگوں کو آواز دو۔حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی کہ لوگ تمام روئے زمین میں منتشر ہیں میری آواز کیسے پہنچے گی۔

پروردگار عالم نے فرمایا کہ آواز دینا تیرا کام اور پہنچایا میرا کام ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السّلام مقامِ ابراہیم والے پتھر پر کھڑے ہوئے وہ اتنا بلند ہوا کہ ابوالقیس اور دیگر پہاڑوں سے اونچا ہو گیا۔ پھر ابراہیمؑ نے یہ آواز دی کہ اے آدمیو تمہارے خدا نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا ہے اور تم کو حکم دیا ہے کہ تم حج کو آؤ خواہ سواریوں پر آؤ یا پیادہ۔ پروردگار عالم نے اس آواز کو تمام جہان کے آدمیوں کو پہنچایا۔ ماؤں کے شکم اور باپوں کی پشت میں سب ارواح کو وہ آواز پہنچائی جس نے ایک بار لبیک کہا وہ ایک بار حج کرے گا اور جس نے دربار لبیک کہا وہ دوبار جس نے زیادہ بار کہا غرض جتنی بار کسی نے لبیک کہا وہ اتنی ہی بار حج کرے گا اور جس نے لبیک بالکل نہیں کہا اس کو حج نصیب نہ ہوگا۔

دعا

پھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے دربار میں یہ عرض کیا جیسا کہ ارشاد ہے وَتُبْ عَلَيْنَا (ترجمہ) اور رجوع کر ہم پر۔ یعنی اگر حج میں کچھ قصور ہو جائے اس کا بدلہ بھی بتا اس تدارک کیا ہو گا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط بیشک تو ہی بار بار توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اولاد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ فرزند پیدا ہوئے سب سے بڑے حضرت اسماعیلؑ حضرت ہاجرہ کے فرزند اور حضرت اسحٰقؑ بی بی سائرہ کے فرزند تھے یہ دونوں حضرات عالی قدر پیغمبر گزرے ہیں جب کا ذکر آگے آئے گا۔ اور چھ فرزند حضرت قنطور دختر یقطن کنعانیہ کے بطن اطہر سے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں ا۔ مدین۔ ۲۔ مدّان۔ ۳۔ یفنان۔ ۴۔ زخّان۔ ۵۔ اسبق۔ ۶۔ شوخ۔ یہ پیغمبر نہ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو مکہ مکرمہ میں بسایا اور ان کی نسل وہاں جاری ہوئی۔ اور حضرت اسحٰقؑ کو کنعان میں سکونت کا حکم دیا ان کی نسل وہاں پھیلی۔ اور مدین کو مدین شہر میں بسایا۔ حضرت شعیبؑ ان کی اولاد میں ہوئے۔ اور باقی پانچ کو شام روم اور مختلف ملکوں میں بسایا۔ (تفسیر عزیزی)

عمر مبارک اور وفات

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو پچپن سال ہوئی تو ضعف اور کمزوری محسوس ہونے لگی۔ حضرت عزرائیلؑ آپ کے پاس آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ ربّ جلیل سے دریافت کرو کہ کسی دوست نے اپنے دوست کا جی لیا ہے پھر آپ نے میری جان لینے کا حکم دیا ہے۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ

میرے خلیل سے دریافت کرو کہ کسی دوست نے اپنے دوست کی ملاقات سے انکار کیا ہے۔ یہ بات سنتے ہی ابراہیمؑ نے فرمایا کہ حکم الہیٰ کو بجالاؤ۔ پھر عزرائیلؑ نے آپ کی روح مبارک قبض کی۔ (روضۃ الاصفیاء)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

نعت شریف

صبر کر تجھ پہ جو کچھ آوے بلا   ہر گھڑی راضی رہا کر بر رضا
ابتدا سے ہر زمانے میں سدا   دوستان حق کو غم ہوتا رہا
عقل اس چون و چرا میں خوار ہے

سن چکا تو ذکر ابراہیمؑ کا   آگ میں پھینکا تھا ان کو نے خطا
ذبح اسمٰعیل کا پھر غم ہوا   ہاتھ سے بیٹے کا کٹوایا گلا
حکم برداری سے برخوردار ہے

آگ میں ڈالے گئے جسدم خلیل   پاس ان کے آئے حضرت جبرئیل
اور کہا تو کہہ میں تیرا ہوں کفیل   آپ بولے کافی ہے ربّ جلیل
غیر کی نصرت نہیں درکار ہے

آدم ،ابراہیم اور یعقوب سب   یونس وایوّب ویوسف پر لقب
جب مصیبت سے ہوئے یہ مضطرب   کی اعانت اس خدا نے انکی سب
لطف اس کا کم نہیں بسیار ہے

جب خلیل اس کو پکارے بیقرار   آگ کو ان پر کیا باغ بہار
جب ہوئے سختی میں عیسیٰ دلفگار   لے گیا گردوں پہ ان کو جوں شرار
آسماں پر اب وہ خوش کردار ہے

حضرت اسمٰعیلؑ

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات میں آیا ہے۔

۱۔ پارہ۱	سورہ البقرہ	رکوع ۱۵۔۱۶
۲۔ پارہ۳	سورہ آل عمران	رکوع ۹
۳۔ پارہ۶	سورہ النساء	رکوع ۲۳
۴۔ پارہ۷	سورہ انعام	رکوع ۱۰
۵۔ پارہ ۱۳	سورہ ابراہیم	رکوع ۶
۶۔ پارہ۱۶	سورہ مریم	رکوع ۴
۷۔ پارہ۱۷	سورہ الانبیاء	رکوع ۶
۸۔ پارہ ۲۳	سورہ الصٰفٰت	رکوع ۳
۹۔ پارہ ۲۳	سورہ صٓ	رکوع ۴

دعاء

بڑھاپے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کیلئے دعا کی تو پروردگار عالم نے ان کی دعا کو منظور فرمایا ۔بی بی ہاجرہ کے بطن اطہر میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پروردگار عالم جل جلالہ، نے ٹھہرایا۔ پھر ایک کنویں پر ایک فرشتے نے حضرت ہاجرہؑ کو بشارت دی کہ تیرا فرزند ہوگا اور اس کا نام اسمٰعیل رکھنا اور اس کی اولاد بہت پھیلے گی۔

جب بی بی ہاجرہؑ کا بیٹا پیدا ہوا تو فرشتے کی بشارت کے موافق اس کا نام اسمٰعیلؑ رکھا۔اس وقت ابراہیمؑ کی عمر چھیاسی برس تھی۔حضرت ابراہیمؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی جیسا کہ فرمان تعالیٰ ہے۔

دعاء

وَاِذْقَالَ اِبْرٰهِیْ مُ رَبِّ	اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے
اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ	میرے رب اس شہر کو امن والا
وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ط	بنا دے اور مجھے اور میری اولاد
	کو بت پرستی سے پناہ دے۔

آزمائش

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل سے بڑی محبت تھی۔ کبھی کبھی محبت کے ساتھ بوس وکنار میں مشغول ہو جاتے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا کہ بی بی ہاجرہ بمع پیارے بچے حضرت اسمٰعیلؑ کو ایک بیابان میں لیجا کر چھوڑ دو۔ چنانچہ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔

حکمت

حکمت یہ تھی کہ پروردگار عالم کو ان کے ذریعے خانہ کعبہ بلکہ تمام عرب کو ان کی اولاد سے آباد کرنا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بمع بیوی اور بچے کے آپ زم زم کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک درخت تھا اس کے نیچے بیوی اور بچے کو بٹھایا اور آندیدہ ہو کر واپس روانہ ہوئے۔ بی بی ہاجرہ پیچھے پیچھے جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمارے حال پر رحم کرو ہمیں ایسے بیابان میں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا محافظ پروردگار عالم ہے یہ سنتے ہی بی بی صاحبہ نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ مجھے اللہ کافی ہے اور میں نے اس کی ذات پر توکل کیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حسرت سے شام کا راستہ اختیار کیا۔ جاتے جاتے جب ایسی جگہ پہنچے جہاں سے بی بی ہاجرہ اور پیارا بچہ نظر نہ آتے تھے وہاں کعبہ کی طرف منہ کر کے بڑی عاجزی سے دعا کی جیسا کہ فرمان ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ	اے ہمارے رب بے شک میں نے اپنی
بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ	کچھ اولاد اس بے کھیتی کے گھر کے پاس
بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا	بسائی ہے۔ اے ہمارے رب یہ اس لئے
لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً	کہ وہ نماز قائم کریں تو کچھ لوگوں کے دلوں
مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ	کو ان کی طرف مائل کر دے اور انھیں
وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ	پھلوں سے روزیاں عنایت فرما تا کہ یہ شکر
یَشْکُرُوْنَ۝	گزاری کریں۔

ابن جریر اللہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ حرمت والا گھر اس لئے کہا کہ یہاں رہنے والے اطمینان سے نمازیں ادا کریں۔

(ابن کثیر و روضۃ الاصفیائ)

ابن پورا ذکر ابراہیم علیہ السلام کے قصّے میں گزر چکا ہے پروردگار عالم نے سب دعائیں ابراہیمؑ کی قبول فرمائیں ۔ابراہیم علیہ السلام نے حکم ربّانی کی تعمیل میں ذرا ہچکچاہٹ بھی محسوس نہ کی اپنی اہلیہ اور شیر خوار پیارے بچے کو بیابان میں چھوڑ کر چلے گئے ۔خدا کے حکم میں اتنی دیر لگانا بھی گوارا نہیں کیا کہ اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس جا کر تسلی کر دیں ۔ابراہیم علیہ السلام کو جہاں بھی کوئی حکم ملا فوراً اس کو پورا کیا۔ان پر یہ احسان کیا کہ پہاڑ کے پیچھے چھپ کر اپنے رب سے ان کی حفاظت اور امن و اطمینان کے لئے دعا کی ۔اس دعا کو پروردگار عالم نے ایسا قبول فرمایا کہ یہ بے بس عورت اور بچہ نہ صرف خود آباد ہوئے بلکہ ان کے طفیل ایک شہر آباد ہو گیا اور ان کے طفیل آج اہل مکہ ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہیں ۔(تفسیر معارف القرآن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے حکم سے آتے جاتے رہتے تھے وہاں پر عالیشان عمارتیں جرہم کے لوگوں نے بنائیں اور اسمٰعیل علیہ السلام کے اخراجات انھوں نے اپنے ذمّے ٹھہرائے تو بی بی صاحبہ کو تسلی اور اطمینان ہو گیا ۔حضرت ابراہیمؑ کو بھی اطمینان ہو گیا۔پھر جب حضرت اسمٰعیل کی عمر سات سال کی ہوئی تو پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم دیا کہ میری رضا کیلئے پیاری چیز قربان کر۔روضۃ العلماء میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذوالحجہ کی پہلی رات کو خواب دیکھا کہ ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اے خلیلؑ !اپنی پیاری چیز کو ذبح کر۔جب بیدار ہوئے تو چند بکریاں ذبح کیں ۔پھر دوسری رات بھی ویسے ہی خواب دیکھا۔صبح چند گائیں ذبح کیں ۔تیسری رات بھی ویسا ہی حکم ہوا ۔صبح چند اونٹ ذبح کئے ۔ ہر رات یہی خواط دیکھتے اور قربانیاں بڑھاتے گئے ۔پھر آٹھویں رات کو حکم ہوا کہ آزمائش ایزدی سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا ہے ۔نویں رات کو بھی یہی حکم ہوا۔پھر دسویں رات یہی حالت دیکھی کہ شعائر اسلام کی خاطر ذبح کر۔پھر اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کی اور ارادہ کیا۔پھر ابراہیمؑ خانہ کعبہ میں گئے تو وہاں بھی کہا گیا کہ اے ابراہیمؑ !اپنے بیٹے کو لوِجہ اللہ ذبح کر۔تب آپ حضرت اسمٰعیل کو تیار کر۔میں اپنے دوست کے ہاں جاتا ہوں اور ساتھ اسمٰعیل کو بھی لے کر جاتا ہوں ۔والدہ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو غسل دیا نئے کپڑے پہنائے ۔کنگھی کی اور خوشبو لگائی ۔بی بی ہاجرہ نے اپنے بیٹے کو تیار کر کے حضرت ابراہیمؑ کے سپرد کیا اور کہا اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌم بِالْعِبَادِ ط یعنی میں نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا ۔بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے ۔حضرت ابراہیمؑ نے رسّی اور چُھری بھی خفیہ لے لی اور منٰی کی طرف روانہ ہو گئے ان کے جانے کے بعد شیطان مشائخانہ صورت بی بی صاحبہ کے پاس آیا اور کہا کہ تو جانتی ہے کہ ابراہیمؑ تیرے بیٹے کو کہاں لے جا رہے ہیں ۔بی بی صاحبہ

نے فرمایا اپنے دوست کے ہاں گئے ہیں ۔شیطان نے جواب دیا کہ نہیں نہیں تیرے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے لے گیا ہے ۔بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ ایسا کون سا باپ ہوتا ہے جو اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور پھر خلیل اللہ ایسا کام کب کرسکتا ہے ۔شیطان نے جواب دیا تیری بات تو ٹھیک ہے لیکن ان کو خدا کا حکم ہو گیا ہے ۔بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اگر حکم الہیٰ ہے تو میں دل وجان سے راضی ہوں یہ ایک بیٹا ہے اگر اس جیسے ہزار بیٹے ہوں تو پھر بھی میں خدا کے راستے میں دینے کو تیار ہوں ۔

شیطان وہاں سے مایوس ہو کر گیا۔ پھر موقع پا کر اسمٰعیل کے پاس پہنچ گیا اوران کو بھی اسی طرح وسوسے دیئے ۔اسمٰعیل نے بھی یہی جواب دیا کہ یہ تو میری ایک جان ہے اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو میں خدا کی راہ میں قربان ہونے کو تیار ہوں ۔اس کاروائی سے بھی شیطان ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسوسے دینے لگا۔حضرت ابراہیمؑ نے پہچان لیا اور ڈھیلہ اٹھا کر مارا اور اللہ کے حکم کی تعمیل شروع کی ۔جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے ۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْ مَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ؕ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ؕ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓا اِبْرَاهِیْمُ ؕ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْ یَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْبَلٰٓؤُاالْمُبِیْنُ ؕ وَفَدَیْنٰهُ

جب اسمٰعیلؑ درڑنے پھرنے کا ہو گیا ۔کہا ابراہیمؑ نے اے بیٹے میں تجھے خواب میں ذبح کر رہا ہوں پس تیری کیا رائے ہے ۔اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اے میرے باپ ! جو کچھ حکم کیا جاتا ہے کر ۔انشااللہ مجھے صابروں سے پائے گا ۔جب دونوں خدا کے حکم کو تسلیم کر چکے پھر ڈالا زمین پر اسمٰعیل کو ماتھے کے بل ۔اور پکارا ہم

بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ط
سورہ الصّٰفّٰت

نے کہ اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا
۔اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے
والوں کو۔ بیشک یہ بڑی آزمائش تھی اور چھڑا لیا
ہم نے اسمٰعیل کو بدلے بڑی قربانی کے۔

یہ ایک دنبہ تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ دنبہ چالیس سال تک جنت میں چرتا چگتا رہا۔ حضرت جبرئیلؑ پہاڑی سے لے کر اُتر آئے اور کہا کہ بیٹے کے بدلے اس کو ذبح کر دے چنانچہ ایسا کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو اسمٰعیلؑ نے عرض کی تھی کہ چُھری کو اچھی طرح تیز کر لیں۔ پھر چُھری اچھی طرح تیز کی اور اسمٰعیل کے گلے پر زور سے کھینچی لیکن چھُری نے ایک بال بھی نہ کاٹا۔

اسمٰعیل ع نے عرض کی کہ جلدی کرو کہ خدا کے حکم میں عدولی نہ ہو جائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر چھُری تیز کی ۔ پھر بھی کوئی بال نہ کٹا۔ ابراہیمؑ نے چھُری پتھر پر مارا۔ چھُری کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دے دی۔ چھُری نے کہا اے ابراہیمؑ میں تیرا حکم مانوں کہ تیرے رب کا۔ تو کہتا ہے کاٹ اور تیرا رب کہتا ہے نہ کاٹ۔ اتنے میں حضرت جبرئیلؑ جنت کا دنبہ لیکر حاضر ہو گئے۔ پھر پہاڑ سے اللہ اکبر کی آواز آئی تو خلیل اللہ نے کہا پھر اسمٰعیلؑ نے کہا اب یہ تکبیریں پچھلوں پر واجب ہو گئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے اسمٰعیلؑ کی گردن پر تانبے کی تختی رکھ دی گئی تھی کہ اسمٰعیل کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو جائے۔

اشعار

پھر کہا اب غسل دے فرزند کو
اور نئے کپڑے پہنا دل بند کو

پس نہلا کر ماں نے پہنایا لباس
اور کہا جا جانِ مادر حق کے پاس

سن کے اس سے یہ ذبیح اللہ کلام
گھر سے باہر آئے ہوئے شاد کا م

اور ہوئے ساتھ ان کے ابراہیم بھی
آستیں میں لے کے رسی اور چھُری

راہ میں شیطان ملا کہنے لگا
ذبح کرنے تم کو باپ اب لے چلا

تب لگے ابلیس سے کہنے یہ آپ
مارتا ہے کب کوئی بیٹے کو باپ

پھر تو یوں بولا وہ ابلیس لعین
ہو گیا ہے حکم رب العٰلمین

بولے وہ گر ہے یہ ہی فرمانِ حق
ایسی جانیں لاکھ ہوں قربانِ حق

پہنچے قربان گاہ وہ جس گھڑی
باپ نے رسی نکالی اور چھُری

ذبح کرنا میں تمہارا دیکھتا ہوں خواب میں
حکم یہ ہے دیکھو تم کیا کہتے ہو اس باب میں

عرض اسمٰعیلؑ تھی بابا کرو حکم خدا
صابروں میں پاؤ گے مجھ کو انشاءاللہ

پہلے میرے دست وپاکو باندھ لو
وقت قربانی کے تاجنبش نہ ہو

دوسرے منہ ڈھانپنا میرا ابھی
تانہ آئے رحم تم کو اُس گھڑی

تیسرے یہ ذبح کرنے کی خبر
کیجیو ماں کو نہ ہرگز اے پدر

الغرض جب مہترا براہیم نے
باندھے ہاتھ اور پاؤں اسمٰعیل کے

اور لٹا یا ان کو فرش خاک پر
ڈالا کپڑا ان کے روئے پاک پر

امر رب کو سب سے ہے بالا تری
جب گلے فرزند پر رکھی چھُری

پڑ گیا افلاک پر ایک زلزلہ
بالا عالم میں ہوا ایک ولولہ

پیش حق کر دی ملائک نے صدا
کہ یہ واقعہ کس سبب صادر ہوا

حق نے فرمایا یہ تھا ایک امتحان
کس قدر پورا نکلتا ہے جوان

تب ہوا ارشاد ربّ ذوالجلال
کچھ فرشتوں کا تھا مجھ سے یہ سوال

یارب ابراہیم کو باعث ہے کیا
تونے فرمایا خلیل باصفا

دیکھ لیں وہ کس طرح شاطر خلیل

راہ میں میرے یوں ہے خاطر خلیل
القصّہ یوں ہو گیا حکم خدا
تا کہ لائے وحی جنت سے فدا
کہہ تو ابراہیم کو میرا سلام
پھر بیاں کر دے تواس سے یوں پیام
راہ میں میرے جو تو نے یہ کیا
اجر مقبولی کامیں نے دے دیا
اب پسر کے عوج میں دے گوسفند
یہ ذبیحہ تجھ سے ہے مجھ کو پسند
دست وپا کھولے پسر کے جھٹ خلیل
کر دیا نر گو سفند ذبح وقتیل

شادی

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر پندرہ سال ہوئی تو بی بی ہاجرہ کا انتقال ہوگیا۔ بی بی ہاجرہ کو حجر اسود کے پاس دفن کیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام والدہ کے فراق میں پریشانہوکر کہیں جانا چاہتے تھےلوگوں نے مشورہ کر کے ایک اشراف گھر کی لڑکی سے نکاح کردیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بی بی ہاجرہؑ کی وفات سن کر افسوس کیا پھر حضرت اسمٰعیلؑ کے بارے میں ان کی بیوی سے دریافت کیا کہ کہاں ہیں؟ کہا کہ شکار کو گئے ہیں۔ ابراہیمؑ کواس کی گفتگو اور مہمان داری وغیرہ پسند نہ آئی اور ساتھ ہی اس نے تنگیء گزران کی بھی شکایت کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے بی بی کو فرمایا کہ اسمٰعیل کو کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو تبدیل کردے۔

جب حضرت اسمٰعیلؑ واپس اپنے گھر تشریف لائے تو آثارِانوار معلوم ہوئے۔ بی بی سے دریافت کیا کہ گھر میں کوئی آیا تھا؟ تو بی بی نے کہاایک بزرگ آئے تھے جاتے وقت فرما گئے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز تبدیل کردے یہ

ٹھیک نہیں ہے۔حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا کہ دروازہ کی دہلیز تو ہے اور وہ بزرگ میرے والد صاحب تھیاور تجھے اب طلاق ہے۔

اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر میں ایک نیک جمیلہ صالحہ بی بی آ گئی ۔دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو اس عاقلہ صالحہ بی بی نے حضرت ابراہیمؑ کی نہایت تعظیم کی اور بولی کہ یہ لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہے اور میرے خاوند حضرت اسمٰعیل شکار کو گئے ہوئے ہیں ۔روٹی جو تیار تھی حاضر کر دی اور مقدور سے زیادہ خاطر کی ۔حضرت ابراہیمؑ نے جاتے وقت فرمایا کہ اسمٰعیلؑ کو میرا اسلام کہنا اور یہ بات بھی کہہ دینا کہ آستانہ تیرے گھر کا مناسب ہے اور ہماری طبیعت اس کی خوبی پر راغب ہے۔جب اسمٰعیلؑ شکار سے واپس آئے تو بی بی نے سارہ ماجرہ بیان کیا تو اسمٰعیلؑ نے فرمایا وہ میرے غمگسار میرے والد خلیل خدا تھے۔دہلیز قائم رکھنا یہ تیری خاطرداری کی وصیت ہے جو مجھے بسروچشم قبول ہے ان کے فرمان پر میں ہمیشہ تیرا غمگسار رہونگا۔

(روضۃ الصفا)

اولاد

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد تورات کے قول کے مطابق بارہ فرزند تھے جو مستقل قبائل عرب کے سردار تھے ۔اور ایک بیٹی تھی جس کا بشامہ نام بتایا ہے ۔ان بارہ بیٹوں میں دو بہت مشہور گزرے ہیں ۔ا۔بنایوت ۔۲۔قیدار اوران کا ذکر توریت میں اکثر پایا جاتا ہے۔

بنایوت یانابت اس کی اولاد اصحاب الحجر ہے اور قیدار کی اولاد اصحاب الرّس کے نام سے مشہور ہے۔حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اوصاف سورہ مریم میں یوں بیان ہوئے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ط	اور یاد کر کتاب میں ذکر اسمٰعیل کا۔تھا وہ
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ	وعدہ کا سچا۔اور تھا
الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْ لًا نَّبِيًّا ط	رسول نبی۔اور حکم کرتا تھا اپنے اہل کو نماز
وَّكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ	اور زکوٰۃ کا ۔اور وہ اپنے پروردگار کے
الزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ	نزدیک پسندیدہ تھا۔
مَرْضِيًّا ط	

سورۃ مریم

وفات

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر جب ایک سو چھبیس سال ہوئی تو ان کا انتقال ہو گیا۔ان کے سامنے ان کی اولاد اور ان کی نسل کا سلسلہ بہت پھیل گیا تھا جو حجاز شام ۔عراق ۔فلسطین اور مصر تک پھیلا تھا۔تو راۃ میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر فلسطین میں ہے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی۔لیکن عرب کے موزخین کہتے ہیں کہ وہ ان کی والدہ بی بی ہاجرہؑ کے پاس بیت اللہ شریف کے قریب حرم شریف کے اندر دفن ہیں۔ واللہ علم با الصواب۔

(قصص القرآن)

رَبَّنَاتَقَبَّلْ مِنَّااِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

ڑڑڑڑڑ

حضرت اسحٰق علیہ السلام

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل سورتوں میں ہے۔

۱۔ پارہ ۱	سورہ بقرہ	رکوع ۱۶
۲۔ پارہ ۳	سورہ آل عمران	رکوع ۹
۳۔ پارہ ۶	سورہ نساء	رکوع ۲۳
۴۔ پارہ ۷	سورہ انعام	رکوع ۱۰
۵۔ پارہ ۱۲	سورہ ہود	رکوع ۷
۶۔ پارہ ۱۲	سورہ یوسف	رکوع ۱۔۵
۷۔ پارہ ۱۳	سورہ ابراہیم	رکوع ۶
۸۔ پارہ ۱۶	سورہ مریم	رکوع ۳
۹۔ پارہ ۱۷	سورہ انبیاء	رکوع ۵
۱۰۔ پارہ ۲۳	سورہ صٰفّت	رکوع ۳
۱۱۔ پارہ ۲۳	سورہ صٓ	رکوع ۴

پہلے بھی گزر چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پروردگار نے بڑھاپے میں پہلے اسمٰعیل عطا فرمایا۔ پھر تیرہ ۱۳ سال کے بعد حضرت اسحٰقؑ کی بشارت دی۔ جیسا کہ فرمان ربّی ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيْمَ	اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے
بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ	ابراہیمؑ کے پاس بشارت لیکر گئے
سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ	۔انھوں نے
اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ط	ابراہیمؑ کو سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے بھی
سورہ ھود	سلام کیا۔ تھوڑی دیر بعد ابراہیمؑ
	بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لائے۔

وہ تو فرشتے کھاتے پیتے کچھ نہ تھے اگرچہ بظاہر انسان نظر آتے تھے۔ انھوں نے گوشت کی طرف التفات بھی نہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ شاید یہ میرے دشمن ہوں گے کیونکہ اس وقت جس سے

کوئی دشمنی کرتا تھا تو اس کے ہاں سے کچھ نہ کھاتا تھا۔ ان فرشتوں نے بھی کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیۡدِیَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَیۡهِ نَکِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِیۡفَةً ط قَالُوۡ الَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمِ لُوۡطٍ ط

جب اس نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ گوشت کی طرف نہیں بڑھتے تو ان کو اجنبی محسوس کیا اور خوف کھایا۔ وہ کہنے لگے خوف نہ کر ہم لوطؑ کی قوم کی طرف عذاب دیکر بھیجے گئے ہیں۔

وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِکَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ ط قَالَتۡ یٰوَیۡلَتٰی ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوۡزٌ وَّهٰذَا بَعۡلِیۡ شَیۡخًا ط اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ط

اور ابراہیمؑ کی بیوی سائرہ کھڑی ہوئی ہنس رہی تھی۔ پس ہم نے اس کو بشارت دی اسحق کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے یعقوب کی

قَالُوۡ آ اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ ط اِنَّهٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ط

سورہ ھود

کہ تیرا بیٹا اسحق ہوگا اور پوتا یعقوب ہو گا۔ بیوی نے کہا کیا میں جنوں گی۔ میں بڑھیا ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے۔ واقعی یہ تو تعجب کی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہے۔ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمت و برکت ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر طرح قابل حمد ہے اور بہت بزرگ ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جو فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کو قوم کو ہلاک کرنے آئے تھے وہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر وارد ہوئے اور نوجوان لڑکوں کی شکل میں تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کی بڑی تعظیم کی اور ان کی مہمان داری کے لئے جلدی جلدی بچھڑے کا گوشت گرم پتھروں پر سینک کر یعنی کباب بنا کر لائے اور دستر

خوان پر خود بھی مہمانوں کے ساتھ بیٹھ گئے اور آپ کی بیوی سائرہ کھلانے پلانے میں مشغول ہوئیں ۔ چونکہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا قیمت دے دیجئے ۔ انھوں نے پوچھا کیا قیمت ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور کھانا کھا کر الحمد اللہ کہنا ۔ یہ ہے اس کی قیمت ۔ حضرت جبرئیل نے میکائیل کی طرف دیکھا پھر آپس میں کہا فی الواقع یہ اس بات کے قابل ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنا خلیل بنائے ۔ اب بھی انھوں نے جب کھانا شروع نہیں کیا تو ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خیالات گزرنے لگے ۔

حضرت سائرہ کھڑی ہوئی تھی ان کی باتوں سے ان کو ہنسی آ گئی ۔ پھر فرشتوں نے اصل بات بتا دی کہا ہم انسان نہیں فرشتے ہیں ہم قوم لوطؑ پر عذاب لیکر آئے ہیں تا کہ ان کو ہلاک کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دیدی کہ اس ناامیدی کی عمر میں حضرت سائرہ کے ہاں بچہ پیدا ہوگا ۔ بی بی سائرہ نے تعجب کیا کہ میں بھی بڑھیا ہوں اور میرے شوہر بھی حضرت ابراہیمؑ بھی بوڑھے ہیں بچہ کیسے ہوگا ۔ فرشتوں نے کہا کہ خدا کے کاموں میں تعجب کرنے کی ضرورت نہیں تم پر خدا کی رحمت اور برکت ہو ۔ اے گھر والو بیٹے کے بعد پوتا یعقوبؑ بھی ہوگا ۔ اس کے سات دن بعد حضرت بی بی سائرہ کو حمل ہوا اور نو ماہ کے بعد حجرت اسحقؑ پیدا ہوئے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی تعریف بیان کی ۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

خدا تعالیٰ کی تعریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ	سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے
عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ	مجھے بڑھاپے میں
وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ	اسمٰعیل اور اسحٰق بخشے ۔ بلاشبہ میرا
الدُّعَآءِ ؕ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ	پروردگار ضرور دعا کا سننے والا ہے
الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا	۔ اے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو
اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ	نماز قائم کرنے والے بنا دے ۔ اے
یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ؕ	پروردگار ہماری دعا سن اے ہمارے
سورہ ابراہیم	رب تو مجھ کو اور میرے والدین اور کل
	مومنوں کو قیامت کے دن بخش دے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا کہ میں جارہاہوں لیکن تیرے لئے دعا کرتارہوں گا ۔لیکن جب خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہ ازلی مشرک ہے اس کے لئے دعا کارگر نہیں ۔ پھر ابراہیمؑ نے والد کے لئے دعا کرنی چھوڑ دی ۔سورہ الزاریات میں بھی ارشاد ہے ۔وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ط (ترجمہ) بشارت دی اس کو ایک سمجھ دار لڑکے کی ۔

اوراسی طرح حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت سورہ الحجر میں بھی ہے ۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ط (ترجمہ) بلا شبہ ہم تجھ کو ایک سمجھ دار لڑکے کی بشارت دینے والے ہیں ۔

بہر حال جب حضرت اسحٰقؑ آٹھ دن کے ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے ان کا ختنہ کرادیا ۔

اسحٰق ضحک سے ہے ہنسنے والا ان کی پیدائش سے حضرت سائرہ کو مسرت اور شادمانی ہوئی تھی ۔

شادی اور وفات

حضرت اسحٰق علیہ السلام جب جوان ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی شادی اپنے بھتیجے بتوئیل کی نہایت خوبصورت لڑکی (رفقہ) سے کرادی ۔رفقہ کے شکم اطہر سے دو فرزند پیدا ہوئے عیسو یا عیص اور دوسرے حضرت یعقوبؑ ۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی محبت بڑے لڑکے کے ساتھ تھی اور والدہ حضرت رفقہ کی محبت چھوٹے لڑکے حضرت یعقوبؑ سے تھی ۔ جب حضرت اسحٰق علیہ السلام نہایت بوڑھے ضعیف البصر ہو گئے تو اپنے بڑے لڑکے سے فرمایا کہ شکار کر کے لا اور مجھے اچھا کھانا کھلا میں تیرے لئے برکت کی دعا کروں گا ۔کیوں کہ وہ شکاری تھا ۔

حضرت رفقہ سن رہی تھیں کیونکہ انھیں چھوٹے لڑکے یعقوبؑ سے محبت تھی اس لئے انھوں نے جلدی سے عمدہ کھانا تیار کر کے حضرت یعقوبؑ کو دیا انھوں نے والد بزرگوار کے سامنے کھانا رکھا ۔کھانا کھانے کے بعد آپ نے برکت کی دعا کردی ۔

حضرت عیص جب شکار کر کے آیا اور یہ ماجرہ سنا تو اس کو یہ بات نہایت ناگوار گزری پھر وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ کہ تو اپنے ماموں کے ہاں چلا جا جس کا نام لابان ہے ۔حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس گئے ۔

پہلے تو حضرت اسحٰق علیہ السلام ہمیشہ مکہ مکرمہ آتے جاتے رہتے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے رہتے تھے ۔جب آخری عمر میں بالکل ضعیف ہو گئے اور نظر بھی بالکل ختم ہو گئی تو اس دار فانی سے

رخصت ہوئے۔

وفات کے وقت عمر مبارک ایک سوساٹھ ۱۶۰ سال کی تھی۔اپنی والدہ ماجدہ بی بی سائرہؓ کی قبر مبارک کے پاس ملک شام کنعان شہر میں دفنائے گئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

حضرت لُوط علیہ السلام

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات پر ہے۔

۱۔ پارہ ۷	سورہ انعام	رکوع ۱۰
۲۔ پارہ ۸	سورہ اعراف	رکوع ۱۰
۳۔ پارہ ۱۰	سورہ توبہ	رکوع ۹
۴۔ پارہ ۱۲	سورہ ہود	رکوع ۷
۵۔ پارہ ۱۴	سورہ حجر	رکوع ۴۔۵
۶۔ پارہ ۱۷	سورہ انبیاء	رکوع ۵
۷۔ پارہ ۱۷	سورہ الحج	رکوع ۶
۸۔ پارہ ۱۹	سورہ الشعراء	رکوع ۹
۹۔ پارہ ۲۰	سورہ عنکبوت	رکوع ۴
۱۰۔ پارہ ۲۳	سورہ الصّٰفّٰت	رکوع ۴
۱۱۔ پارہ ۲۷	سورہ الزاریات	رکوع ۲
۱۲۔ پارہ ۲۷	سورہ القمر	رکوع ۲

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ان کے والد کا نام ہاران تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام بچپن سے حضرت ابراہیمؑ کے زیر سایہ رہے اور یہیں ان کی نشوونما ہوئی تھی اسی لئے حضرت سارہ اور لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کی ملت کو سب سے پہلے تسلیم کر چکے تھے۔ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ — پس ایمان لایا ابراہیمؑ کے دین پر لوطؑ اور کہا ابراہیمؑ نے میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔

سورہ عنکبوت

لوطؑ اور بی بی سائرہ ابراہیمؑ کی ہجرتوں میں ہمیشہ ساتھ رہے ہیں اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تھے پھر بھی یہ دونوں ساتھ تھے۔ مصر میں ان دونوں کے پاس مال مویشی بہت تھے اس لئے وہاں سے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ

ابراہیمؑ واپس فلسطین چلے جائیں اور وہاں خلق خدا کو وعظ اور تبلیغ کریں۔اور حضرت لوطؑ وہاں سے شرق اردن کے علاقہ سدوم اور عامورہ کو چلے جائیں اور وہاں رہ کر دینِ حنیف کی تبلیغ کرتے رہیں۔

شہر سدوم

اردن کی وہ جانب ہے جہاں بحر میّت یا بحر میّت یا بحر لوط واقع ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں پر سدوم اور عامورہ کی بستیاں آباد تھیں۔ پہلے یہ بستیاں تھیں آج وہاں سمندر نظر آتا ہے۔ پہلے یہ خشک زمین پر شہر آباد تھے اور یہ عذاب الہیٰ آیا زمین کا تختہ الٹ دیا گیا اور سخت زلزلے اور بھونچال آئے تو زمین سمندر سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر چڑھ آیا اس لئے اس کا نام بحر میّت اور بحر لوط مشہور ہوا۔اُس گہرائی کے پانی میں اگر مچھلیاں وغیرہ چلی جائیں تو مرجاتی ہیں ایسا زہریلا پانی ہے۔

قوم لوُط

حضرت لوط علیہ السلام نے مصر سے آکر شہر سدوم میں قیام کیا۔ دیکھا کہ یہاں کے باشندے خدا کی نافرمانی میں اس قدر مبتلا تھے کہ دنیا کی کوئی برائی بھی ایسی نہ تھی جو ان میں نہ پائی جاتی تھی۔ دنیا کی ہر قسم کی برائیوں کے علاوہ اپنی نفسانی خواہشات کو عورتوں کے بجائے مردوں سے پورا کرتے تھے لڑکوں سے اختلاط رکھتے۔ دنیا کی کوئی قوم بھی ایسے عمل میں ملوث نہ ہوئی تھی اسی قوم نے اس ناپاک عمل کی ایجاد کی تھی جس کا نام لواطت مشہور ہے۔علی الاعلان یہ کام کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، کا ارشاد ہے۔

وَلُوْطًا اِذْقَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ؕ سورہ اعراف	اور یاد کرو لوطؑ کا واقعہ۔ جب اس نے اپنی قوم کو کہا کیا تم ایسے فحش کام میں مشغول ہو جس کو دنیا میں تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں کیا یہ کہ بلا شبہ تم عورتوں کے بجائے اپنی شہوتوں کو مردوں سے پوری کرتے ہو۔ بے شک تم حد سے گزرنے والے ہو۔

اس کے علاوہ یہ بھی تھا کہ باہر سے کوئی سوداگر کسی قسم کا کوئی مال لاتا تو آدمی دیکھنے کے بہانے تھوڑا تھوڑا مال لے جاتا پھر واپس نہ دیتا غرض یہ ہے کہ ہر قسم کے فسق وفجور ان میں موجود تھے۔ لوطؑ نے ہر قسم کی نصیحت کی اور گزشتہ قوموں کے واقعات سنائے لیکن اُن پر کسی بات نے اثر نہ کیا۔

قوم کا جواب

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لوط علیہ السلام کی قوم کا جواب۔

مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ؕ	اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے لوط اور اس کے خاندان کو اپنے شہر سے نکال دو یہ بیشک بہت ہی پاک لوگ ہیں۔

یعنی طعنہ اور مذاح سے کہتے کہ بڑے پاک باز لوگ ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دو ان کو ہمارے ساتھ کیا واسطہ ہے۔ اور سورہ عنکبوت میں ارشاد ہے۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِىْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ	کیا تم لڑکوں سے خواہش پوری کرتے ہو، اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو۔

اور سورہ شعراء میں ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ	جھٹلایا قوم لوط نے پیغمبروں کو جب کہا
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا	ان کو ان بھائی لوطؑ نے کہ تم نہیں ڈرتے
تَتَّقُوْنَ ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۚ	میں تمہارے لئے پیغمبر ہوں امانت دار
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۚ وَمَآ	۔پس اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو
اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ	۔اور تم سے اس نصیحت پر میں اجرت
اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ	نہیں مانگتا۔ میرا اجر اللہ پر ہے جو سب
	جہانوں کو پالنے والا ہے۔

مگر ان پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ حضرت لوطؑ کو اپنی بستی سے نکالنے اور سنگسار کرنے کی دھمکیاں دینے لگے۔

ہر پیغمبر اپنی کا امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بدبختو تمہارے گھروں میں میری بیٹیاں موجود ہیں وہ خدا نے جائز طریقے سے تمہاری خواہشات کے لئے تمہاری رفیقہ حیات بنائی ہیں۔ اس بدفعلی اور بدعملی سے باز آجاؤ۔ مگر انھوں نے کہا تم بڑے پاکباز بنتے ہو تو ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت لوطؑ کی تمام تر کوششوں کا کچھ اثر نہ ہوا اور قوم غصے میں آکر کہنے لگی کہ اے لوط تو اپنی نصیحتیں ختم کر۔ اگر ہمارے ان اعمال سے خدا ناراض ہوتا ہے تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا ہے وہ عذاب لا کر دکھا۔ تو بار بار ہمیں ڈراتا رہتا ہے اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو پھر ہمارا اور تمہارا فیصلہ ہو جانا چاہیے جیسا کہ ارشاد ہے۔

جواب قوم

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَ□ وْمِهٖٓ	پس لوطؑ کی قوم کا جواب اس کے سوا
اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ □ اللّٰهِ اِنْ	کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے تو ہمارے پاس
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۚ	اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے۔

اِدھر یہ ہو رہا تھا اُدھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جنگل میں سیر کر رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ تین آدمی سامنے کھڑے ہیں۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے ان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور جلدی سے ایک بچھڑا ذبح کیا اور بُھون کر اس کے تکے بنائے اور مہمانوں کے آگے رکھے۔ جب انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا تو

حضرت ابراہیم علیہالسلم سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہیں دل میں کچھ پریشان ہو گئے ۔جب مہمانوں نے حضرت ابراہیمؑ کا اضطراب دیکھا تو ہنس کر کہا کہ گھبرائیں نہیں ہم خدا کے فرشتے ہیں قوم لوط کی تباہی کے لئے سدوم جا رہے ہیں ۔ابراہیم نے دل کی رقت کے ساتھ فرشتوں سے کہا کہ وہاں لوطؑ اوران کا اہل وعیال ہے جیسا کہ ارشاد ہے قَالَ اِنَّ فِيۡهَا لُوۡطًا ابراہیمؑ نے کہا کہ شہر سدوم میں تو لوطؑ بھی ہیں ۔فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

فرشتوں کا جواب

قَالُوۡ انَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِيۡهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهۡلَهٗ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ط سورہ عنکبوت	فرشتوں نے کہا کہ ہمیں خوب معلوم ہے جواس بستی میں آباد ہیں ۔ہم البتہ لوطؑ اوراس کے خاندان کونجات دیں گے مگر اس کی بیوی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

پھر فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر سدوم شہر پہنچے اور حضرت لوطؑ کے گھر مہمان ہوئے ۔فرشتے نہایت خوبصورت اورنوجوان لڑکوں کی شکل میں تھے ۔لوطؑ ان مہمانوں کو دیکھ کر سخت گھبرائے کہ بدبخت قوم کے لوگ میرے ان مہمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے ۔حضرت لوط علیہ السلام اسی غم میں تھے کہ لوگوں کو پتہ چل گیا اور حضرت لوطؑ کے گھر پر دوڑ آئے اور مطالبہ کرنے لگے ۔فرمایا کہ تم میں سے کوئی سمجھ دار آدمی نہیں؟ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلَيۡسَ مِنۡكُمۡ رَجُلٌ رَّشِيۡدٌ ط سورہ ھود	کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں ۔

تم کیوں اس لعنت میں گرفتار ہو اور اپنی خواہشات کے ایفا میں فطری طریقہ عمل کو چھوڑ کر اور حلال طریقہ سے عورتوں کو چھوڑ کر اس بدفعلی میں لگے ہوئے ہو! حضرت لوط علیہ السلام نے بڑے افسوس سے کہا کہ آج میرے پاس طاقت ہوتی تو میں تم سے پورا مقابلہ کرتا۔

حضرت لوط علیہ السلام کا فرمان پروردگار عالم نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیۡٓ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ؕ یعنی یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے والے ہو۔

لوط علیہ کا مطلب یہ تھا کہ بدبختو! تمہارے گھروں میں جو میری لڑکیاں ہیں وہ جائز طریقے سے تمہارے لئے پاکیزہ ہیں۔ العیاذ باللہ یہ مقصد قطعاً نہ تھا کہ وہ اپنی صلبی پاکیزہ لڑکیاں ان ملعون حبشیوں کو پیش فرما رہے تھے۔ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ ان مہمانوں کے بارے میں حضرت لوطؑ سخت پریشان تھے اور اسی پریشانی کی حالت میں یہ قول بھی ان سے صادر ہوا۔

لَوۡ اَنَّ لِیۡ بِکُمۡ قُوَّۃً اَوۡ اٰوِیۡۤ اِلٰی رُکۡنٍ شَدِیۡدٍ ؕ کاش آج میرے لئے تم سے مقابلے کی قوت ہوتی یا پناہ بلتی کسی زبردست قوت کی۔

اور سورہ تحریم میں بھی لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی بیویوں کا ذکر ہے۔ اور سورہ الشعراء میں ارشاد ہے

۔

فَنَجَّیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ اِلَّا عَجُوۡزًا فِی الۡغٰبِرِیۡنَ ۚ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ۚ وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ؕ
سورہ الشعراء

پھر بچا دیا ہم نے اس کو یعنی لوطؑ کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہنے والوں میں سے ہوئی۔ پھر اڑا مارا یعنی ہلاک کیا ہم نے دوسروں کو اور برسایا ہم نے ایک برسانا یعنی پتھروں کا برسانا پس بہت برا ہے برسانا ڈرائے گیوں کے لئے۔

توراۃ میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان سمیت سدوم سے ہجرت کر کے ضوغر یا ضغر کی بستی میں چلے گئے جو سدوم سے قریب تھی۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب انھوں نے سدوم کی طرف دیکھا تو وہاں ہلاکت، بربادی کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر حضرت لوطؑ ضغر کو چھوڑ کر قریب ایک پہاڑی پر جا کر آباد ہو گئے اور امن وامان سے وہاں رہنے لگے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ (قصص القرآن)

اور بعض روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت لوط علیہ السلام کو پتھر مار مار کر زخمی کر دیا تھا اور دروازہ توڑ کر فرشتوں تک پہنچ گئے تھے تو ان کو خدا نے اندھا کر دیا۔ پھر انھوں نے توبہ کی تو نظر آ گئی۔ دربارہ پھر انھوں نے بُرا ارادہ کیا تو ان کے بدن خشک ہو گئے۔ پھر انھوں نے توبہ کی اور لوطؑ نے بھی دعا کی تو پھر ٹھیک ہو گئے اور بھاگ کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور کہنے لگے کہ لوطؑ کے گھر میں کوئی جادوگر ہیں۔ اسی طرح وہ غفلت کی نیند میں تھے کہ صبح حضرت جبرئیلؑ نے ان کے شہر کے نیچے سے اپنا پَر لگا کر شہر کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے گئے پھر شہر کو الٹا دیا اور دریا سے نیچا کر دیا جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے اور پھر پتھروں کی بارش کر دی۔ آخر عذاب کا وقت آ پہنچا۔ ابتدا شب ہوئی تو فرشتوں کے اشارہ پر حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے خاندان سمیت دوسری جانب سے نکل کر شہر سدوم سے رخصت ہو گئے لیکن ان کی بیوی نے رفاقت سے انکار کر دیا اور راستے سے لَوٹ کر سدوم واپس آ گئی۔ آخر صبح ہوئی تو پہلے ایک ہیبت ناک چیخ ہوئی جس نے اہل سدوم کو تہہ و بالا کر دیا اور پھر آبادی کا تختہ اٹھا کر الٹا دیا گیا۔ پھر پتھروں کی بارش نے ان کا نشان مٹا دیا اور وہی ہوا جو گزشتہ قوموں کے ساتھ ان کی نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے ہو چکا تھا۔ اور فرشتوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جاتے وقت پیچھے کو مڑ کر کوئی نہ دیکھے جیسا کہ فرمان ہے۔

وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ ط	اور خیال کرو کہ کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے

سورہ ھود

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا تو فوراً اس کو ایک پتھر لگا اور وہ ہلاک ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قوم لوط بڑی مستی میں تھی جیسا کہ ارشاد ہے۔

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ	البتہ تیری زندگی کی قسم یہ لوگ اپنی
یَعْمَھُوْنَ ط فَاَخَذَتْھُمُ الصَّیْحَۃُ	بدمستیوں میں کھوئے گئے ہیں تمہاری
مُشْرِقِیْنَ فَجَعَلْنَا عَالِیَھَا	باتیں ماننے والے نہیں غرض سورج
سَافِلَھَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ	نکلتے نکلتے ایک ہولناک آواز نے انھیں
حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ ط اِنَّ فِیْ	پالیا پس ہم نے وہ بستی زیر وزبر

ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ؕ
سورۃ الحجر رکوع ۵

کردی اور کنکریدار پتھروں کی اُن پر بارش برسائی بیشک اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو حقیقت کی پہچان رکھتے ہیں یعنی سمجھ دار لوگوں کیلئے اس قصّے میں بڑی عبرت ہے۔

اور سورہ ہود میں بھی ایسا ہی فرمایا۔

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ؕ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ؕ

بیشک ان لوگوں کیلئے عذاب کا مقررہ وقت صبح کا ہے اور صبح آنے میں دیر نہیں پھر جب ہماری ٹھہرائی ہوئی بات کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کی تمام بلندیاں پستی میں بدل دیں یعنی بستی کو الٹ دیا اور زمین کے برابر کر دیا اور اس پر کنکریدار پتھر لگاتار برسائے کہ تیرے پروردگار کے حضور میں اس غرض سے نشانی کئے ہوئے تھے اور یہ بستی مکہ والے ظالموں سے دور نہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام کو فرشتوں نے اپنا راز بتا دیا کہ اب یہ غرق ہونے والے ہیں اتنی پریشانی کے وقت حضرت لوطؑ نے یہ تمنا کی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے اتنی طاقت عطا فرمائے کہ میں اسی وقت تم کو ہلاک کر دیتا۔ یا خدا کی طرف سے پناہ مل جائے۔ واقعی وہ پناہ بھی مل گئی کہ فرشتوں نے کہا کہ اب یہ تجھے بھی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے ۔جیسا کہ ارشاد فرمان ربیؐ ہے۔

قَالُوْ یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رِبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْ آاِلَیْکَ ط
سورہ ھود

فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تیرے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں یہ تجھے ہرگز تکلیف نہیں دے سکتے۔

ابن کثیر میں ہے کہ ان پتھروں پر قدرتی طور سے ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔جس کے نام کا پتھر تھا اس پر گرتا وہ مثل طوق کے تھے جو سرخی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ پتھر ان شہروں پر بھی برسے اور جو لوگ دوسرے گاؤں میں گئے ہوئے تھے ان پر بھی وہیں گرے ان میں سے جو جہاں تھا وہیں پتھر لگنے سے ہلاک ہوا۔کوئی کھڑا تھا ،کوئی بیٹھا تھا،کوئی کسی سے باتیں کر رہا تھا وہیں آسمان سے پتھر آیا اور اسے ہلاک کر گیا۔غرضیکہ ان میں اس زمین پر کوئی نہ بچا۔ مذکور ہے کہ ان کی چار بستیاں تھیں اور ہر بستی میں ایک لاکھ آدمیوں کی آبادی تھی۔ایک روایت میں ہے کہ تین بستیاں تھیں بڑی بستی کا نام سدوم تھا۔ یہاں کبھی کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام وعظ نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ سنن کی حدیث ہے کہ کسی کو اگر تم لواطت کرتا ہوا پاؤ ت او پر نیچے والے دونوں کو قتل کر دو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم ط

نعت شریف

لوطؑ نے اک دم نہیں پایا قرار ان پہ ایذار رہتی تھی لیل ونہار
سب وہ کرتے تھے لواطت آپ ہوتے اس بدی سے دلفگار
بدشعار

آخرش الٹا پڑا گھر بار ہے

لوط نے جس دم پکارا اے الٰہ ان کے اس کردار کی تو دے سزا
تو لوطیوں کو لوط سے کر کے جدا شہر ان کا زیرو بالا کر دیا

اس طرح کا قادر جبار ہے

ایک کافر بھی نہ پھر آیا نظر مرگئے فانی ہوئے سب گھر کے
گھر
بلکہ سارے گر پڑے دیوار ودر کوئی وہاں بستا نہیں ابتک بشر

بچ گئے مومن خدا غفار ہے

ہر نبی وہر ولی سے اشقیاء بحث کرتے آئے ہیں ابتک سدا
جو ہے سمجھاتا راہ خدا ان کے دشمن ہوتے ہیں وہ بے حیا

رنج سہنا سنت ابرار ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل سورتوں میں آتا ہے۔

۱۔ پارہ ۱	سورہ بقرہ	رکوع ۱۶
۲۔ پارہ ۳	سورۂ آل عمران	رکوع ۹
۳۔ پارہ ۶	سورہ نساء	رکوع ۱۳
۴۔ پارہ ۱۲	سورہ ہود	رکوع ۷
۵۔ پارہ ۱۲	سورہ یوسف	رکوع ۱
۶۔ پارہ ۱۲	سورہ یوسف	رکوع ۵
۷۔ پارہ ۱۶	سورہ مریم	رکوع ۳

حضرت یعقوب علیہ السلام اسحٰقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے ہیں اور ابراہیمؑ کے بھتیجے بتوئیل کے نواسے ہیں اور ان کی والدہ کا نام رفقہ تھا۔ حضرت عیص یا عیسوان کے حقیقی بھائی تھے۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بھائی کے ڈر سے والدہ کے مشورہ سے اپنے ماموں لابان کے پاس چلے گئے۔ وہاں دس سال ماموں کی خدمت کی اس کی بکریاں چرائیں۔ پھر اس کے بعد لابان نے اپنی بڑی سے جس کا لییہ نام تھا شادی کرادی لیکن حضرت یعقوبؑ کا رجحان چھوٹی بیٹی راحیل کی طرف تھا لابان نے کہا کہ دس سال مزید میری خدمت کر اور میری بکریاں چرا تو میں راحیل کو بھی تیرے نکاح میں دے دوں گا کیونکہ اس زمانے میں دو حقیقی بہنوں کا نکاح ایک جگہ شرعاً جائز تھا۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مزید دس سال اپنے ماموں کے پاس رہے تو ماموں نے راحیل کی شادی بھی کردی۔ حضرت یعقوبؑ کی اولاد ماموں کے گھر پیدا ہوئی بغیر بنیامینؔ کے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے وطن کی خواہش ہوئی تو ماموں سے اجازت چاہی۔ ماموں نے رخصت ہوتے وقت بہت سارا مال و دولت یعقوبؑ کو دیا۔ جب یعقوبؑ وطن واپس آگئے تو بنیامین پیدا ہوئے۔ ماموں کے پاس سے یعقوبؑ بہت سا مال دولت لیکر اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت فلسطین میں آکر مقیم ہو گئے۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ کنعان میں ایک گاؤں میں رہے جس کا نام سیلون ہے۔

قصص القرآن میں ہے کہ جس زمانے میں حضرت یعقوبؑ فدان آرام میں اپنے ماموں کے پاس چلے گئے

تھے اس زمانے میں عیص یا عیسو مکہ مکرمہ اپنے چچا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس چلے گئے تھے اور اسمٰعیل کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اور انہی کے قریب مقام ادوم میں قیام کیا۔ جب حضرت یعقوبؑ واپس فلسطین چلے گئے تو ان دونوں بھائیوں میں محبت پیدا ہوگئی۔ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیتے رہے۔ یہ تمام واقعات توراۃ میں ہیں۔

قرآن پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے اِسرا کے معنی عبد اور ایل کے معنی اللہ۔ عربی زبان میں عبداللہ ہوگیا یعنی بندۂ خدا۔ حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے حضرت راحیل کے دو بیٹے تھے۔ حضرت یوسفؑ اور بنیامین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو کنعانیوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اپنی زندگی میں اس نے خدمت حق کو سرانجام دیا۔ (قصص القرآن)

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کنعان کو بمع اپنے اہل وعیال واپس آئے تو راستے میں حضرت عیص شکار کرنے کو جا رہے تھے تو حضرت یعقوبؑ اپنی حلیم الطبعی سے خود چھپ گئے اور اپنے غلاموں اور بیویوں سے فرمایا یہ بزرگ آرہے ہیں اگر پوچھیں یہ سامان مال و دولت کس کا ہے تو کہہ دینا کہ کنعان میں عیص سردار ہے اور اس کا ایک غلام یعقوب نام شام میں رہتا تھا یہ اس کا مال و دولت ہے۔ غلاموں نے یہ بات حضرت عیص کو کہی تو یہ بات سنتے ہی ان کا دل نرم ہوگیا اور وہ رونے لگے اور کہا یعقوبؑ تو میرا بھائی ہے غلام نہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے عیص کو روتے دیکھا تو یعقوبؑ آئے اور دونوں بھائی آپس میں گلے ملے۔ اور عیص بھی ساتھ واپس آئے اور حضرت یعقوبؑ کو رہنے کیلئے مکان دیا اور اس کے بعد حضرت بنیامین پیدا ہوئے اور ان کی والدہ راحیل نے وفات پائی اور بنیامین اپنی خالہ لیا کی گود میں پرورش کرتا رہا۔

ایک سال گزرنے کے بعد حضرت عیص نے کہا کہ میری گزران مشکل ہے اس لئے میں یہاں سے ہجرت کرتا ہوں چنانچہ وہ روم کو ہجرت کر کے چلے گئے۔ حضرت عیص کو ایک بیٹا روم نام تھا اس کے نام سے روم شہر مشہور ہوا۔ جب پیغمبری کے لئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی دعا حضرت یعقوبؑ کے حق میں مستجاب ہوگئی تو حضرت عیص کے لئے اسحٰقؑ نے کثرت اولاد کی دعا کر دی۔ پھر حضرت عیص کی اولاد روم میں بہت پھیل گئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام ان ہی کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا ایک فرزند ارجمند حضرت یوسفؑ ظاہری حسن و جمال کے ساتھ کمالات باطنی سے بھی مالا مال تھا۔ حضرت یعقوبؑ اپنے اس فرزند سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے۔ پھر چوبیس سال اس کے فراق جدائی میں بڑی رنج و مصیبت میں گزارے۔ پھر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ان کی ملاقات مصر میں ہوئی اس وقت یعقوبؑ کی عمر ایک سو تیتیس سال تھی باقی زندگی ان کی معیت میں

گزار کر دار فانی سے رحلت فرما کر دار بقا کی طرف جا گزین ہوئے۔حضرت یوسفؑ کو وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے ملک میں دفنائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔وفات کے وقت عمر مبارک ایک سو سینتالیس برس تھی۔جس گاؤں میں حضرت یعقوبؑ نے مصر کی ہجرت سے پہلے زندگی گزاری تھی اس گاؤں کا سیلون نام ہے جو نابلس کے قریب ہے۔اور بیت المقدس سے تیس میل ہے۔جس کنویں میں حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے ڈالا تھا اس کے قریب ایک احاطہ ہے اسی میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار ہے۔(تفسیر حقّانی)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

حضرت یوسف علیہ السلام

آپ کا ذکر قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات پر ہے۔

۱۔ پارہ ۱۲ سورہ یوسف

۲۔ پارہ ۷ سورہ انعام

۳۔ پارہ ۲۴ سورہ غافر

ان دو سورتوں میں صرف نام آیا ہے باقی سب ذکر سورہ یوسف میں ہے۔ جس کو قرآن پاک میں احسن القصص کہا گیا ہے۔

نسب نامہ

یوسفؑ ابن یعقوبؑ، ابن اسحاقؑ، ابن ابراہیمؑ، یوسفؑ کی والدہ راحیل بنت لابان تھیں۔

حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ سے بڑی محبت بلکہ عشق تھا کسی وقت بھی جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ حضرت یوسفؑ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا تھا جس کو یعقوب علیہ السلام پہنچاتے تھے اس لئے ان سے محبت بھی زیادہ تھی۔

شانِ نزول

سورہ یوسف کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دن کفّار نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہودیوں سے یہ دریافت کیا کہ اس مدعی نبوّت کو لاجواب کونے کی کوئی صورت بتاؤ تا کہ ہم اس سے دریافت کریں اور یہ لاجواب ہوجائے۔

یہودیوں نے کہا کہ تم اس سے دریافت کرو کہ یعقوبؑ کی اولاد شام سے مصر کیوں منتقل ہوئی تھی اور یوسفؑ کے متعلق جو واقعات ہیں ان کی تفصیل کیا ہے۔ اگر یہ نبی ہوا تو بتادے گا ورنہ نہیں۔ تو کفّار نے یہ دونوں سوال جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیئے۔ آپؐ نے وحی الہیٰ کے ذریعے سب جواب دیدیئے جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے۔

الۤرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ
الۡمُبِیۡ □ ںَ ط اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا
عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ط نَحۡنُ
نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ
الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ
ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ط وَاِنۡ کُنۡتَ مِنۡ
قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِ □ لِیۡنَ ط

اللہ اعلم بمرادہٖ ۔یہ روشن کتاب کی
آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی
میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔اے
پیغمبر ہم اس قرآن کے ذریعے جو ہم
نے تمہاری طرف بھیجا ہے ایک
نہایت اچھا قصّہ سناتے ہیں۔اور تم
اس سے پہلے بے خبر تھے۔

حاصل کلام

ان واقعات کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی تمام اولاد میں سے حضرت یوسفؑ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔تو باقی بھائیوں کے لئے یہ نہایت شاق اور نا قابل برداشت تھا۔وہ ہر وقت اس فکر میں ہوتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی دلی محبت یوسف علیہ سے نکال دی جائے۔اسی دوران یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ خواب سنا تو سختی سے آپ کو منع فرمایا کہ یہ خواب کسی اور کو نہ بتانا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو سنکر تیرے بھائی برائی سے پیش آئیں۔اس لئے کہ شیطان انسان کے لئے ظاہر دشمن ہے یعنی تیرا یہ خواب تعبیر میں بہت صاف ہے جیسا کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے۔

اِذْقَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰاَبَتِ اِنِّیْ
رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ
کَوْکَبًاوَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ط قَالَ یٰبُنَیَّ
لَاتَقْصُصْ رُءْ یَاکَ عَلٰی
اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْ الَکَ کَیْدً
اط اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِ نْسَانِ □
عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ط

جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا
اے باپ میں نے خواب میں گیارہ
ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ
وہ مجھے سجدہ کرر ہے ہیں۔انھوں نے کہا
اے میرے بیٹے تو اپنا خواب اپنے
بھائیوں کو نہ سنانا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ
تیرے ساتھ کوئی چال چل جائیں۔
بیشک شیطان انسان کیلئے دشمن ہے
ظاہر۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے پیارے فرزند کا خواب سن کر بہت خوش ہوئے لیکن کسی طریقے سے بھائیوں کو بھی خواب کا پتہ چل گیا تھا۔آخر شیطان نے بھائیوں کے دل میں حسد کا بیج بو دیا۔کیونکہ اس خواب کا مطلب بہت ہی ظاہر ہے۔سورج اور چاند سے مراد ماں باپ ہیں اور گیارہ ستارے یہ گیارہ بھائی ہیں۔تو بھائی ہیں ۔تو بھائیوں کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک گئی تو ایک دن یوسفؑ کے خلاف سازش کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ سب کام کاج کرنے والے ہم ہیں اور باپ کی محبت ان دونوں بھائیوں یوسفؑ اور بنیامین کے ساتھ ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِذْقَالُوْ الَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ
اِلٰی اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ط اِنَّ
اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ط

جب وہ کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا
بھائی بنیامین ہمارے باپ کو زیادہ
پیارے ہیں اور ہم ان سے زیادہ ہیں
قوت میں بے شک ہمارا باپ ظاہر خطا
میں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں حدیث شریف ہے کہ ''کریم بن کریم'' یوسف ابن یعقوب ابن اسحق ابن ابراہیم خلیل اللہ۔(بخاری شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں میں زیادہ بزرگ یوسفؑ ہیں جو خود نبی جن کے والد نبی جن کے

دادا نبی جن کر پردادا اور خلیل اللہ تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبیوں کے خواب وحی الہیٰ ہوتے ہیں۔اس خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد ظاہر ہوئی۔جب یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور گیارہ بھائی آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔اس وقت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے مہربان ماں باپ دیکھئے آج پروردگار عالم نے میرے خواب کو سچا کر دکھایا۔

خوابوں کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کوئی اچھا خواب دیکھو تو خیر سے بیان کردو۔اور جو شخص برا خواب دیکھے تو کروٹ بدل کر تین دفعہ خدا کی اس کی برائی سے پناہ مانگے۔اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے تو وہ خواب اس کو نقصان نہ دے گا۔(ابن کثیر)

اور روضۃ الاصفیاء میں ہے کہ حضرت یوسفؑ چھوٹی عمر میں اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوبؑ کی گود میں سو گئے جب نیند سے بیدار ہوئے تو چہرہ انور مانند آفتاب کے چمکتا تھا۔باپ نے دریافت کیا بیٹا کیا حال ہے فرمایا میں نے عجیب خواب دیکھا ہے کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور اس کے اردگرد آپ رواں ہے اور بہت سبزہ اور پھولون کے سبب گویا کہ ایک بوستان ہے۔ناگہاں گیارہ ستارے اور چاند وسورج آسمان سے اُترے اور مجھ کو سجدہ کیا اس لئے میں گھبرا کر بیدار ہوا ہوں۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے سمجھا کہ اونچا پہاڑ ان کا بلند مرتبہ ہے اور آب رواں ان کا بخت ہے اور سبزہ باغ یہ نشانی سعادت مندی کی ہے اور آفتاب مہتاب ماں باپ ہیں اور گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور سجدہ کرنے سے مراد ہے کہ سب تابعدار رہیں گے اور پیشانی عاجزی کی اس کے آگے جھکائیں گے۔اس خواب کی تعبیر صاف ظاہر تھی۔اس لئے باپ نے پیارے بیٹے کو منع فرما دیا تھا کہ اگر اس خواب کا حال تیرے بھائیوں تک پہنچ گیا تو ہر ایک اسے جھوٹ سمجھ کر تیرا دشمن ہو جائے گا۔لیکن بھائی تھوڑے دنوں میں اس خواب سے خبردار ہو گئے۔اور حسد سے حضرت یوسفؑ کو ایذا دینے کو تیار ہو گئے اور رویائیل جو سب سے دانا تھا اس کے پاس سب جمع ہو گئے کہ یوسف باپ کو جھوٹی خوابیں بنا کر سناتا ہے اس نے کہا ایسی صورت جھوٹ بولنے کے لائق نہیں ہو سکتی۔ہوسکتا ہے کہ اس کا ستارہ بلند ہو جائے۔پھر کچھ دنوں تک خاموش ہو گئے۔

جب باپ کی زیادہ مہربانی حضرت یوسفؑ پر دیکھی تو پھر بے قرار ہو کر اسکو دینے پر کمربستہ ہو گئے۔پھر سب نے مصلحت کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کے آگے عرض کی کہ اگر آپ چھوٹے بھائی یوسفؑ کو ہمارے ساتھ روانہ

کریں کہ ہم مل کر سیر کریں اور دل سے غم دور کریں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میری وابستگی اس فرزند سے ایسی ہے کہ اگر مجھ سے جدا ہو گئے تو میرا دل مغموم رہے گا۔ اور تم اس سے غافل ہو جاؤ تو بھیڑیا کھا جائے۔ انھوں نے کہا بھیڑیئے کی کیا مجال ہے کہ وہ ہم سے کھالے گا ہم ایک زبردست جماعت ہیں بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے؟ آخر منت سماجت سے حضرت یعقوبؑ سے یوسفؑ کو لے گئے۔ جب باپ کے سامنے تھے تو پیار و محبت سے پیش آئے لیکن جب باپ کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تو یوسفؑ کے ساتھ ان کا رویہ سخت ہو گیا۔

یوسفؑ جس بھائی کی منت کرتے وہی بیگانا ہو جاتا اور سخت جواب دیتا۔ آخر یوسفؑ نے یہودا کی منت وزاری کی تو اس کا دل نرم ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں یوسف کے قتل کا مشورہ ہرگز نہ دوں گا۔ میری رائے یہ ہے کہ واپس لے جا کر والد کے حوالے کرو۔ سب نے کہا کہ یوسف ہمارے ظلم اور زیادتی کا والد سے ضرور ذکر کرے گا۔ آخر سب اس رائے پر متفق ہوئے کہ یوسفؑ کو کسی کنویں میں ڈال دیتے ہیں یا تو خود مر جائیگا یا کوئی نکال کر لے جائیگا جیسا کہ ارشاد ربیؒ ہے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ لَاتَقۡتُلُوۡ ا	یعنی ان میں سے ایک نے کہا کہ
یُوۡسُفَ وَاَلۡقُوۡهُ فِیۡ غَیٰبَتِ	یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ کسی گمنام کنویں
الۡجُبِّ یَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ السَّیَّارَةِ	میں ڈال دو کہ کوئی مسافر اسے اٹھا کر
اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ؕ	لے جائے اگر تم کو یہ کام کرنا ہے۔

چونکہ باپ کی محبت اس کے ساتھ بہت زیادہ ہے اور ہمارا خیال ہی نہیں۔ اس لئے اس کو پھینک دینا ہے یا مار ڈالنا ہے کہ باپ کے سامنے سے یہ ہٹ جائے پھر باپ کی توجہ ہماری جانب ہو جائے گی یہ کام اس لئے کر رہے ہیں اور پھر تم توبہ کر کے نیک بن جاؤ۔ آخر سب بھائیوں نے ایذادینی شروع کر دی برا بھلا کہتے رہے اور مارتے پیٹتے ہوئے کنویں کے پاس لے گئے جو کتنے ہی عرصہ سے خشک پڑا ہوا تھا پانی کا نام ونشان نہیں تھا۔ پھر یوسفؑ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر کنویں میں ڈالنا چاہا۔ حضرت یوسفؑ ہر ایک کے دامن کے ساتھ چمٹتے اور رحم کی درخواست کرتے لیکن ہر ایک دھکّا دیکر ہٹا دیتا پھر جب یوسفؑ مایوس ہو گئے۔ پھر سب نے مل کر مظبوط رسی سے باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا۔ حضرت یوسفؑ نے کنویں کا کنارا ہاتھوں سے پکڑ لیا لیکن بھائیوں نے انگلیوں پر مار مار کر ہاتھوں کو چھڑوا دیا پھر انھوں نے رسی کاٹ دی تو حضرت یوسفؑ کنویں کی تہہ پر جا گرے کنویں کے درمیان میں ایک پتھر تھا جس پر آپ آ کر کھڑے ہو گئے۔ اس مصیبت اور سختی کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی کی کہ آپ کا دل مطمئن

ہو جائے۔آپ صبر وسہارے سے کام لیں اپنے بھائیوں پر خدا تجھے غلبہ دے گا اگر چہ بھائی تجھے پست کرنا چاہتے ہیں لیکن خدا تجھے بلند کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ اَوْ حَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ؕ	اور ہم نے یوسف کے طرف وحی کی کہ یقینا وہ وقت آرہا ہے کہ تو انھیں اس ماجرے کی خبر اس حال میں دے گا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں گے۔

پھر بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کی قمیص جو کنویں میں گراتے وقت نکال لی تھی بکری کا بچہ ذبح کر کے خون سے داغ دار کر کے والد کے آگے روتے ہوئے پیش کی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔سب کچھ کیا مگر قمیص صحیح سالم تھی اگر بھیڑیا کھاتا تو قمیص بھی پھٹ جاتی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی۔قمیص صحیح سالم دیکھ کر فرمایا کہ میں صبر کروں گا جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَ جَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ؕ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ؕ وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ؕ سورہ یوسف	اور رات کو اندھیرے میں باپ کے پاس روتے ہوئے آئے کہنے لگے ابا جی ہم تو آپس میں شرطیہ دوڑ میں لگے ہوئے تھے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا ہوا تھا جو اسے بھیڑیا کھا گیا۔آپ تو ہماری بات پر اعتبار کرنے والے نہیں اگر چہ ہم بالکل سچے ہی ہوں۔اور یوسف کے کرتے کو جھوٹا خون آلود کر لائے۔باپ نے کہا بلکہ تم نے اپنے دل ہی سے ایک بات بنائی ہے۔پس صبر ہی بہتر ہے تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر خدا ہی سے مدد طلب کی ہے۔

حضرت یوسفؑ پر بھائیوں نے زبردستی کر کے کنویں ڈال دیا اور رات کو باپ کے سامنے ہمدردی ظاہر کرنے

کے لئے غم زدہ ہو کر آ پہنچے اور خون آلود کرتا بطور شہادت پیش کیا۔ چور کا یہ حال ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی بات میں کجی ہوتی ہے۔ سب کچھ کیا مگر قمیص نہ پھاڑ سکے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دیکھ کر فصبرٌ جمیل کہا کہ خدا اس دکھ کو ٹال دے کیوں کہ تم محال چیز پر مجھے یقین دلا رہے ہو۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ کرتا دیکھ کر یعقوبؑ نے یہ بھی کہا کہ تعجب ہے بھیڑیا یوسفؑ کو کھا گیا اور اس کا پیراہن بھی خون آلود ہوا مگر پھٹا نہیں۔ خیر میں صبر ہی کروں گا۔

صبر تین چیزوں کا نام ہے، اپنی مصیبت کسی سے ذکر نہ کرنا، اور دکھ کسی کو نہ دکھانا، اور اپنے نفس کو پاک نہ سمجھنا۔ (ابن کثیر)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کے کھانے کا اس لئے کہا تھا کہ کنعان میں بھیڑیئے بہت تھے۔ دوسرا حضرت یعقوبؑ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ خود کسی پہاڑ کے اوپر ہیں اور حضرت یوسفؑ پہاڑ کے دامن میں ہیں اچانک حضرت یوسفؑ کو دس بھیڑیوں نے گھیرا لیا اور ان پر حملہ کرنا چاہا مگر ان سے ایک بھیڑیئے نہ مدافعت کر کے بچا لیا۔ پھر یوسفؑ زمین کے اندر چھپ گئے۔ اس خواب کے معنی ظاہر ہیں کہ دس بھڑیئے دس بھائی ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور ایک نے چھڑا دیا۔ روبیل یا یہودا نے کہا کہ قتل نہ کرو کسی کنویں میں پھینک دو۔ زمین میں چھپنا کنویں میں پھینکنا ہے۔ (معارف القرآن)

اور ایک روایت میں ہے کہ اُدھر حضرت یوسفؑ کنویں میں پریشان تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اِدھر سارا دن رنج وغم میں گزارا۔ جب سورج غروب ہوا تو ایک لونڈی کو ساتھ لے کر بیٹوں کے راستے پر گئے اور آگے سے بیٹے روتے ہوئے آئے۔ جب یعقوبؑ کو یوسفؑ ان پر نظر نہ آئے تو وہاں ہی بیہوش ہو کر گر گئے۔ یہودا اٹھا کر گھر لایا۔ ساری رات بیہوش رہے اور صبح کو ہوش میں آئے پھر دریافت کیا تو بیٹوں نے کہا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ پھر بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے عزیزو! میرا نور چشم کہاں ہے پھر بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد روبیل یا روئیل نے کہا اے میرے باپ! آپ کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے یوسف کو تو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ پیراہن کو دیکھا تو فرمایا ''پیراہن تو سالم ہے۔ عجیب بھیڑیا تھا کہ یوسف کو تو کھا گیا مگر پیراہن کو کچھ بھی نہ ہوا'' جاؤ! اس بھیڑیئے کو پکڑ کر لاؤ۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی بڑے پہلوان تھے ایک بھیڑیا انھوں نے پکڑا اور اس کا منہ خون آلود کر کے لائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے میرے دلبند کو کھایا ہے؟ بھیڑیئے نے

خدا کے حکم سے فصیح زبان سے کہا اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ خدا کی پناہ مجھ سے یہ فعل صادر نہیں ہوا۔ ہماری تو یہ مجال بھی نہیں کہ آپ کی بکریوں میں تصرف کریں۔آپ کے فرزند عزیز کا قصد کیسے ہو سکے گا۔ہم پر تو پیغمبروں کا گوشت حرام ہے۔پھر یعقوبؑ نے انے بیٹوں سے کہا کہ یہ کام تمہارے نفس امّارہ نے کیا ہے۔پھر حضرت یعقوبؑ جنگل میں چلے گئے اور ہر جگہ فریادوزادی کرتے رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا یا نبی اللہ! آپ کی فریادوزاری سے آسمان کے فرشتے بھی رو رہے ہیں۔اتنی بے صبری انبیاء کے لئے مناسب نہیں۔پھر حضرت یعقوبؑ نے کہا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوْنَ ؕ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام تین دن اور راتیں کنویں میں رہے۔اور جبرئیل امین ان کے پاس رہتے اور تسلی دیتے۔سوداگروں کا قافلہ جو مدائن سے مصر جارہا تھا اور راستہ بھول کرادھر نکلا۔صبح کو قافلے کے سردار نے دو غلاموں کو کنویں پر پانی کے لئے بھیجا۔جب انھوں نے اپنا ڈول کنویں میں پھینکا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈول میں بٹھا دیا۔غلاموں نے جب ڈول کھینچا تو دیکھا کہ ڈول میں ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکا ہے ان کے منہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ ؕ (روضۃ الاصفیاءَ)

اور قافلے کے بھیجنے کے بارے میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَجَآئَتْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ ؕ وَاَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ م بِمَا یَعْمَلُوْنَ ؕ سورہ یوسف	اور ایک قافلہ آیا۔انھوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا۔اس نے اپنا ڈول لٹکایا کہنے لگا واہ خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے اور انھوں نے اسے مال تجارت قرار دیکر چھپایا۔اللہ تعالیٰ باخبر تھا اس سے جو وہ کر رہے تھے۔

پھر بھائیوں نے اسے بہت ہلکی قیمت پر جو گنتی کے چند درہم تھے بیچ ڈالا۔اور وہ یوسفؑ کے بارے بہت بے رغبت تھے۔حضرت یوسفؑ کو اکیلے اندھیرے کنویں میں تین دن گزرے اور بھائی بھی اردگرد پھرتے رہتے تھے کہ یوسف کے ساتھ کیا ہوتا ہے کہ اچانک ایک قافلہ آیا انھوں نے یوسفؑ کو کنویں سے نکالا۔نکالنے والے کا دل باغ باغ ہو گیا بے اختیار اس کے منہ سے نکلا کہ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ۔کہ اے بشریٰ یہ تو عجیب نورانی لڑکا ہے۔

بھائیوں کو جب معلوم ہوا کہ تاجروں نے حضرت یوسفؑ کو کنویں سے نکال لیا ہے تو انھوں نے یوسفؑ کو بہت

کم قیمت پر فرخت کر دیا لفظ شراء خرید وفروخت دونوں میں آتا ہے۔ بھائیوں کی طرف منسوب کیا جائے تو انھوں نے فروخت کر دیا۔اور اگر تاجروں کی طرف منسوب کیا جائے تو یہاں شراء کے معنی خریدنا ہوگا کہ تاجروں نے خرید لیا۔تھوڑی قیمت پر وہ بیس یا بائیس درہم تھے۔

(ابن کثیر ومعارف القرآن)

اور یوسفؑ کے بھائی بے رغبت تھے کہ اگر قیمت نہ ملتی تو پھر بھی دے دیتے۔حضرت یوسفؑ کی زندگی کا یہ پہلو کیسی عظمتوں والا ہے کہ چھوٹی عمر میں والدہ کا گزر جانا پھر باپ کی آغوش محبت میں پرورش کرنا پھر جلدی بھائیوں کی طرف سے بے وفائی اور باپ سے جدائی۔پھر آزادی کے بجائے غلامی نصیب ہوئی۔باوجود ان تمام مصائب کے نہ شور نہ شیون نہ واویلا نہ جزع فزع اور نہ الحاح وزاری۔اپنی قسمت پر شاکر،مصائب پر صابر،خدا کے فیصلے پر راضی برضا سرِ نیاز خم کئے ہوئے مصر کے بازار میں فروخت ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔

روضۃ الاصفیاء میں ہے کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے ایک جاسوس مقرر کیا تھا کہ جب کوئی اس کو کنویں سے نکالے تو ہم کو خبر کرنا۔جاسوس نے یوسفؑ کے نکالنے کی خبر بھائیوں کو پہنچادی۔بھائیوں نے آکر قافلے والوں سے گفتگو کی کہ چند دنوں سے ہمارا غلام بھاگ گیا تھا ہم اس کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔سوداگروں نے کہا معاذ اللہ کہ یہ غلام ہو؟ یہ بزرگ تو کانِ شرافت کا موتی معلوم ہوتا ہے۔وہ بولے یہ ہمارا غلام ہے خاندانِ پیغمبری میں تربیت پائی ہے لیکن چند دنوں سے شیوۂ بے وفائی اختیار کر کے بھاگ گیا ہے۔حضرت یوسفؑ نے یہ باتیں سن رہے تھے لیکن ڈر کے مارے دم نہ مارتے تھے۔پھر بھائیوں نے کہا کہ ہم اس غلام کو اس عیب کی وجہ سے فروخت کر رہے ہیں اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو ٹھیک ورنہ ہمارے حوالے کر دو۔سوداگروں کو حضرت یوسفؑ کے چپ رہنے سے معلوم ہوا کہ یہ غلام ہی ہے۔پھر انہوں نے یوسفؑ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں بندہ ہوں۔دل میں یہ کہ خدا کا بندہ ہوں۔پھر انھوں نے چند کھوٹے درہموں کے عوض خرید لیا۔بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کا ہاتھ پکڑ کر ان کے حوالے کر دیا۔اور یوسفؑ کے بھائی شمعون نے بیع نامہ لکھ دیا اور یہ قید لگائی کہ مصر تک اس کو پابند رکھو۔حضرت یوسفؑ ان کی بے رحمی کو دیکھ کر روتے تھے۔پھر سوداگروں نے حضرت یوسف کو اونٹ پر بٹھا کر مصر کا راستہ اختیار کیا۔اور روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ راستے میں یوسفؑ کی والدہ حضرت راحیل کی قبر تھی اس کے قریب سے جب اونٹ گزرا تو حضرت یوسفؑ روتے روتے بیہوش ہو کر گر پڑے اور قبر پر روتے رہے۔آگے چلتے چلتے قافلہ والوں نے دیکھا کہ حضرت یوسفؑ اونٹ پر نہیں۔قافلہ والے واپس ہو کر راستے پر ڈھونڈتے رہے۔جب یوسفؑ کو قبر پر روتے دیکھا تو ایک سوداگر نے حضرت یوسفؑ

کے منہ مبارک پر ایک تھپڑ مارا جس سے آپ کا منہ سرخ ہو گیا۔ رو کر خدا سے یوسفؑ نے فریاد کی تو فوراً آندھی غبار اور طوفان آ گیا۔ آخر انھوں نے جان لیا کہ یہ بلا اسی ظلم کے بدلے میں ہوئی۔ یوسفؑ کی منت وزاری کی تو یوسفؑ کی دعا سے وہ طوفان ہٹ گیا۔ پھر اس کے بعد یوسفؑ کی بڑی تعظیم کرنے لگے۔ مصر تک کئی ایسے واقعات گزرے جو حضرت یوسفؑ کی بزرگی اور عظمت کو دکھا رہے تھے۔

جب قافلہ مصر پہنچا تو فروخت کے وقت حضرت یوسفؑ نے فرمایا جو کوئی مجھے خریدے گا خوش ہو جائے گا۔ پھر عزیز مصر نے آپ کو خرید لیا۔ اور عزیز مصر مسلمان تھا۔

تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح سے مصر تہذیب وتمدّن کا گہوارہ سمجھا جاتا تھا۔ حضرت یوسفؑ ایک غلام کی حیثیت سے مصر میں داخل ہوئے۔ جب قافلہ والوں نے یوسفؑ کو مصر لے جا کر فروخت کرنے کا اعلان کیا تو لوگوں نے بڑھ چڑھ کر قیمتیں لگانا شروع کیں۔ یہاں تک کہ یوسفؑ کے وزن کے برابر سونا اور اسی قدر مشک اور ریشمی کپڑے قیمت لگ گئی۔ لیکن یہ دولت اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کے لئے مقدر کر دی

تھی۔ اس نے یہ چیزیں قیمت میں ادا کر کے حضرت یوسفؑ کو خرید لیا۔ ابن کثیر میں ہے کہ یہ مصر کا وزیر خزانہ تھا جس کا نام اطفیر یا قطفیر تھا اور بادشاہ اس زمانے کا قوم عمالقہ کا آدمی تھا جس کا نام ریّان بن ولید تھا جو بعد میں حضرت یوسفؑ کے ہاتھ پر السلام لایا تھا اور یوسفؑ کی موجودگی میں اس کا انتقال ہوا۔ (تفسیر مظہری)

عزیز مصر جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا اس کی بیوی کا نام راعیل تھا اسی کا نام زلیخا بھی تھا جس کا مکمل قصّہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کی کتاب زلیخا میں درج کیا ہے اس کتاب کا نام ہی زلیخا رکھا ہے۔ (معارف القرآن)

تفسیر حقانی میں ہے کہ عزیز مصر فوج کا افسر تھا اس نے یوسفؑ کو اپنے کارخانوں کا مختار کر دیا تھا۔ اور اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ اس کی عزت کرنا۔ شاید یہ ہمارے کام آئے۔ یا اس کو اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے کہ اس کو عزت اور توقیر سے رکھنا۔ جیسا کہ فرمان ربّی ہے۔

وَقَالَ الَّذِی اشۡتٰرہُ مِنۡ مِّصۡرَ لِامۡرَاَتِہٖ اَکۡرِمِیۡ مَشۡوَاہُ عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا ؕ

اور کہا اس آدمی نے جس نے یوسفؑ کو خرید ا تھا اپنی بیوی کو کہ اس کی عزت کرنا ۔شاید ہمارے کام آئے یا اس کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔

(تفسیر حقانی)

پروردگار عالم جل جلالہ، کی قدرت کو دیکھو اور معجزہ نمائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک غلام کی حیثیت سے مصر میں آئے اور ایک ممتدن اور صاحب شوکت وحشمت رئیس عزیز مصر کے گھر پہنچے تو اپنی عصمت ماٰب زندگی ،حلم ووقار اور امانت وسلیقہ مندی کے پاک اور صاف کی بدولت اس امیر و رئیس کی آنکھوں کا تارا اور دل کے مالک بن گئے ۔پھر وہ اپنی بیوی سے کہہ دیتا ہے کہ اَکۡرِمِیۡ مَثۡوٰہُ

کہ دیکھو اس کو عزت سے رکھنا غلاموں جیسا رویہ اس کے ساتھ نہ کرنا۔ یہ فائدے مند ہے اس سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔اور بڑے ہوئے تو اور ترقی کی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗۤ اٰتَیۡنٰہُ حُکۡمًا وَّعِلۡمًا ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

اور جب وہ رشد یعنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اس کو فیصلہ کی قوت اور علم عطا کیا اور ہم اس طرح نیک کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

سورہ یوسف

بہرحال عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ غلاموں جیسا معاملہ نہیں کیا بلکہ اولاد کی طرح عزت واحترام سے رکھا اور اپنی ریاست اور دولت کا مختار بنایا اور گھریلو زندگی کی ذمہ داری ان کے سپرد کی ۔ان سب کا امین بنایا۔اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَہٗ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ؕ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ ؕ وَلٰکِنَّ

اور اسی طرح دیا ہم نے یوسفؑ کو اس ملک میں ٹھکانا اور تاکہ سکھائیں خوابوں کی تعبیر کا نتیجہ اور مطلب نکالنا اور اللہ تعالیٰ

اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ط   غالب ہے اپنے کاموں پر لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

عزیزِ مصری کی بیوی

خدا کے احسانات مصائب میں مستور ہوتے ہیں۔ بچپن میں باپ سے جدا کر کے بھائیوں کے زور شور سے کنویں کے اندھیرے میں پھینکا گیا۔ پھر وہاں سے غلام کے نام سے مصر میں فروخت ہو کر فوراً تہذیب وتمدن کے گہوارے میں مصر کے ایک بڑے گھرانے کا مالک بنا دیا گیا۔ غلامی میں آقائی اس کو کہتے ہیں۔

اب دوسری آزمائش شروع ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جوانی کا عالم تھا خوبصورتی وخوبروئی اور جمال ورعنائی کا مجسّم رخ روشن، شمس وقمر کی طرح منوّر عصمت وحیا کی فراوانی اور پھر ہر وقت ساتھ رہنا عزیز مصر کی بیوی اپنے دل پر قابو نہ پا سکی اور حضرت یوسفؑ پر پروانہ وار نثار ہونے لگی۔ مگر ابراہیمؑ کا پڑ پوتا اور اسحقؑ کا پوتا اور یعقوبؑ کا بیٹا اور آنکھوں کا نور، خانوادۂ نبوت کا چشم وچراغ، اور منصب نبوت کے لئے منتخب، پھر اس سے یہ کیسے ممکن تھا کہ ناپاکی اور فحاشی میں مبتلا ہو اور عزیز مصر کی بیوی کے ناپاک عزائم کو پورا کرے۔ وہ عورت جس کا نام راعیل اور زلیخا تھا اس نے دیکھا کہ میرا مطلب پورا نہیں ہو سکتا تو ایک مکان کا دروازہ بند کر کے اصرار کرنے لگی کہ مجھے شاد کر۔ حضرت یوسفؑ کے لئے یہ وقت سخت آزمائش کا تھا۔ شاہی خاندان، نوجوان عورت شعلہ حسن سے لالہ رو محبوب نہیں بلکہ عاشق آرائش حسن وزیب وزینت کی بے پناہ نمائش، عشوہ طرازیوں کی بارش، اور ادھر حضرت یوسفؑ خود ایک حسین نوجوان اور حسن کی خوبی سے آشنا اور دروازے بند، کسی کا خوف نہیں، مالکہ گھر کی خود ذمّہ دار، مگر ان تمام ساز وسامان کے اور سازگار موقع کے باوجود صرف خدا کی نافرمانی کا ڈر تھا۔ اس پر پیکر عصمت اور امین نبوت، مہبط وحی الٰہی نے ایسے سازگار موقع پر خدا کو حاضر سمجھا۔ اور زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو پھسلانے کی کوشش کی

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ
نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ
وَقَالَتْ هَیْتَ لَکَ ؕ قَالَ مَعَاذَ
اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ
اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ

سورہ یوسف

اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف تھا اس نے بہلانا پھسلانا شروع کیا کہ وہ اپنے نفس کی نگرانی دے اور دروازے بند کر کے کہنے لگی آ میرے پاس حضرت یوسف نے کہا اللہ کی پناہ عزیز مصر میرا سردار ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے ۔ایسے نافرمانی والے خلاصی نہیں پاتے۔

زلیخا حضرت یوسفؑ پر فریفتہ تھی پہلے اسے اب زیادہ بے تاب ہونے لگی ۔پھر حضرت یوسفؑ کو پھسلانے کی کوشش کی۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ
لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ کَذٰلِکَ
لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا
الْمُخْلَصِیْنَ ؕ

سورہ یوسف

البتہ اس عورت نے یوسفؑ سے ارادہ بد کیا اور وہ بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے پروردگار کی برہان کو نہ دیکھتے اسی طرح ہوا تا کہ ہم ہٹائیں اس سے برائی اور بے حیائی کو ۔بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

کسی طرح بھی وہ عورت باز نہ آئی تو آپ نے برہان پر عمل کیا وہ شرعی حکم ہے ۔ان کو شریعت کا علم مع قوت عملیہ کے حاصل تھا لِنَصْرِفَ عَنْهُ تا کہ ہم ان کو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے دور رکھیں ۔یعنی ارادے سے بھی اور فعل سے بھی بچا دیا کیونکہ وہ ہمارے بندوں میں سے تھے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے معلوم کیا کہ عورت اصرار کرتی ہے تو یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف بھاگے تو زلیخا بھی آپ کے پیچھے دوڑی اور حضرت یوسفؑ کی قمیص پکڑی تو وہ قمیص پھٹ گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا
لَدَا الْبَابِ ط قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ
اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ
يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ط
سورہ یوسف

اور دونوں دوڑے دروازے کی طرف ،اور عورت نے چیر ڈالا یوسف کا کرتا پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند کو،عورت بولی کیا سزا ہے جو کوئی تیرے گھر میں برائی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ قید میں ڈالا جائے یا دردناک عذاب ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنی جان بچا کر دروازے کی طرف بھاگے تو پیچھے سے زلیخا پکڑنے کے لئے دوڑی تو کرتا اس کے ہاتھ میں آیا وہ پھٹ گیا۔دروازے کے باہر عزیز مصر کھڑا تھا۔عورت نے جلد چالاکی سے کہا کہ جو تیرے گھر میں برائی کا ارادہ کرے تو اس کو یا قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے۔

حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ معاملہ برعکس ہے یہی مجھ سے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے مجھ کو پھسلاتی تھی ۔اس موقع پر زلیخا کے خاندان میں سے ایک شیر خوار بچے نے گواہی دی۔

یہ حضرت یوسفؑ کا معجزہ تھا۔بچے نے گواہی دی کہ قمیص اگر آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسفؑ جھوٹا ہے۔اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسفؑ سچا ہے اور زلیخا جھوٹی ہے۔

جیسا کہ فرمان ربیّ ہے۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۝ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ۝	اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ۔اگر ہے کرتہ اس کا آگے سے پھٹا ہوا، تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے ، اور اگر ہے قمیص اس کی پھٹی ہوئی پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔ پس دیکھا عزیز نے کرتا اس کا پھٹا ہوا تھا پیچھے سے ۔ کہا عزیز نے بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہے ۔ یوسف اعراض کر اس ذکر سے اور بخشش مانگ تو اے زلیخا اپنے گناہ کیلئے بیشک تو ہی خطا کار تھی ۔

سورہ یوسف

بچے کی گواہی حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا دودھ پیتا گھوارہ میں جھولتا ہوا بچہ تھا ۔ابن جریر میں ہے کہ چار چھوٹے بچوں نے بچپن ہی میں کلام کیا ہے، اس پوری حدیث میں اس بچے کا بھی ذکر ہے جس نے حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چار بچوں نے کلام کیا ہے۔ فرعون کی مشاطہ کے لڑکے نے اور حضرت یوسفؑ کے گواہ نے ۔اور عیسیٰ بن مریم نے اپنی والدہ کی پاک دامنی بیان کی جس کا ذکر سورہ مریم میں ہے ۔اور بنی اسرائیل کے ایک بزرگ جریج پر اسی طرح ایک تہمت لگی ۔تو برأت کے لئے ایک نوزائیدہ بچے نے گواہی دی ، اور فرعون کی مشاطہ کے بچے نے اپنی والدہ کو خدا کی وحدانیت پر ثابت رہنے کے لئے گواہی دی ۔ اور زلیخا بادشاہ وقت ریّان بن ولید کی بھانجی تھی ۔ (تفسیر ابن کثیر و معارف القرآن)

لیکن اس واقعہ کی خبر شہر میں مشہور ہو گئی ۔ شہر کی عورتوں نے زلیخا پر طعن و تشنیع شروع کر دی ۔ چرچے ہونے لگے ۔ چند عورتوں نے کہا دیکھو وزیر کی بیوی اپنے غلام پر جان دے رہی ہے ۔عزیز کی بیوی صریح غلطی میں ہے ۔

اصل میں حضرت یوسفؑ کے حُسن کی شہرت مصر میں پھیل گئی تھی ۔ دراصل ان کو بھی حضرت یوسفؑ کے دیدار کا شوق تھا جیسا کہ فرمان ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَۃِ مْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ط	شہر کی عورتوں نے کہا کہ عزیز کی بیوی اپنے جوان غلام کو اپنا مطلب نکالنے کیلئے بہلانے پھسلانے میں لگی رہتی ہے اس کے دل میں یوسف کی محبت بیٹھ گئی ہے۔وہ صریح غلطی میں ہے۔
سورہ یوسف	

زلیخا نے جب ان کی اس فریب والی غیبت کا حال سنا تو زلیخا نے ان کو بلایا اور ان کے لئے ایک مجلس مرتب کی۔اوران میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دی اور آگے پھل رکھ دیئے جنکو وہ کاٹ کر کھارہی تھیں۔

جیسا کہ فرمان ہے۔

وَاٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْهُنَّ سِکِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ج فَلَمَّا رَاَیْنَهٗ اَکْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ط	اوران میں سے ہر ایک کو چھری دی اور کہا زلیخا نے کہ اے یوسفؑ ان کے سامنے نکل آؤ۔پھر جب ان عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور زبان سے نکلا پاک ہے اللہ کو یہ تو انسان نہیں یہ تو یقینا کوئی بڑا ابزرگ فرشتہ ہے۔
سورہ یوسف	

عورتوں نے فریب کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھنا چاہا مگر جب حضرت یوسفؑ کمرے سے باہر نکلے تو سب نے بجائے پھل کاٹنے کے اپنے ہاتھ کاٹ دیئے ،کمرے سے نکلتے ہی عورتوں کی نگاہ جب آپ کے چہرے مبارک پر پڑی تو حیرت زدہ رہ گئیں رعب وجلال اور جمال یوسفؑ سے بے خود ہوگئیں پھر ان تیز چھریوں اور چاقوؤں سے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔دعوت تو پہلے ہوچکی تھی یہ تو صرف پھل کھارہی تھیں۔پھر زلیخا نے حضرت یوسفؑ سے کہا چلے جاؤ۔حضرت یوسفؑ واپس کمرے میں گئے۔پھر زلیخا نے کہا کہ دیکھا تم تو ایک دفعہ یوسفؑ کے جمال کو برداشت نہ کرسکیں پھر بتلاؤ میرا کیا ہوگا۔عورتوں نے زلیخا سے معذرت چاہی اوراپنی غلطی کی معافی مانگی۔

حدیث میں ہے کہ شب معراج میں تیسرے آسمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت یوسفؑ سے ملاقات

ہوئی جس کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یوسفؑ کو اور ان کی والدہ کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ حسن کے تین حصّے کئے گئے پھر تمام لوگوں میں دو حصے تقسیم کئے گئے اور ایک حصہ یوسفؑ اور ان ی والدہ کو دیا گیا اور ایک حصہ پوری دنیا میں تقسیم کیا گیا۔

جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو بے اختیار اپنے ہاتھ کاٹ دیئے تو زلیخا نے کہا کہ اب تم مجھے معذور سمجھوگی۔

مفسرین سدیؒ اور ابن اسحاقؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ زلیخا نے خلوت خانہ میں حضرت یوسفؑ کو بند کر کے اپنی طرف مائل کرنے کیلئے کہا کہ آپ کے بال کس قدر حسین ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ یہ بال موت کے بعد سب سے پہلے میرے بدن سے جدا ہو جائیں گے۔ پھر کہا تمہاری آنکھیں کیسی حسین ہیں فرمایا موت کے بعد یہ سب پانی ہو کر میرے چہرے پر بہہ جائیں گی۔ پھر کہ تمہارا چہرہ کتنا حسین ہے۔ فرمایا یہ سب مٹی کی غذا ہے۔ پروردگار عالم نے یوسفؑ پر آخرت کی فکر نوجوانی کے عالم میں مسلط کر دی تھی۔ یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ انسان ہر جگہ ٹھہر رہ سکتا ہے۔

آخر یوسف علیہ السلام اپنی جان بچانے کیلئے دروازے کی طرف بھاگے تو پیچھے سے زلیخا بھی دوڑی اور ان کا کرتا پیچھے سے پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ (تفسیر ابن کثیر و معارف القرآن)

یوسفؑ کا قید ہونا

آخر حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کی مختلف نشانیاں دیکھکر عزیز مصر کو پورا یقین ہو گیا۔ مگر عوام میں چرچا ہو گیا تھا اس کو قطع کرنے کے لئے یہی مصلحت سمجھی کہ کچھ عرصہ یوسفؑ کو قید میں رکھا جائے۔ یوسفؑ کے ساتھ ان ہی دنوں میں دو غلام بادشاہ کے جیل میں داخل ہوئے۔ جن میں ایک ساقی اور دوسرا روٹیاں پکانے والا باروچی تھا۔ زہر کے الزام میں یہ دونوں جیل میں گئے اور ادھر یوسفؑ بھی جیل میں داخل ہوئے۔ توراۃ میں ہے کہ یوسفؑ اپنے علمی اور عملی جوہر کی وجہ سے قید خانہ میں بھی نہ چھپ سکے اور قید خانہ کا داروغہ آپؑ کے حلقۂ احباب میں داخل ہو گیا اور جیل کا تمام انتظام وانصرام آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ قید خانہ کے بالکل مختار ہو گئے۔ اور خداوند تعالیٰ نے وہاں بھی آپ کو تمام کاموں میں اقبال مند کیا۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ط　　حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہی دو اور

قَالَ اَحَدُهُمَا اِنِّیْٓ اَرٰنِیْٓ　　نوجوان بھی جیل خانے میں

اَعۡصِرُ خَمۡرًا ۚ وَقَالَ الۡاٰخَرُ اِنِّیۡۤ
اَرٰىنِیۡۤ اَحۡمِلُ فَوۡقَ رَاۡسِیۡ خُبۡزًا
تَاۡكُلُ الطَّیۡرُ مِنۡهُ ؕ نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِیۡلِهٖ ۚ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۖ

سورہ یوسف

داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جس سے پرندے کھا رہے ہیں ہمیں آپ اس کی تعبیر بتائیے ہم آپ کو نیک کاروں سے دیکھتے ہیں۔

ساقی نے کہا کہ میں نے انگور کا درخت دیکھا اس کی تین شاخیں نکلیں پھر پھل پھول لگے پھر گچھوں میں انگور پکے اور بادشاہ کا پیالہ ہاتھ میں تھا میں نے انگوروں کو نچوڑا پھر بادشاہ کے ہاتھ میں دیا۔دوسری قیدی نے کہا کہ میرے سر پر تین ٹوکرے روٹیوں کے ہیں اوپر کے ٹکڑے سے پرندے کھا رہے ہیں۔(دائرہ المعارف)

تین شاخوں اور تین ٹکروں سے تین دن مراد ہیں یعنی دن کے بعد تمہارا فیصلہ ہوگا۔

ان دونوں کو بادشاہ کو زہر دینے کی شازش میں گرفتار کیا گیا تھا۔حضرت یوسف علیہ السلام کی نیکیوں کی خوبیاں جیل میں مشہور ہوگئی تھیں کثرت سے عبادت اور خدا ترسی علم وعمل، حسن سلوک وغیرہ کی وفہ سے جیل میں مشہور ہو گئے تھے۔قیدیوں کی دلجوئی اور تیمارداری کی بناء پر یہ دونوں شاہی ملازم حضرت یوسفؑ سے بہت محبت کرتے تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں قیدیوں کو تسکین دیتے ہوئے کہا کہ میں تمہاری خواب کی تعبیر جانتا ہوں۔فرمایا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے اس سے پہلے میں تم کو تعبیر بتا دوں گا۔چنانچہ ارشاد ہے۔

قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِہٖٓ اِلَّا نَبَّاْ تُکُمَا بِتَاْ وِیْلِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْ تِیَکُمَا ط

ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَومٍ لَّایُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِھُمْ کٰفِرُوْنَ ط

یوسفؑ نے کہا تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں تم کو تعبیر بتادوں گا۔ یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو مجھے میرے رب نے سکھا دیا ہے میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔

بلکہ میں

وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِ یْ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ط مَا کَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ط ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایَشْکُرُوْنَ ط

میں اپنے باپ دادوں کے دین کا پابند ہوں۔ یعنی ابراہیمؑ اور اسحٰق اور یعقوب کے دین کا۔ ہمیں ہرگز یہ لائق نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک کریں ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے لیکن اکثر لوگوں ناشکری کرتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے خدا کے سچے پیغمبروں کے سچے دین کو مانا ہے اور اس کی تابعداری کرتا ہوں۔ خود میرے باپ دادے رسول تھے۔ ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوب علیہم والسلام۔ فی الواقع جو بھی راہِ راست پر رہے اور خدا کے رسولوں کی اتباع کو لازم پکڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو پُر نور کر دیتا ہے اور اس کے سینے کو معمور کر دیتا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اے قید خانہ کے رفیقو! ذرا سوچ تو کرو کہ عبادت کے لئے متفرق معبود اچھے ہیں یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے۔ وہ اچھا ہے تم تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ٹھہرا لیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اُن کے معبود ہونے کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں دی اور سب حکم خدا ہی کا ہے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے بغیر دوسرے کسی کی عبادت نہ کریں۔ یہ ہی تو توحید ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کیلئے مخصوص کرنا سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ایمان

کی دعوت اور تبلیغ کے بعد اُن دو قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر بتاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ، ہے۔

یٰصَا حِبَیِ السِّجۡنِ اَمَّا اَحَدُ
کُمَا فَیَسۡقِیۡ رَبَّہٗ خَمۡرًا ۚ
وَ اَمَّا الۡاٰخَرُ فَیُصۡلَبُ فَتَاۡکُلُ
الطَّیۡرُ مِنۡ رَّاۡسِہٖ ؕ قُضِیَ الۡاَمۡرُ
الَّذِیۡ فِیۡہِ تَسۡتَفۡتِیٰنِ ؕ

اے قید خانہ کے رفیقو! ایک جو ہے تم میں
سے پس پلائے گا اپنے ملک کو شراب اور
دوسرے کو سولی دی جائے پھر کھائیں گے
جانور اس کے سر میں سے فیصلہ ہوا وہ کام
جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔

یعنی ایک تم میں سے بدستور شراب پلایا کرے گا اور دوسرا مجرم قرار پا کر سولی دیا جائے گا۔ اور اس کے سر کو پرندے نوچ نوچ کر کھاویں گے۔ اور جس بارے تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب وہ دونوں جیل خانہ سے جانے لگے تو جس پر رہائی کا گمان تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو کہہ دیا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر بھی کرنا کہ ایک آدمی بے قصور جیل میں ہے۔ اس نے وعدہ کر لیا۔ پھر اس کو حضرت یوسفؑ کا فرمان شیطان نے بھلا دیا تو اسی وجہ سے جیل میں اور بھی چند سال رہنا پڑا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے تو جیل کے آفیسر اور بعض قیدیوں نے کہا کہ ہم کو آپ سے بڑی عقیدت اور محبت ہے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے لئے مجھ سے محبت نہ کرو کیونکہ جب کسی نے میرے ساتھ محبت کی ہے تو مجھ پر آفت آئی ہے ۔بچپن میں میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تھی تو اس کے نتیجہ میں مجھ پر چوری کا الزام لگایا گیا۔ پھر میرے والد نے مجھ سے محبت کی تو بھائیوں کے ہاتھوں کنویں کی قید ملی۔ پھر غلامی اور جلاوطنی میں مبتلا ہوا۔ پھر عزیز کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو اس کے بدلے میں جیل میں پہنچا۔

(ابن کثیر مظہری و معارف القرآن)

حاصل کلام یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا: اُذۡکُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّکَ یعنی اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا کہ ایک شخص بلاقصور مجرم بنا دیا ہے اے اکثر مفسّرین یہ نکتہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ جیسی ہستی کے لئے یہ موزوں نہ تھا کہ وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے ساتھ ساتھ دینوی اسباب پر بھروسہ کریں اور بادشاہت وقت سے اپنی مظلومیت کے دفاع کے طالب ہوں۔ اسی لئے یہ خدا کا فیصلہ ٹھہرا کہ اب اسے چند سال قید خانہ میں رکھیں۔

پھر ساقی کو شیطان نے ایسا بھلا دیا کہ وہ یوسفؑ کا کچھ تذکرہ بھی نہ کر سکا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قید خانہ کی مدّت بارہ سال تھی اور حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں چودہ سال رہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

بادشاہ کا خواب

بہر حال بادشاہ مصر نے جس کا نام ریّان تھا اس نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی۔ وہ دبلی گائیں مٹیوں کو نگل گئیں۔ اور سات سرسبز شاداب بالیں اور سات خشک۔ پھر خشک بالیوں نے سبز کو کھا لیا۔ تفسیر حقانی میں ہے کہ بادشاہ نے خواب اُن دو قیدیوں کے نکلنے کے بعد دیکھا۔ خواب یہ ہے کہ سات موٹی اور خوبصورت گائیں اور نیستان میں چرنے لگیں۔ پھر سات گائیں بدشکل اور دُبلی دریا سے نکلیں اور گھاٹ پر آ کر کھڑی ہو کر اُن موٹی خوبصورت گایوں کو کھا گئیں۔ بادشاہ بیدار ہوا پھر سو گیا۔ دوبارہ پھر دیکھا کہ سبز اناج کی بھری ہوئی سات بالیں ایک ٹہنی میں ظاہر ہوئیں۔ پھر سات بالیں پتلی اور خشک نکلیں پھر اُن ہری بالیوں کو کھا گئیں۔ صبح کو بادشاہ گھبرایا ہوا بیدار ہوا۔ مصر کے دانشمندوں سے دریافت کیا۔ دانشمندوں کی سمجھ میں تعبیر نہ آئی۔ تب ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے۔

(تفسیر حقانی وقصص القرآن)

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیۡ اَرٰی سَبۡعَ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاۡکُلُھُنَّ سَبۡعٌ
عِجَافٌ وَّسَبۡعَ
سُنۡ م □ بُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّاُخَرَ
یٰبِسٰتٍ ط یٰۤاَیُّھَا الۡمَلَاُ اَفۡتُوۡنِیۡ
فِیۡ رُءۡیَایَ اِنۡ کُنۡتُمۡ لِلرُّءۡ
یَا تَعۡبُرُوۡنَ ط

بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی تازی فربہ گائیں ہیں جن کو سات لاغر دُبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہیں ہری اور سات اور ہیں خشک۔ اے درباریو! میری اس خواب کی تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔

جواب

دانشمندوں نے جواب دیا۔

قَالُوٓ □ ٍاآضْغَاثُ اَحْلَامٍ ج
وَمَا نَحْنُ بِتَاوِيْلِ الْاَحْلَامِ
بَعْلَمِيْنَ ط

انھوں نے جواب دیا کہ یہ پریشان کن خواب ہے اور ایسے پریشان کن خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے

-

تب ساقی کو بات یاد آ گئی۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْھُمَا
وَادّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْ
وِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنِ ط

اُن قیدیوں میں سے جو بچ گیا تھا اُس نے کہا کہ اتنی مدّت کے بعد یاد آیا کہ میں تمھیں اس خواب کی تعبیر بتلا دوں گا مجھے جانے کی اجازت دی جائے۔

جب ساقی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ تو کہا۔

ایھا الصدیق افتنا فی سبع
بقرات سمان یاکلھن سبع
عجاف و سبع سنملت خضر
و اخریبست لعلی ارجع الی
لناس لعلھم یعلمون ط

اے یوسف اے بہت بڑے سچے آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلائیے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جن کو سات پتلی دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے ہیں اور بھی ہیں خشک تاکہ میں واپس جا کر اُن لوگوں سے کہوں کہ وہ سب جان لیں۔

تعبیر خواب

حضرت یوسف علیہ السلام کا کمال صبر و استقلال اور جلالتِ قدر کا اندازہ کیجئے کہ ساقی کو ملامت بھی نہ کی اور کئی برسوں تک بھولنے کی بنا پر جھڑ کا بھی نہ تھا اور نہ عطائی علم پر بخل کیا۔ اُسی وقت خواب کی تعبیر دے دی۔ جیسا کہ

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا ج
فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢ
بُلِهٖ اِلَّا قَلِيْلاً مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ط ثُمَّ
يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذَالِكَ سَبْعٌ
شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَاقَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا
قَلِيْلاً مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ط ثُمَّ يَاْتِيْ
مِن ◻ۢ بَعْدِ ذَالِكَ عَامٌ فِيْهِ
يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ط

فرمایا تم کھیتی کروگے سات برس جم کر جو کاٹو اُس کو چھوڑ دو اس کی بالیوں میں مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد سات برس سخت وہ کھا جائیں گے جو رکھا ہے تم نے اس کے واسطے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا ایک برس اس کے پیچھے اس میں بارش برسے گی لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

پھر ساقی نے یہ سب معاملہ بادشاہ سے کہہ سُنایا۔اور بادشاہ نے ساقی کی زبان سے پہلے بھی کچھ جملے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف میں سُنے تھے۔پھر تعبیر کا معاملہ دیکھ کر اُن کے علم اور دانشمندی اور جلالت قدر کا قائل ہو گیا اور بغیر دیکھنے کے مشتق بن کر کہنے لگا کہ ایسے شخص کو میرے پاس لاؤ۔جب بادشاہ کا قصد یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کے طلب کے اشتیاق کا حال سنایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے باہر آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس طرح تو میں جانے کو تیار نہیں ہوں۔پہلے میرے اس جرم کی تحقیق کر لیں جس میں مجھے قید کیا گیا تھا جن کے روبرو عزیز کی بیوی نے مجھے بلایا تھا پھر ان کے ہاتھ چُھری چاقوں سے کٹ گئے تھے۔تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ ان عورتوں کا معاملہ کیا تھا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔پہلے یہ بات صاف ہو جائے کہ انھوں نے کیسی مکاریاں کی تھیں اور میرا پروردگار تو اُن کی مکاریوں سے خوب واقف ہے۔

عورتوں کا اقرار

عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تھا اور احترام کرتا رہا تھا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی بیوی کا نام بھی نہ لیا۔مصر کی عورتوں کا کہا۔اس کے معاملے میں بی بی زلیخا کے ساتھ ان عورتوں کی سازش بھی تھی۔کہ ہر ایک ان میں سے حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہو گئی تھی۔اور ہر ایک حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرتی تھی۔پھر ناکامی کی صورت میں سب نے مل کر عزیز کی بیوی کو قید کا مشورہ دیا

۔غرض بادشاہ نے اُن عورتوں کو بلایا اور کہا صاف صاف بتاؤ کہ اس معاملہ میں اصل حقیقت کیا ہے؟ وہ سب ایک زبان ہوکر بولیں جیسا کہ فرمان ہے۔

قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡہِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ	پاکی ہے اللہ کی ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں پائی۔

اس مجمع میں عزیز کی بیوی بھی موجود تھی۔اس نے جب دیکھا کہ حضرت یوسفؑ کی خواہش ہے کہ حقیقت حال سامنے آجائے تو وہ بھی بے اختیار بول اٹھی۔جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ الۡحَقُّ اَنَا رَاوَدۡتُّہٗ عَنۡ نَّفۡسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ؕ	جو حقیقت اب ظاہر ہوگئی ہاں وہ میں ہی تھی جو یوسفؑ کو بہلاتی پھسلاتی تھی اس کے نفس تھی اُس کے نفس سے اور وہ سچا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اس معلومات کے بعد بلایا۔آپؑ نے فرمایا کہ یہ تمام معاملہ جو میں نے کیا ہے محض اس وجہ سے تھا کہ عزیز کو یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ؕ	یوسفؑ نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغابازوں کا۔

یوسفؑ کی براءت

زلیخا نے عزیز کی خیانت اپنی نیت میں کر لی تھی۔اس واسطے اپنا پردہ خود ہی کھول دیا۔اپنی بے عزتی کو نہ دیکھا۔بول اٹھی کہ واقعہ کھل گیا ہے میں خود اس امر کا اقرار کرتی ہوں اور اپنا قصور خود بیان کرتی ہوں کہ واقعی میں نے ہی حضرت یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا اور یوسفؑ نے جو میرے خاوند کے سامنے کہا تھا کہ یہ عورت مجھے پھسلا رہی تھی اس بات میں حضرت یوسفؑ بالکل سچا تھا۔میں خود اقرار کرتی ہوں کہ وہ میرا قصور میرا ہی تھا۔تاکہ میرے خاوند کو بھی

معلوم ہو جائے کہ یوسفؑ میرے پاس پاک دامن ہی رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی وجہ سے میں بھی پاک ہی رہی ہوں۔ مجھ سے بھی کوئی بدکاری نہیں ہوئی۔ یہ سچی بات ہے کہ خیانت کرنے والوں کو اور مکاروں اور دغابازوں کو اللہ تعالیٰ فروغ نہیں دیتا۔ زلیخا کا کہنا سچ تھا۔ اور اپنی عزت آبرو کی پرواہ نہ کرنا اس واسطے بھی تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیجنے کے بیچ زلیخا اب حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار سے بھی محروم ہو رہی تھی اور پشیمان تھی۔ آپؑ کے دیدار کے بغیر عشق انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اس لئے اپنی ذلت اور رسوائی کی پرواہ بھی نہ کی۔ معاملہ صاف کر دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو پاک نہیں جانتا۔ نفس تو برائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ج اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ط	میں نے اپنے نفس کی پاکی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ آدمی کا نفس تو برائی کیلئے بڑا ہی ابھارنے والا ہے مگر ہاں اسی حال میں کہ میرا پروردگار جس پر رحم کرے بے شک میرا پروردگار بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور بعض مفسّرین نے اس آیت کا ترجمہ بی بی زلیخا کی جانب کیا ہے کہ لَمۡ اَخُنۡهُ یعنی میں نے اپنے خاوند عزیز کی اس سے زیادہ خیانت نہیں کی جو میرے خاوند کو معلوم ہی ہے اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتی۔ بے شک نفس تو البتہ برائی کے لئے بڑا ہی ابھارنے والا ہے۔ مگر جس پر میرا پروردگار رحم کر دے۔ بے شک میرا پروردگار رحم کرنے والا بخشنے والا ہے۔

بہرحال اب وقت آپہنچا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی اور صداقت وطہارت کا معاملہ تہمت لگانے والیوں کی زبان سے واضح ہو جائے۔ چنانچہ ظاہر ہو گیا اور شاہی دربار میں مجرموں نے اقرارِ جرم کر کے بتا دیا کہ یوسف علیہ السلام کا دامن ہر قسم کی آلودگی سے پاک اور منزّہ ہے۔

بادشاہ ریّان پر جب حقیقت حال منکشف ہو گئی تو اُس نے قلب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت و جلالت قدر کا سکّہ بیٹھ گیا۔ اور ساقی کو حسن عقیدت کے ساتھ یوسف علیہ السلام کی عقل اور دانشمندی کا ذکر اپنی خواب کی تعبیریں بہترین دل لگتی ہوئیں اور عصمت نفس کا یہ انکشاف یہ سب امور تھے کہ جنہوں نے مل کر بادشاہ کو اس بزرگ

ہستی کے دیدار اور اس سے استفادہ کا عاشق بنا دیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ: اِئْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ یعنی اُسے جلدی میرے پاس لاؤ کہ میں اُسکو خاص اپنے کاموں کے لئے مقرر کروں۔ پھر یوسف علیہ السلام اس رہنمائی اور عصمت اور پاکدامنی اور عقل اور دانش کے ساتھ قید خانہ سے نکل کر بادشاہ کے دربار میں تشریف لائے۔ بات چیت ہوئی تو پھر بادشاہ حیران رہ گیا کہ ابتک جس کی راستبازی اور امانت داری اور وفاءِ عہد کا کچھ تجربہ ہو گیا اور عورتوں کی زبان سے اور خاص کر بی بی زلیخا کی زبان سے پکّی دیانت داری اور امانت داری کا یقین ہوا۔ پھر بادشاہ سمجھا کہ ان کا عقل اور دانش اور وفاداری بے نظیر ہے۔ اس لئے بڑی مسّرت کے ساتھ بادشاہ نے کہا کہ:

اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ط	بیشک آج کے دن سے آپ ہماری نگاہوں میں بڑے صاحب اقتدار اور امانت دار ہیں۔

یوسف علیہ السلام کا اقتدار

پھر ان سے دریافت کیا کہ میرے خواب میں قحط سالی کا ذکر ہے اس کے متعلق مجھے کیا کیا تدابیر اختیار کرنی چاہیئں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا جیسا کہ فرمان ہے۔

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ط	یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اپنے مملکت خزانوں پر مجھے مختار کردیں۔ میں حفاظت کرسکتا ہوں۔

چنانچہ بادشاہ نے ایسے ہی کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی تمام مملکت کا امین اور کفیل بنا دیا۔ اور شاہی خزانوں کی کنجیاں ان کے حوالے کردیں اور عام مختار بنا دیا۔

خداوند قدوس کی شان تو دیکھو کہ ایک وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے جنگلات میں بے کسی کی حالت میں بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد غلامی کی حالت میں تاجروں میں ناقص اور کم قیمت میں فروخت ہو کر پھر مصر کے بازار میں فروخت ہوئے پھر ایک امیر عزیز مصر کے گھر کے مختار کل ہو گئے۔ پھر مجرموں کی طرح قید خانہ میں جانا اور کوئی مدّت جیل میں گزار کر آج شاہی خزانوں کا مختار کل بننا۔ چند دنوں کے بعد پوری حکومت عطا فرمانا یہ قدرت کی طرف سے عنایت ہے۔

ذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ط

یہ خدا کا فضل ہے جس کو عطا فرمائے ۔اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

پروردگارِ عالم جل جلالہ، کا فرمان ہے۔

وَکَذَالِکَ مَکَّنَا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ۔

اوراسی طرح ہم نے حضرت یوسفؑ کے قدم سرزمینِ مصر میں جمائے۔

(قصص القرآن)

تفصیلی بیان

بادشاہِ روم نے ایک آدمی کو بہت مال و دولت دے کر مصر کو روانہ کیا کہ یہ مال دولت دے کر بادشاہِ مصر کے باروچی اور ساقی کو راضی کر کے بادشاہ کو زہر کھلائی جائے ساقی نے بات نہ مانی۔ کسی طرح بادشاہ کو خبر ہوگئی۔ دونوں کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ پھر انھوں نے خواب دیکھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ بہر حال جب بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلایا تو انھوں نے فرمایا کہ پہلے مصر کی اُن عورتوں سے حال دریافت کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ یہ بات سن کر بادشاہ حیران ہوا اور ساقی سے دریافت کیا۔ ساقی نے کہا کہ وہ عبرانی غلام ہے نہایت ہی حسین۔ اس کو عزیز مصر نے مالک سے خریدا تھا۔ پھر تمام کیفیت اس کے قید ہونے کی سنائی۔ پھر بادشاہ ریّان بن ولید نے جیل خانہ کے انچارج سے دریافت کیا۔ انچارج نے کہا کہ عزیز مصر نے اس قید کیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر دن روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت میں رہتے ہیں۔ اور جو کھانا انھیں دیا جاتا ہے دو لقمے خود تناول فرماتے ہیں باقی محتاجوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

پھر بادشاہ نے عزیز مصر کو بلایا اور اس سے پوری کیفیت دریافت کی۔ عزیز مصر نے اصلی بات کو چھپا کر کہا کہ میں نے اس غلام کو خرید کر فرزندی میں رکھا تھا۔ اس سے خیانت ہوگئی اس واسطے میں نے اس کو قید کر دیا۔ پھر ان عورتوں کو بادشاہ نے اپنے دربار میں بلایا۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ جب عورتوں نے کہا معاذ اللہ ہم نے حضرت یوسفؑ میں کوئی بدی بھی نہیں دیکھی۔ وہ بالکل ہمارا مکر اور فریب تھا۔ پھر بادشاہ نے بی بی زلیخا کو بلایا اور تمام حالات دریافت کئے۔ بی بی زلیخا نے بھی اقرار کیا کہ میں نے خود اس کو اپنی طرف بلایا اور وہ اپنی بات میں سچا ہے

۔جب عصمت اور طہارت حضرت یوسفؑ کی ظاہر ہوگئی تب بادشاہ نے اپنے خاص مقرّب آدمی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بلانے کے واسطے روانہ کیا اور تمام حقیقت صفائی کی سنائی۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام میں نے اس لئے کرایا تھا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑی عزّت کے ساتھ زندان سے نکلتے وقت قیدیوں کے لئے دعائے خیر کی۔حضرت یوسف علیہ السلام غسل کر کے بہترین لباس پہن کر شاہی گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کے دربار حاضر ہوئے۔جب بادشاہ کی نظر حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑی تو بے اختیار ہو کر بادشاہ کی زبان سے یہ بات نکلی کہ یہ مکرم روح یا فرشتہ مجسّم ہے۔نہ کسی نے ایسا شخص دیکھا نہ سُنا۔بادشاہ نے بڑی عزّت سے مکان میں بٹھایا۔بات چیت کے ہونے میں بھی بڑے کمالات نظر آئے۔پھر بادشاہ نے عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر اپنی زبان سے مجھے سنائیں۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کا خواب ہی پہلے مفصّل طریقے سے بیان کروں۔بعد میں اس کی تعبیر بیان کروں ۔بادشاہ کو یہ بات زیادہ پسند آئی۔

بادشاہ کا خواب

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ نے خواب یوں دیکھا ہے کہ سات گائیں فربہ سفید اور سیاہ آنکھوں والی سبز رنگ دریائے نیل کے کنارے میں ظاہر ہوئیں۔اُن کے حُسن اور خوبصورتی سے بادشاہ تعجب میں رہا ۔اُسی عرصے میں دریائے نیل کا پانی خشک ہوا اور سوائے کیچڑ کے کچھ بھی نہ رہا۔اس کیچڑ میں سات گائیں تھیں جن کا پیٹ پیٹھ سے ملا تھا اور پھر وہ سب گائیں آپس میں ملیں۔وہ دبلی گائیں موٹیوں پر غالب آگئیں۔ان کی ہڈیاں توڑ کر گوشت سب کھا گئیں۔

جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے سچائی اپنے خواب کے بارے میں سنی تو حضرت یوسفؑ کی محبت بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بزرگی اور بڑائی معلوم ہوگئی۔پھر یوسف علیہ االسلام نے فرمایا کہ بادشاہ ان گائیوں کو تعجب سے دیکھ رہا تھا کہ اسی وقت سات خوشے تر اور سات خشک ایک ہی جگہ سے نکلے اور جڑھ سب کی پانی اور مٹی میں مظبوط تھی۔بادشاہ اس خیال میں ہے کہ مقام تو سب کا ایک ہے، پھر سیاہی وسبزی اور خشکی کیوں ہے ،اسی وقت ایک ہوا چلی پھر وہ خشک خوشے اور سبز آپس میں ملے اور سبزی کا اثر چلا گیا سب خشک ہو گئے۔

بادشاہ نے یہ بیان یوسفؑ سے سنا تو کہا ’’واللہ تیرا کہنا بے کم وکاست ہے۔تعبیر تو پہلے ہی ہو چکی تھی۔بادشاہ نے

کہا اب اس کا کیا بندوبست ہونا چاہیئے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام ملک مصر میں دہقانوں کو کوشش سے زراعت کرنے کا حکم صادر کرو، اگر سُستی ہوئی تو بڑا نقصان ہوگا۔ سات سال کی پیداوار میں قوتِ لایموت کا خرچ کریں، باقی غلہ بمع خوشوں کے جمع کریں۔ بادشاہ ریّان یہ باتیں سنکر حیران ہوا، اور کہا کہ یہ عظیم الشان کام کس کے حوالے کروں، تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا یہ امر عظیم میرے حوالے کردے، بادشاہ نے خوشی سے یہ کام حضرت یوسفؑ کے سپرد کردیا۔ بلکہ ملک کے تمام خزانوں پر متصرف کردیا۔ پھر عزیز مصر فوت ہوگیا۔ اس کے بعد یوسفؑ کو مختار کل بنا دیا گیا۔

(القصہ) یوسف علیہ السلام نے ایک وسیع مکان بنوایا اور تمام ملک سے محصول قلیل و کثیر جمع کرکے اس مکان کو بھردیا۔ اس طرح سات سالوں کے لئے پیداوار جمع ہوگئی۔ پھر قحط شروع ہوگیا، سات سال کا کچھ بھی کسی کے پاس نہ رہا۔ بھوک کی شدت میں ساری دنیا مبتلا ہوگئی۔ خود حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی بھی پیٹ بھی کر نہ کھایا۔ مسکینوں، غریبوں کو کھلاتے رہے۔ غنی اور فقیر سب دُبلے ہوگئے۔ جو لوگوں کا مال ومتاع تھا سب ختم ہوگیا تو مصر کے سب لوگوں نے اپنی جان غلامی میں دے کر کھانا پینا شروع کیا۔ سب لوگ مصر کے حضرت یوسف علیہ السلام کے غلام ہوگئے۔ لیکن یوسفؑ نے قحط کے ختم ہونے پر لوگوں کو آزاد کردیا۔

برادرانِ یوسفؑ

جب قحط کا اثر تمام ملک میں عام ہوگیا تو پتہ چلا کہ مصر میں غلہ ملتا ہے۔ پھر غلہ کے لئے قافلہ کنعان کا مصر جانے لگا۔ تو برادرانِ یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مصر میں عزیزِ مصر نے غلّہ کا انبار کھولا ہے اجازت ہو تو ہم بھی جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جائیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی بغیر بنیامین کے سب بھائی اپنی اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوکر مصر چلے گئے۔ (روضۃ الاصفیائ)

وَ كَذَالِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ط	اور اسی طرح ہم نے یوسفؑ کو ملک کا قبضہ دیا۔

مکمل اختیارات

الغرض شاہِ مصر ریّان بن ولید نے سلطنت مصر کی وزارت آپ کو دے دی۔ پہلے اس عہدے پر بی بی ذلیخا کا خاوند تھا جس نے آپ کو دے دی۔ پہلے اس عہدے پر بی بی زلیخا کا خاوند تھا جس نے آپ کو خریدا تھا۔ آخر بادشاہِ مصر آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو خریدنے والے کا نام اطغر تھا۔ یہ اُنہی

دنوں میں انتقال کر گیا۔

دائرۃ المعارف میں ہے کہ بادشاہ نے بغیر تخت شاہی کے سب کام حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کی انگلی پر پہنا دی اس وقت آپ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ حضرت یوسفؑ نے سب انتظام شروع کر دیا اور مصر کی سرزمین پر حاکم متصرف ہو گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عزیز کی بیوی راستے میں کھڑی تھی اُدھر سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نکلی تو بے ساختہ بیوی کے منہ سے یہ بات نکلی کہ کہ **الحمدللہ** شانِ خدا خدا پہ قربان جایئے کہ جس نے اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ کر دیا اور نافرمانی کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا۔

اس کے بعد بادشاہ نے عزیز کی زوجہ راعیل جس کو زلیخا کہتے

ہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ جب آپؑ اُن سے ملے تو فرمایا کہو کیا یہ تمہارے اُس ارادے سے بہتر نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے صدیق مجھے ملامت نہ کرو۔ آپ کو معلوم ہے کہ حسن وخوبصورتی والی اور دھن دولت والی عورت تھی۔ میرے خاوند مردمی سے محروم تھے یعنی نامرد تھے وہ مجھ سے مل ہی نہ سکتے تھے اور اِدھر آپ کو قدرت نے جس فیاض سے دولتِ حسن کے ساتھ مالا مال کیا ہے وہ بھی بظاہر ہے پس مجھے آپ ملامت نہ کیجئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انھیں کنواری پایا۔ پھر ان کے بطنِ مبارک سے دولڑکے ہوئے جن کے نام افراہیمؔ اور منشاؔ تھا۔ افراہیم کے ہاں نونؔ پیدا ہوئے جو حضرت یوشع علیہ السلام کے والد تھے۔ اور ایک صاحبزادی ہوئی جس کا رحمت تھا جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت یوسف علیہ السلام نے سات سال تک تو وزیر کی حیثیت سے غلّہ اناج جمع کیا۔ جب قحط عام پھیل گیا اور کنعان وغیرہ تک قحط کا اثر جا پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام ہر بیرونی آدمی کو ایک اونٹ کا بوجھ غلّہ عنایت کرتے تھے اور خود اور لشکر وغیرہ صرف ایک ہی بار دوپہر کے وقت ایک آدھ نوالہ کھا لیتے اور اہل مصر کو پیٹ بھر کر کھلاتے تھے۔

برادرانِ یوسفؑ کا مصر میں داخلہ

اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور وہ نہ پہچانتے تھے جیسا کہ فرمان ہے۔

وَجَآئَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْ اعَلَیْہِ فَعَرَفَھُمْ وَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ط

اور یوسفؑ کے بھائی آئے تو پس یوسفؑ کے پاس گئے تو اس نے انھیں پہچان لیا اور انھوں نے اس کو نہ پہچانا۔

جب برادران یوسفؑ والد کی اجازت سے مصر پہنچے تو آپ نے بیک نگاہ اُن کو پہچان لیا اور اُن میں سے کسی نے بھی آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ آپ اُن سے بچپن میں جدا ہوئے تھے۔ اور انھوں نے سوداگروں کے ہاں فروخت کر دیا تھا۔ اُن کے تو وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ وہ بچہ جسے غلامی کی حالت میں بیچ دیا آج وہ عزیز مصر کیسے بن سکتا ہے۔ ادھر حضرت یوسفؑ نے طرزِ گفتگو بھی اس انداز سے کی کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور میرے ملک میں کیسے آ گئے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ غلّہ عطا فرماتے ہیں آپؑ نے فرمایا مجھے شک ہے کہ تم کہیں جاسوس نہ ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ معاذ اللہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔ ہم کنعان کے رہنے والے ہیں اور ہمارے والد صاحب یعقوب علیہ نبی اللہ ہے۔ ہمارے باپ دادے منازل شناس معجزہ ذبیح اللہ اور آزمائش خلیل اللہ آپ کی سمع مبارک میں پہنچی ہو گی اور ہمارا باپ رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہے۔ اور لقب اسرائیل اللہ ہے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا تمہارا والد زندہ ہے؟ کہا ابھی تک ہمارے والد حیات ہیں۔ فرمایا تم سب کتنے بھائی ہو؟ کہا ہم بارہ بھائی تھے۔ ایک نہایت خوبصورت جو نبوت کے لائق تھا ایک دن ہماری محبت میں جنگل کے تماشے کو گیا تھا۔ ہم سے غائب ہوا تو بھیڑیا اس کو لے گیا۔ جب باپ کو خبر ہوئی رضا بر قضا ہو کر گوشہ گیری اختیار کی اور اس کے حقیقی بھائی کو اپنے حضور میں رکھ کر غم سے تسلی حاصل کرتا ہے۔ برادرانِ یوسف علیہ السلام جس وقت پہنچے تھے اُس وقت یوسف علیہ السلام سریر عظمت اور مسند عزت پر بیٹھے تھے۔ بادشاہوں کا لباس پہنے طوق طلائی گردن مبارک میں ڈالا تھا۔ بھائیوں کے خواب خیال میں بھی یہ نہ تھا کہ یہ یوسف ہے۔ (روضۃ الاصفیاٰ)

بہر حال تمام حالات معلوم کرنے کے بعد حضرت یوسفؑ نے حکم دیا کہ ان کو سرکاری مہمان سمجھا جائے اور اچھی خاطر داری کی جائے اور اچھی جگہ ٹھہرایا جائے۔ پھر ان کے برتن غلّے سے بھر دیئے اور ان کو تیار کیا جتنا غلّہ ان کے جانور اٹھا سکتے تھے بوریوں میں بھر دیا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ دوبارہ پھر اپنے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لاؤ تم نہیں دیکھتے کہ میں نے تمہاری کیسی خاطر تواضع کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ ط قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ج اَلاَ تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِ الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ط فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلاَ كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلاَ تَقْرَبُوْنِ □ ۝ □ ط

سورہ یوسف

جب یوسفؑ نے ان کو ان کا اسباب مہیا کر دیا تو فرمایا کہ تم میرے پاس اس بھائی کو بھی لاؤ جو وہاں رہ گیا ہے ۔کیا آپ لوگوں نے غور نہیں کیا کہ میں نے ناپ تول میں کوئی کمی نہیں کی اور میں بہترین مہمانی کرنے والا ہوں اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو میری طرف سے تم لوگوں غلہ بالکل نہ ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ آنا۔

بنیامین کا بلانا

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے ان کو لالچ دیا پھر ڈرایا دھمکایا کہ کسی طرح یہ بھائی کو ساتھ لائیں ۔ بھائیوں نے کہا ہماری پوری کوشش ہوگی کہ والد صاحب اس کو اس واقعے کو قرآن پاک نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفَاعِلُوْنَ ط

انھوں نے کہا ہم والد صاحب سے اس بارے میں بات چیت کر کے پوری کوشش کریں گے۔

جب کوچ کی تیاری ہونے لگی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں کو اشارہ کیا کہ اسباب جس کے عوض انھوں نے غلہ خریدا ہے وہ بھی اس خوبصورتی سے واپس کر دو کہ انھیں معلوم تک نہ ہو جیسا کہ فرمان ربیّ ہے۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْ بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَا اِذَ انْقَلَبُوْ اِلٰی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْ جِعُوْنَ ط	اور آپ نے اپنے خدمت گزاروں سے فرمایا کہ ان کی پونجیاں ان کی بوریوں میں رکھ دو۔جب یہ اپنے گھر کو جائیں اور اپنی پونجیاں کو پہچان لیں تو بہت ممکن ہے کہ یہ لوٹ کر پھر آجائیں۔
سورہ یوسف	

بھائیوں کا واپس کنعان پہنچنا

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خیال ہوا کہ والد اور بھائیوں سے غلّہ کی قیمت نہ لینا چاہئے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گھر میں اناج کھولیں گے تو ہماری چیز کو دیکھ کر واپس لائیں۔اس بہانے سے بھائی کی ملاقات بھی ہوجائے گی ۔(ابن کثیر)

جب یہ قافلہ واپس کنعان پہنچا تو بھائیوں نے اپنی تمام سرگزشت والد صاحب کو سنائی اور عرض کی کہ والی مصر نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اُس وقت تک میرے پاس نہ آنا جب تک اپنے سوتیلے بھائی بن یامین کو ساتھ نہ آؤ ۔اس لئے آپ سے التجا ہے کہ چھوٹے بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ کردو ہم اس کی نگہبانی اور حفاظت کرتے ہیں گے اور اس طرح ایک اونٹ کا بوجھ غلّہ بھی زیادہ لائیں گے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

ف □ لَمَّا رَجَعُوْ اِلٰی اَبِیْهِمْ قَالُوْ یٰاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ط	جب یہ لوٹ کر اپنے والد کے پاس گئے تو کہنے لگا کہ ہم سے تو غلّہ کا پیمانہ روک لیا گیا ہے آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ فرمادیں تاکہ ہم پیمانہ بھر کر لائیں اور ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

حضرت یعقوبؑ کی طرف سے جواب

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم پر ایسا ہی اعتماد کروں گا جس طرح اس کے بھائی یوسف کے بارے میں کر چکا ہوں ۔تمہاری کیا حفاظت ہے۔خدا تعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور سب سے

زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔
جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰۤى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا ۖ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ‏

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں بنیامین کے بارے میں ویسا ہی اعتماد کروں گا جیسے اس سے قبل اس کے بھائی یوسف کے بارے میں کر چکا ہوں۔ پس اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اس گفتگو سے فارغ ہو کر انھوں نے اپنا سامان کھولنا شروع کیا اور دیکھا کہ ان کی پونجی بھی واپس کر دی گئی ہے۔ یہ دیکھ کر پھر کہنے لگے اے ابّا جان ہمیں اس سے زیادہ کیا چاہئے؟ دیکھئے غلّہ بھی ملا اور ہماری پونجی جیسی تھی واپس ہی لوٹا دی گئی۔ اس نے تو ہم سے قیمت بھی نہ لی۔ اب ہمیں اجازت ہو کہ ہم بھائی کو ہمراہ لے کر دوبارہ اس کے پاس جائیں اور گھر والوں کے لئے غلّہ بھی لائیں اور والی مصر سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کریں۔

روایت میں ہے کہ برادرانِ یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ پونجی کو دیکھ کر ڈر گئے تھے کہ نہ معلوم اب کیا نئی آفت آنے والی ہے۔ مگر واقعات کی ترتیب اور حضرت یوسفؑ کے طرزِ عمل کے پیش نظر جس کا توریت اور قرآن مجید میں یکساں طور پر ذکر کیا گیا ہے یہی درست ہے کہ برادرانِ یوسفؑ خود اپنے ہاتھ سے غلّہ کی قیمت ادا کر چکے تھے۔ اس لین دین کے بعد قافلہ روانہ ہوا تھا۔ پھر ہر بھائی کے کجاوہ میں الگ الگ اس کی قیمت کی واپسی ہر عقل مند کے لئے رہنمائی کرتی ہے کہ جس طرح دائی مصر نے دورانِ قیام مصر ہمارا اعزاز کیا ہے اسی طرح یہ پونجی بھی واپس کر دی اور منت اور احسان سے بچنے کے لئے اس کا اظہار بھی مناسب نہ سمجھا۔ بہرحال حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہرگز بنیامین کو تمہارے ساتھ روانہ نہ کروں گا۔ جب تک تم اللہ کے نام پر مجھ سے عہد نہ کرو گے۔ وہ یہ کہ جب تک ہم سب کے سب گھیر نہ لئے گئے تو ہم ضرور اس کو آپ کے پاس صحیح سلامت لائیں گے۔ پھر جب سب نے متفق ہو کر والد بزرگوار کے روبرو پختہ عہد کر لیا اور آپ کو ہر طرح اطمینان دلایا تو تب آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ محض اسبابِ ظاہری پر ہے ورنہ کیا تم اور کیا تمہاری حفاظت۔ اور کیا ہم اور کیا ہمارا عہد۔ ہم سب اس معاملہ کو اللہ کی نگہبانی میں دینا چاہتے

ہیں۔اور فرمایا۔

اَللّٰہُ عَلٰی مَانَقُوْلُ وَکِیْلٌ ؕ

ہم نے جو قول و اقرار کیا ہے اس پر اللہ نگہبان ہے۔

بھائیوں کا دوبارہ مصر جانا

اس عہد و پیمان کے بعد برادرانِ یوسف کا قافلہ دوبارہ مصر کو روانہ ہوا۔اور بینامین بھی ہمراہ ہے۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے کچھ میوے اور روغن بلسان اور شہد اور گرم مصالح ہدیہ کے طور پر دیئے۔والد بزرگوار نے رخصت کرتے وقت روتے ہوئے نصیحت فرمائی جس کا قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر ہے۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَاتَدْخُلُوْا مِنْ م بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ج وَمَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ط اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ج عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَعَلَیْہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ؕ

فرمانے لگے کہ اے میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے نہ داخل ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے جدا جدا داخل ہونا میں خدا کی طرف سے آنے والی چیز کو تم سے نہیں ٹال سکتا۔صرف حکم اللہ ہی کافی ہے میرا کامل بھروسہ اس پر ہے اور ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

میں نے جو کچھ کہا ہے وہ احتیاطی تدابیر کے طور پر ہے اور یقینی بات اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہے۔

برادرانِ یوسفؑ کا مصر میں داخلہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے آنسو بہائے اور دعاؤں اور نیک نصیحت کے ساتھ اپنے بیٹوں کو رخصت فرمایا ،چونکہ آپؑ کے تمام بیٹے تنومند طاقتور اور جوان تھے اور لئے نظرِ بد سے بچنے کے لئے یہ تدبیر بطورِ نصیحت فرمادی کہ تم الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔اس لئے کہ نظرِ بد حق ہے۔یہ گھوڑے سوار کو بھی گرادیتی ہے۔جہاں تک قضاء الٰہی کا تعلق ہے اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔اللہ کا ارادہ پورا ہو کر رہتا ہے۔چنانچہ بیٹے اپنے والد بزرگوار کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مصر میں الگ الگ دروازوں سے دو دو ہو کر داخل ہو گئے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْ امِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ
اَبُوْهُمْ ؕ مَاكَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِنَ
اللّٰهِ مِنْ
شَيْ ءٍ اِلاَّ حَاجَةً فِيْ نَفْسِ
يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ اعِلْمٍ
لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَايَعْلَمُوْنَ ؕ

جب وہ انھی راستوں سے گئے جن کا حکم ان کے والد نے کیا تھا۔ خدا نے جو بات مقرر کر دی تھی اس سے ذرا نہ بچا سکے۔ ہاں حضرت یعقوبؑ نے اپنے ضمیر کے ایک خطرے کو سرانجام دیا اور وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کے عالم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

درخواست اور تبرکات

ابن کثیر سے نقل ہے کہ برادرانِ یوسفؑ نے اپنے والد بزرگوار سے درخواست لکھوائی اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دستار جو تبرکاً حضرت یعقوبؑ کے پاس تھی وہ بھی حضرت یوسفؑ کے لئے بطریق ہدیہ اپنے بیٹوں کے ہاتھ روانہ کر دی۔ تمام بھائی والد صاحب کی وصیت کے مطابق متفرق دروازوں سے داخل ہو کر مہمان سرائے میں جہاں حضرت شمعون تھے پہنچے اور رات گزارنے کے بعد صبح کو عزیزِ مصر کے دربار مین حاضر ہوئے۔ حضرت یوسفؑ کو خبر ہوئی کہ وہ عبرانی مہمان آئے ہوئے ہیں تو آپؑ نے ان کا استقبال کیا۔ انھوں نے والد بزرگوار کا تحفہ دستار اور درخواست خدمت میں پیش کی اور آپؑ نے اپنے نوکروں سے فرمایا کہ ان کی خوب عزت وخاطر ومدارات کرو۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ابا جان کے تمام حالات معلوم کر لئے۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ایک دستر خوان پر دو دو بھائی بیٹھو۔ سب بھائی دو دو ہو کر بیٹھ گئے۔ بنیامین اکیلا رہ گیا۔ ایک خوان بینامین کے آگے رکھا گیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے۔ یہ سب کچھ حضرت یوسفؑ پردے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے۔ آپ شفقت برادری سے بیتاب ہو گئے اور بنیامین کو اندر اپنے پاس بلا لیا اور ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں تیرے گم شدہ بھائی یوسف کی جگہ ہوں۔ بینامین نے کہا کہ آپ کا مرتبہ تو عالی ہے لیکن اگر عزیز کی نسبت ابراہیمی ہوئی تو تب یہ حسرت مٹ سکتی تھی۔ اب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا اور فرمایا کہ یہ راز بھائیوں سے پوشیدہ رہے۔ جب تک یہ اپنی غلطی کا اقرار نہ کرلیں۔ بنیامین کہنے لگے کہ میں اب مصر سے باہر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اب تو میں آپ کی لمحہ بھر جدائی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ (روضۃ الصفیاٗ)

توریت میں ہے کہ جب بھائیوں نے والد صاحب کا رقعہ اور دستارِ مبارک حضرت یوسفؑ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے بھائیوں کی بڑی خاطر مدارات کی اور نوکروں سے فرمایا کہ ان کو شاہی مہمان خانہ میں اتاریں اور ان کے لئے پر تکلف دعوت کا سامان کریں۔ چند روز قیام کرنے کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ ان کے اونٹوں کو اتنا لادو جتنا وہ اٹھا سکیں اور ساتھ ہی بینامین کو روکنے کے لئے کوئی حیلہ بھی تلاش کرتے رہے اور اپنے ہوشیار ملازموں کو ارشاد فرمایا کہ چپکے سے شاہی پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دو۔ (قصص القرآن)

بنیامین کا روکنا

جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ	پھر جب انھیں ان کا سامان ٹھیک کر
السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ	کے دے دیا تو اپنے بھائی کے سامان
مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا	میں پانی کا

الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسَارِقُوۡنَ ؕ قَالُوۡا
وَاَقۡبَلُوۡ عَلَيۡهِمۡ مَاذَا تَفۡقِدُوۡنَ
قَالُوۡ انَفۡقِدُ صُوَاعَ الۡمَلِکِ
وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ بَعِيۡرٍ وَّاَنَا
بِهٖ زَعِيۡمٌ ۚ
قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ عَلِمۡتُمۡ مَا جِئۡنَا
لِنُفۡسِدَ فِي الۡاَرۡضِ وَمَا كُنَّا
سَارِقِيۡنَ ؕقَالُوۡ افَمَا جَزَآؤُهٗ اِنۡ
كُنۡتُمۡ كَاذِبِيۡنَ ؕ قَالُوۡا جَزَآؤُهٗ
مَنۡ وُّجِدَ فِيۡ رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ
ؕ كَذٰلِکَ نَجۡزِي الظّٰلِمِيۡنَ ؕ
فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ
اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا مِنۡ وِّعَآءِ
اَخِيۡهِ ؕ كَذٰلِکَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ
ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِيۡ دِيۡنِ
الۡمَلِکِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرۡفَعُ
دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ وَفَوۡقَ كُلِّ
ذِيۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ ؕ

پیالہ رکھ دیا ۔پھر ایک آواز دینے
والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو
! تم چور ہو۔انھوں نے ان کی جانب
منہ پھیر کر کہا کہ تمہاری کیا چیز کھوگئی
ہے؟ تو جواب ملا کہ شاہی جام گم ہے
جو کوئی اسے لائے اسے ایک بوجھ کا
غلہ ملے گا اور میں اس وعدے کا
ضامن ہوں ۔انھوں نے کہا کہ خدا کی
قسم تم خوب جانتے ہو کہ ہم زمین میں
فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور
ہیں تو انھوں نے کہا کہ چور کی کیا سزا
ہے ؟ اگر تم جھوٹے ثابت ہو گئے تو
انھوں نے جواب دیا کہ جس کے
سامان سے پیالہ مل جائے وہ ہی اس کی
جزا ہے۔ہم یہ ہی سزا دیا کرتے ہیں
۔پھر ان کے شیلتوں کی تلاشی شروع کر
دی

گئی۔اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے۔پھر
وہ پیالہ اپنے اپنے بھائی کے شلیتے سے
نکال لیا۔یہ تدبیر حضرت یوسفؑ کے لئے
ہم نے کی تھی ورنہ وہ بادشاہ کے قانون کے
روسے اپنے بھائی کو نہ روک سکتے تھے۔مگر
یہ کہ خدا کو منظور ہوا ہم جسے چاہیں بلند
درجات عطا کر دیتے ہیں اور ہر جاننے
والے سے اوپر ایک جاننے والا ہے۔
(سورہ یوسف)

برادران یوسفؑ کی پریشانی

یہ نیا حادثہ سُن کر برادرانِ یوسفؑ سکتے میں آگئے۔اور کہنے لگے کہ تم ہمیں اچھی طرح جان چکے ہو اور ہماری عادات اور خصائل سے بھی واقف ہو چکے ہو۔ہم فساد برپا کرنے والے نہیں کہ دوسرے ملک میں آکر بھی چوریاں کرتے پھیریں۔شاہی ملازموں نے ان پر حجت قائم کی کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہو گئے تو پھر کیا ہوگا؟ تو کہنے لگے کہ دینِ ابراہیمی کے مطابق اس کی سزا یہ ہے کہ چور کو اُس کے سپرد کر دیا جائے جس کا مال چرایا ہے۔اس طرح یوسف علیہ السلام اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور بنیامین کے اسباب سے پیالہ کا سامان درمیان میں رکھا گیا۔پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی گئی۔درمیان میں حضرت بنیامین کے سامان کی تلاشی لی گئی۔درمیان میں حضرت بنیامین کے سامان کی تلاشی لی گئی تاکہ کسی کو اس بارے میں شبہ نہ ہو۔پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو روکنے کا حکم صادر فرمایا۔یہ وہ تدبیر تھی جو جناب باری تعالیٰ نے آپ کو سکھائی اور چونکہ تمام بھائی متفقہ طور پر خود ہی فیصلہ کر چکے تھے اس لئے آپؑ نے انہی کا فیصلہ کر چکے تھے اس لئے آپؑ نے انہی کا فیصلہ یہاں صادر فرمایا۔جب بنیامین پر چوری ثابت ہوگئی تو غصّے میں آکر کہنے لگے کہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔

ایک طعنہ

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ج وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ط (سورہ یوسف)	کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے قبل اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے یوسف نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور ان کے سامنے بالکل ظاہر نہ کیا اور فرمایا کہ تم گھٹیا درجہ کے انسان ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

چوری یہ تھی

حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک بڑی بہن تھی جن کے پاس اپنے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک کمر بند تھا۔ کمر بند خاندان کے بڑے آدمی کے پاس رہا کرتا تھا۔ حضرت یوسفؑ ابتداء ہی سے ان پھوپھی صاحبہ کی پرورش میں رہے تھے۔ انھیں حضرت یوسف علیہ السلام سے بے انتہا محبت تھی۔ جب بڑے ہو گئے تو والد صاحب نے آپ کو لے جانا چاہا۔ مگر ہمشیرہ نے آپ کی جدائی کو نا قابلِ برداشت بیان کرتے ہوئے بھیجنے سے انکار کر دیا اور اِدھر والد صاحب کا اشتیاق بھی حد سے گزر چکا تھا۔ ہمشیرہ کہنے لگی کہ کچھ دنوں کے لئے چھوڑ دو پھر لے جانا۔ اسی اثناء میں انھوں نے وہی کمر بند حضرت یوسفؑ کے کپڑوں میں چھپا دیا پھر اس کی تلاش میں سارا گھر چھان مارا لیکن نہ ملا۔ پھر حضرت یوسف کے کپڑوں سے برآمد ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ کو ملّتِ ابراہیمی کے مطابق ایکسال کے لئے پھوپھی کی تحویل میں دے دیا۔ اسی طرح پھوپھی نے اپنا شوق پورا کیا۔ پھر پھوپھی کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام آپ کو گھر کے آئے۔ تو بھائیوں نے غصّے میں آ کر اس واقعے کو بھی چوری قرار دیتے ہوئے بطورِ طعنہ کہا کہ اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔ جس کے جواب میں چپکے سے حضرت یوسفؑ نے اپنے دل میں فرمایا کہ تم بڑے خانہ خراب ہو۔ اس کے بھائی کو چوری کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ (ابن کثیر)

اس طرح بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے دوبرو آپؑ پر چوری کا الزام لگایا۔ لیکن آپ نے اس کو ضبط کیا اور اس راز کو افشا نہ ہونے دیا۔ جب بھائیوں کو والد صاحب کا عہد و پیمان یاد آیا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ کس طرح منّت خوشامد کر کے بنیامین کو حاصل کیا جائے۔ چنانچہ تمام بھائی عزیزِ مصر کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے والد صاحب بہت ضعیف ہیں۔ ان کو پہلے بھائی کا بھی بے حد صدمہ ہے اور وہ بنیامین کو آنکھوں سے دور نہیں کر سکتے

۔آپ ان پر رحم کیجئے ۔آپ ہم سے ایک کو روک لیجئے یہ بھی آپ کی بہت بڑی مہربانی ہوگی ۔عزیز مصر نے جواب دیا معاذ اللہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔اس طرح کرنے سے تو ہم ظالموں میں سے ہوجائیں گے ۔جب اس بات سے بھی ناکام ہوگئے تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ بنیامین کے بغیر والد کے سامنے تو ہرگز نہیں جاسکتے کوئی تدبیر کرنی چاہیے ۔ پہلے بھی ہم سخت خطا کاری کر چکے ہیں ۔اور والد کے سامنے کیسے جائیں گے اور کیا جواب دیں گے ۔جب بنیامین کے پاس سے شاہی مال برآمد ہوااوران کے اپنے اقرار کے مطابق وہ شاہی قیدی ٹھہر چکے تھے تو اب انھیں رنج ہونے لگا ۔عزیز مصر کو پر جانے لگے اور اسے رحم دلانے کیلئے کہا کہ ان کے والد اِن کے بڑے ہی دلدادہ ہیں،ضعیف اور بوڑھے شخص ہیں ان کا ایک سگا بھائی جو پہلے ہی سے تم ہو چکا ہے جس کے صدمہ سے وہ پہلے سے چُور ہیں ۔اب جو یہ بات سنیں گے تو ڈر ہے کہ زندہ نہ وہ سکیں ۔آپ ہم میں سے کسی کو اس کے قائم مقام اپنے پاس رکھ لیں اور اسے چھوڑ دیں ،آپ بڑے ہی محسن اور مہربان ہیں یہ اتنی عرض ہماری منظور فرمالیں ۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھلا ظلم کیسے ہوسکتا ہے کہ چور کو چھوڑ دیں اور بے گناہ کو پکڑ لیں ۔یہ تو صریح ناانصافی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

قَالُوْ یٰاَیُّھَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗ اَبًا شَیْخًا کَبِیْراً فَخُذْ اَحَدَنَا مَکَانَهٗ اِنَّا نَرٰکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ۔ (یوسف)	کہنے لگے کہ اے عزیز مصر اس کے والد بہت بڑی عمر کے بالکل بوڑھے شخص ہیں آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو لے لیجئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے محسن شخص ہیں ۔یوسفؑ نے کہا کہ ہم نے جس کے پاس اپنا مال پایا ہے اس کے سوا دوسرے کو گرفتار کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ایسا کرنے سے تو ہم یقینا ناانصاف ہوجائیں گے ۔

اور ساتھ ہی بنیامین پر غصے ہوئے اور کہنے لگے یہ کیا کیا۔اور کہا کہ باپ ہمارا روحانیوں کا امین اور آسمانوں کا ہم نشین ہے ۔تجھے شرم نہ آئی یہ تو نے کیا کیا؟ اپنی عصمت کو خیانت سے ملوّث کیا۔بن یامین نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے بالکل اس کی خبر ہی نہیں ۔پھر انہوں نے کہا کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا تو تیرے سامان سے کیسے نکلا۔بنیامین نے کہا کہ

یہ پیالہ اس نے رکھا ہوگا جس نے تمہارے سامان میں تمہاری پونجی رکھی تھی۔ روئیل نے کہا کہ سچ ہے پتہ نہیں عزیزِ مصر کو اس راز میں کیا بازی منظور ہے۔ ملازم حضرت یوسف علیہ السلام کے حکم کے مطابق بن یامین کو پکڑ کر لے گئے ۔ بھائی بھی بنا چاری سے واپس ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر غضبناک ہوئے ۔شمعون نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے بادشاہ! ابھی میں ایک نعرہ ماروں گا تو تمام شہروں کی تمام حاملہ عورتوں کے حمل صائع ہو جائیں گے۔ یہورا نے کہا کہ اپنے پنجۂ قدرت سے شیر کا پوست چیر ڈالوں گا اور ہاتھی کے دانت اکھاڑ دوں گا ۔حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کا زور معلوم تھا۔ جب وہ غصّے میں آئے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بیٹے افرا ہیم سے کہا کہ یہود اور شمعون کی پیٹھوں پر اپنا ہاتھ لگا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا تو ان کا غصّہ ختم ہو گیا۔

فَلَمَّا سْتَيْـَٔسُوْ مِنْهُ خَلَصُوْ نَجِيًّا ج قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَافَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ج فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ ط	پھر جب یہ لوگ مایوس ہو گئے تو الگ بیٹھ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے اللہ کی قسم کھلوا کر تم سے پختہ قول لیا ہے اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے بارے میں ایک سخت
اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ج وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ط	کوتاہی کر چکے ہو یہاں سے ہرگز نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ میرے والد اجازت نہ دیدیں یا خدا میرے لئے کوئی فیصلہ نہ کر دے وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تم سب والد کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ بیشک تیرے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم نے جو دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ کسی پوشیدہ امر کے ہم نگہبان نہیں۔

باپ کے سامنے بنیامین کی چوری

اور تائید کے طور پر کہنے لگے۔

وَسْئَلِ الْقَرْ يَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ط

سورہ یوسف

آپ اس بستی کے لوگوں سے پوچھ سکتے ہیں جس میں ہم تھے اور ان قافلہ والوں سے بھی پوچھ سکتے ہیں جن کے ساتھ ہم آئے ہیں اور یقیناً ہم بالکل سچ کہتے ہیں

۔

حضرت یعقوب کی طرف سے جواب

حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی باتوں پر کب یقین کرنے والے تھے۔ آخر یہ وہی تھے جنہوں نے حضرت یوسفؑ کو آپ سے لے جا کر کنویں میں ڈالا اور ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون سے یوسفؑ کا کُرتا رنگین کر کے ابا کے آگے پیش کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ فرمان ربیؒ ہے۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ج فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ج عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَالْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ط وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ يٰاَسَفٰی عَلٰی يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ط

سورہ یوسف

حضرت یعقوب نے فرمایا حقیقت یہ نہیں بلکہ رتمہارے دلوں نے تمہارے لئے ایک بات گھڑ دی ہے ۔سواب میرا کام صبر جمیل ہے ۔ مجھ کو اللہ سے امید ہے وہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا۔ بے شک وہ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ پھر انکے پاس چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسفؑ پر اور مارے غم کے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور دل ہی میں گُھٹا کرتے تھے۔

جب ابا جان کی یہ حالت دیکھی تو ڈر گئے اور والد بزرگوار کو تسلّی دینے لگے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

قَالُوْ اتَااللّٰهِ تَفْتَئُوْ تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰی تَكُوْنَ حَرَضاً اَوْتَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ط

بیٹے کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ تو ہمیشہ یوسف ہی کا تذکرہ کرتے رہیں گے ۔یہاں تک کہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہو جائیں یا جان دے کر مرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

آپ نے جواب دیا۔

اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ط

سورہ یوسف

حضرت یوسفؑ نے فرمایا میں اپنے اضطراب اور غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

خط

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پوتے قارص بن یہودا کو بلایا پھر ایک خط عزیزِ مصر کے نام لکھا یا جس کا مضمون یہ ہے کہ۔عزیز! معلوم فرمائیں کہ پروردگار عالم نے انبیاؤں پر کیا کیا مصیبتیں نازل فرمائیں۔اور آزمائش کی گئی ہیں ۔میرے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر آگ میں پھینکا آپؑ نے صبر کیا ۔پروردگار نے آپ پر آگ کو گلزار کر دیا۔اور میرے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری رکھی۔اور میں ایک فرزند دلبند رکھتا تھا۔وہ میرا قوتِ قلب وقرۃ العین تھا۔اس کے بھائی اس کو جنگل کی طرف لے گئے پھر پیراہن اس کا خون آلود لا کر مجھے دکھایا کہ اس کو بھیڑیئے نے کھا لیا اور ایک فرزند جو اس گم شدہ کا حقیقی بھائی تھا اس کے دیدار سے دل کو تسلّی ہوتی تھی ۔اس کے بھائیوں نے بیان کیا ہے کہ اس نے چوری کی ہے اور چوری کے الزام میں اس کو عزیزِ مصر نے بند کر لیا ہے۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ اہل بیت نبوّت کی چوری سے نسبت ہی نہیں۔اب تجھ سے امید ہے کہ اس محبوس فرزند کو مایوس باپ کے پاس بھیج دے اور اس پر محنت رسیدہ کو اندیشے سے چھڑا دے کہ سب سعادت ابدی تجھے مل جائے اور اوقات اجابت میں دعائے خیر سے تیرا مددگار رہوں گا۔ورنہ ایسی بدعاء ملے گی کہ جس کا اثر سات پشتوں تک رہے گا؟ قارص یہ خط لے کر گیا۔مصر پہنچ کر موقع پا کر حضرت یوسف علیہ السلام کو خط دیا۔حضرت یوسفؑ نے اس کو پڑھ کر قطرات آنسوؤں کے آنکھوں سے برسائے۔

جواب نامہ

خط کا جواب تحریر فرمایا اپنے بزرگوار والد کی طرف کہ جناب کا نہایت حزن واندوہ سے خط لکھا ہوا شرف ورود پایا اور محنت آبائے کرام کی درد فراق اولاد سے واقف ہوا۔ اب علاج اس دردِ عظیم کا سوائے صبر کے نہیں۔ صبر فرمائیں جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے صبر کیا تو اپنے مطلب پہنچے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

خط سے فارغ ہو کر قارص کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر اور انعام بھی دے کر روانہ کیا۔ جب قارص کنعان پہنچا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

یٰابَنِیَّ اذْهَبُوْ افَتَحَسَّسُوْا مِنْ	اے میرے بیٹو! تم پھر واپس جاؤ اور
یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَاتَایْئَسُوْا مِنْ	مصر پہنچ کر یوسف اور اس کے بھائی کا
رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ	پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ
اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ط	ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت سے صرف کافر
	ہی ناامید ہوتے ہیں۔

تجسس برائی کی جستجو کے لئے اور تحسس بھلائی کی جستجو کے لئے بولا جاتا ہے آپؑ نے بیٹوں سے فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے تینوں بھائیوں کو تلاش کرو۔ اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتا ہے۔ والد بزرگوار کی نصیحت سُن کر تمام بھائی مصر روانہ ہوئے اور عزیز مصر کے سامنے اپنی خستہ حالت ظاہر کی اور کہا کہ قحط سالی نے ہمارے خاندان کو پریشان کر رکھا ہے۔ اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا کہ ہم غلّہ خریدیں۔ اور جوردی اور کھوئی چیزیں جو کہیں بھی نہیں لگتی تھیں وہ لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم کو پورا پورا دے دیجئے اور کچھ اپنے پاس سے صدقہ بھی کر دیجئے جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْ عَلَيْهِ قَالُوْ ايَايُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ج اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ط

سورہ یوسف

جب یہ حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچےتو اس سے کہنے لگے کہ اے عزیز مصر! ہمارے گھر والوں کو بڑی سختی پہنچ رہی ہے اور ہم یہ ناقص پونجی لائے ہیں مگر تو ہم کو غلّہ پورا دیدے اور ہم پر خیرات کر بیشک اللہ خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب بھائیوں سے عاجزی کی باتیں سنی تو برداشت نہ کر سکے کہ آپ کو چھپاؤں اور ساتھ ہی اللہ کا حکم بھی ہو چکا تھا۔ اب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے کرتوتوں سے پردہ اٹھانا چاہا اور اس طرح مخاطب ہوئے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّافَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْاَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ ط

سورہ یوسف

حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم کو وہ سلوک بھی معلوم ہے جو تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ اس زمانے میں کیا جب تم جہالت میں مبتلا تھے۔

------اختتام--- حصہ اول------